بسم اللہ الرحمن الرحیم

انا فتحنا لک فتحا مبینا

فتوحاتِ شیعہ

از افادات

مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب قدس سرہ

مؤلف و مرتب

مولانا الحاج ناصر حسین صاحب نجفی

ناشر: مبلغِ اعظم اکیڈمی

22/R/5 سیٹلائٹ ٹاؤن

جوہر آباد (خوشاب) فون: ۰۴۹

فہرست عناوین

مقدمہ

"فتوحاتِ شیعہ" مبلّغ اعظم مولانا محمّد اسماعیل صاحب قبلہ قدس سرہٗ کے ان شہرہ آفاق مناظروں کا عظیم ترین مجموعہ ہے جن مناظروں میں ہزارہا لوگوں نے مذہب حقہ شیعہ خیر البریہ قبول کیا۔ جس سے مخالف و موالف کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔

اکثر شیعہ مناظرین مبلّغ اعظم مرحوم کے مناظرے سُن کر اور اسی فتوحاتِ شیعہ سے استفادہ کے بعد ہی میدانِ مناظرہ میں آئے ہیں جن کی علمی استعداد مبلغِ اعظم مرحوم کی مرہونِ منّت ہے۔

ان مناظروں میں اکثر مناظرے مَیں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں بلکہ بعض مناظروں میں حضرتِ مبلّغ اعظم کا معاون بھی رہا ہُوں۔

مَیں انتہائی محنت اور جانفشانی سے یہ نایاب گوہر تراش کر آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ اُمید ہے کہ آپ اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے اور حقیر کو اس عظیم تبلیغی کام پر دادِ تحسین دیں گے اور حضرت مبلّغ اعظم اعلی اللہ مقامہٗ کیلئے سُورۂ فاتحہ پڑھ کر دُعا کریں گے۔

دُعا کا طالب

ناصر حسین نجفی

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَامَانِعَ لِحُکْمِہٖ وَلَانَاقِضَ لِقَضَائِہٖ ثُمَّ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ اَنْبِیَائِہٖ وَسَنَدِ اَوْلِیَائِہٖ وَاَوْصِیَائِہٖ وَخُلَفَائِہٖ وَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی مُعَانِدِیْہِ وَاَعْدَائِہٖ

اَمَّابَعْدُ۔ فَقَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ۔

حضرات! حسبِ ارشادِ خداوندی حکمت اور موعظہ حسنہ کے بعد تیسرا طریقہ تبلیغ مجادلہ و مناظرہ احسن ہے جس کی بنیاد علم، ہدایت اور کتاب منیر پر ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّلَا ھُدًی وَّلَا کِتٰبٍ مُّنِیْرٍ

مگر میری زندگی کا تیس سالہ تبلیغی دور شاہد ہے کہ برادران اسلام اور خصوصاً مرزائی اور دیگر برائے نام فرقِ اسلامیہ مذہب شیعہ کی صداقت کا اصولی مناظرہ سے مقابلہ نہیں کر سکتے، کیونکہ مذہب شیعہ آلِ محمدؐ کا آئمہؑ اطہار کا مذہب ہے جو وارثان کتاب اللہ و نائبان رسولؐ اللہ ہیں۔ ان کی امامت، کتاب و سُنت، فلسفہ و حکمت۔ اصول نبوت و ولائیت، وراثت، قرابت اور فضائل ہر طرح دلائل سے ثابت ہے۔ اس کے مقابلہ میں سیاسی اصول ہیں جو وقتی و عارضی ہوتے ہیں حقائق کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ لہٰذا ان کے مناظرین کو اصول میں رہ کر بات کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مگر تاہم زندگی بھر عوام کے عقائد کو بچانے کے لئے اتمام حجت کے طور پر ان کی بے اصول بحثوں کا بھی مقابلہ کرنا پڑتا ہے اگر ان بے اصولیوں کی داستانیں دہراؤں تو ایک دردِ سر ہے۔ زندگی بھر میں مجھے بڑے سے بڑے آدمی کے ساتھ بھی مناظرہ کر کے معلوم ہوا کہ مذہب حقہ شیعہ خیر البریہ کا اصولی مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا صرف دفع الوقتی ہے کج بحثی ہے۔

اصل مذہب تو یہ ہے کہ ہر فرقہ کو اپنے اماموں کی امامت اور ان کی صداقت ثابت کرنی چاہیئے۔ مگر شیعہ کے سوا اس کے لئے کوئی تیار نہیں۔ مرزائی صاحبان مرزا صاحب کی نبوت کو موضوع بنانے سے کترائیں گے۔ برادران اہل سنت والجماعت اصحابِ ثلاثہ کے لئے جوش و خروش تو بہت کرتے نظر آئیں گے۔ مگر ان کی خلافت

کی صداقت زیر بحث لانے سے اور موضوع بحث بنانے سے بہت . عذر و بہانے لائیں گے تحریف القرآن اور بنات الرسولؐ جیسے غیر ضروری موضوع سامنے لاکر جان چھڑانے کی کوشش کریں گے ۔ اگرچہ اس میں بھی مار ہی کھائیں گے یہ سب کچھ آئمہ طاہرین کی منصوص و مخصوص امامت کا اثر ہے ۔

چنانچہ میرے شاگرد رشید مولوی ناصر حسین صاحب نجفی سلمہ اللہ تعالیٰ نے جو دس سال سے میرے ساتھ یہ مناظرے دیکھ اور سن رہے ہیں اور بعض مناظروں میں معاون مناظر بھی رہے ہیں ، چند مناظرے جمع کر کے نمونتہً پیش کئے ہیں تاکہ اتمام حجت تبلیغ مذہب اور عوام کی تسکین ہو جائے ۔ برخوردار نے بہت محنت و ہمت کی ہے آئمہ اطہار قبول فرمائیں ۔ امید ہے ناظرین و مومنین اس سے ضرور مستفیض ہوں گے ۔

والسلام

محمد اسماعیل

اِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرَاهِیْمَ پ ۲۳

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ یَا عَلِیُّ اَنْتَ وَشِیْعَتُکَ فِی الْجَنَّۃِ

(کنز الحقائق)

جعفری باش گر خدا خواہی
ورنہ در ہر طریق گمراہی

نامِ ملعون چہ ضرورست کہ سازم اظہار — لعنۃ اللّٰہ علیہ وعلیہ وعلیہ
ہر کہ بر آلِ نبی دستِ ستم کرد دراز — حرّق اللّٰہ یدیہ ویدیہ ویدیہ

میں شیعہ کیوں ہوا؟

از تصنیف مبلّغِ اعظم

مولانا محمّد اسماعیل صاحب اعلی اللّٰہ مقامہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمدِ الٰہی و درود لامتناہی
بر سیّد المرسلین و آلہ الطیّبین

الحمد للہ ربّ العالمین والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ سیّد المرسلین وخاتم النّبیّین و آلہ الطیّبین الطّاہرین واخیہ وخلیفۃ امیر المومنین وامام المبین ولعنۃ اللہ علیٰ اعدائہم اجمعین۔

تمہید مدعیٰ وسبب تالیف کتاب ہذا

میرے سابقہ واقفین اور دوست بخوبی جانتے ہیں کہ میری طبیعت اور ضمیر فطرتاً سچائی پسند اور متلاشئ حق واقع ہوئی ہے۔ لہٰذا میں بعد تحصیل علوم عربیہ و فارسیہ مروّجہ متعارفہ کے ہمیشہ متلاشئ حق رہا ہوں۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

چونکہ تربیت اور تعلیم کا ماحول اور محلِ قدیم الایام سے مذہباً اہل السنّت والجماعت تھا۔ والدین اہل حدیث خیال اور اکثر اساتذہ حنفی المذہب دیوبندی مشرب تھے۔ لہٰذا تقلیداً تدبّر اور تفکّر کا دائرہ یہیں تک تا بعرصۂ ستّی سال محدود رہا اور باز پروازِ تفکّر اور تدبّر دامِ تزویرِ تاویلاتِ باطلہ اور احادیث موضوعہ کا شکار رہا۔

شب تاریک بیمِ موج گرداب چنیں حائل
کجا دانند حالِ ما سبکباران ساحلہا

ضمیر حق اندیش کے لئے تا بہ سنی سال یہ سخت تحیّر اور اشکال رہا کہ دین اسلام تو بیشک برحق فطرتی اور خدائی دین ہے اور تاجدار معظم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لاریب نبی مکرم اور محترم ہیں۔ مگر ہماری موجودہ فقہ اور حدیث اور تاریخ کے اکثر مسائل اور ہمارا طریقہ اور سلیقہ اور ہمارے امام اور خلیفے اور اُن کے اقوال و احوال کیوں مظالم اور خلاف حقانیت کی بُو اور جھک دیتے ہیں اور ہمارے سابقہ اور موجودہ علماء اور فضلاء کیوں اہل بیت رسولؐ کے فضائل اور مصائب کے آیات اور احادیث چھپاتے رہے اور چھپا رہے ہیں۔ آخر الامر فضل الہٰی اور قرآن پاک کی بلا تاویل روشنائی اور رہنمائی سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو گئی کہ قرآن شریف برحق اور آلِ محمدؐ کتاب ناطق ہے اور ہر مسلمان کے لئے تمسک اور اعتصام بہر دو ضروری ہے۔ قرآن اور اہل بیت میں فرق کرنے والا گمراہ اور يُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ يَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ کا مصداق ہے۔

اُمتِ محمدیہ کے تفرق اور تشتت کا واحد سبب عدم اعتصام بذیل آل خاتم الانبیاء ہے۔ اگر آج بھی حسب حدیث ثقلین اُمتِ محمدیہ اپنے اپنے مصنوعی اور جعلی امام اور خلیفے کالعدم سمجھ کر اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رجوع کریں تو تمام اختلاف اور تفرق دور ہو سکتے ہیں اور خلق خدا جادۂ مستقیم پر جمع ہو سکتی ہے۔ چونکہ حسب مضمون بالا میری سمجھ میں یہ حقیقت بخوبی آگئی ہے کہ حضرات اہل السنّت والجماعت کا شیوہ حضرت عمرؓ کی مہربانی اور محبت سے ہمیشہ یہ رہا ہے کہ آلِ محمدؐ کے حق چھینیں اور اُن کے فضائل چھپائیں اور آلِ محمدؐ کی قدر و منزلت لوگوں کے دلوں سے گرائیں۔ لہٰذا میں اُن کے مذہب اور عمل سے بیزار ہوتا ہوں اور آلِ رسول علیہ السلام کے دامن میں جملہ فتنوں اور گمراہیوں سے پناہ لیتا ہوں۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میرا حشر شیعیانِ حیدر کرار اور پیروانِ آلِ اطہار میں کرے۔ اور دنیا اور عقبےٰ میں دشمنانِ آلِ احمدؐ سے بیزار رکھے آمین، آمین!

خدایا بحق بنی فاطمہؑ　　که بر قول ایمان کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی در قبول　　من و دست و دامان آلِ رسولؐ

رباعی طبع زاد

صد شکر الحمد للہ میں حسینی ہو گیا ۔۔۔ بیقراری اضطراری سے میں چینی ہو گیا
ہوں حسینی دردمیں سینہ زن و نوحہ کناں ۔۔۔ کربلائی ذکر میں شور و شینی ہو گیا

الغرض

رسالہ ہذا میں حسب فرمان عالیشان حضرت سید حیدر علی شاہ صاحب کربلائی اہلسنت والجماعت کی چند ایک باطل کوشیاں اور باطل کے لئے گرمجوشیاں اور حضرت عمر کی معنی دار بیہوشیاں اور حق پوشیاں تحریر کرتا ہوں تاکہ ناظرین پر واضح ہو جائے کہ میں تیس سال تک اہل سنت میں تعلیم و تربیت پا کر کیوں مذہب شیعہ خیر البریہ میں شامل ہو گیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ

معنی لفظ شیعہ و اہل سنت کی باطل کوشی

شیعہ کا معنی تابعین اور اُمت اور محب اور طائفہ یعنی گروہ کے ہیں۔ چنانچہ ہر ایک معنی کا محل قرآن پاک سے مندرجہ ذیل ہے:۔

تابعین

وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرٰھِیْمَ اِذْ جَآءَ رَبَّہٗ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ۔ پ ۲۳ سورۃ الصافات۔

ترجمہ:۔ اور تحقیق اس کے تابعین سے البتہ ابراہیم ہے جبکہ آیا اپنے رب کے پاس ساتھ دل سلامتی والے کے۔ دیکھو ترجمہ شاہ عبدالقادر بن شاہ ولی اللہ اہل سنت والجماعت کی معتبر تفسیر ابن کثیر جلد سوئم صہ ۱۲ میں یوں مرقوم ہے:۔

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرٰھِیْمَ یَقُوْلُ مِنْ اَھْلِ دِیْنِہٖ۔ یعنی حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرٰھِیْمَ کا

معنی یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ حضرت نوحؑ کے اصلی دین سے تھا۔

قَالَ مُجَاهِدٌ عَلٰی مِنْهَاجِهٖ وَ سُنَّتِهٖ۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ، حضرت نوحؑ کی سنّت اور اُن کے طریقے پر تھے (ابنِ کثیر)۔

پس ثابت ہو گیا کہ حضرت ابراہیمؑ شیعہ تھے اور حضرت نوحؑ کے تابعین سے تھے اور چونکہ ہم کو حضرت ابراہیمؑ کی اطاعت اور تابعداری کا حکم ہے۔ پس ضروری ہے کہ ہم بھی مثل خلیل اللہ شیعہ کہلائیں۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے: وَمَنْ یَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرَاهِیْمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ۔ (سورۃ بقرہ) ترجمہ: سوائے بیوقوف کے ملّت ابراہیمؑ سے کون منہ پھیرتا ہے۔ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ پ۱ بقرہ۔

اہلِ سُنّت کی باطل کوشی اور حق پوشی یہ ہے کہ شیعہ کو فرعون کا بنایا ہوا مذہب اور کفّار کا گروہ بتلاتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ اپنے خلیل کو جو جدِّ امجد انبیاء ہے۔ شیعۂ نوحؑ فرماتا ہے۔ اور موسیٰ کلیم اللہ کے اُمّتی کو شیعہ کہہ کر لفظ عدو یعنی دشمن کے لفظ سے مقابلہ کر کے محب کے معنے کا اظہار کرتا ہے۔ چنانچہ دیکھو پ۲۰ سورۂ قصص شیعہ بمعنی محب وَدَخَلَ الْمَدِیْنَةَ عَلٰی حِیْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِیْهَا رَجُلَیْنِ یَقْتَتِلٰنِ هٰذَا مِنْ شِیْعَتِهٖ عَلَی الَّذِیْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۔ اور داخل ہوا شہر میں وقت غفلت کے۔ پس اس میں دو آدمی لڑتے پائے، یہ اُس کے دوستوں سے تھا اور یہ اُس کے دشمنوں سے۔ پس اس سے جو دوستوں سے تھا فریاد کی اُوپر اُس کے جو دشمنوں سے تھا۔ دیکھو آیت ہذا میں صاف بلا تاویل شیعہ کا معنی محب اور عدو کا معنی دشمن ہے۔ مگر باطل کوش اپنی کج روی سے یہاں بھی باز نہیں آئے۔ رسالہ ہذا تفصیل کا متحمل نہیں ہے ورنہ ہم اہلِ باطل کے باطل عذر لکھ کر اُن کی پورے طور پر دھجیاں اُڑاتے۔

جملہ پیغمبروں کی اُمّتوں کو خدا نے شیعہ فرمایا

ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِیْعَةٍ اَیُّهُمْ اَشَدُّ عَلَی الرَّحْمٰنِ عِتِیًّا ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِیْنَ هُمْ اَوْلٰی بِهَا صِلِیًّا۔ (پ۱۶۔ سورۂ مریم) ۔ پھر ہم ہر اُمّت میں سے جدا کر دیں گے اس کو جو رحمٰن پر زیادہ اکڑتا تھا۔ پھر ہم زیادہ جانتے ہیں اس کو جو جہنم میں داخل کرنے کے زیادہ لائق ہے۔

سُبحان اللہ! معلوم ہُوا ہر نبی کی اُمّت کا نام شیعہ ہے۔ اسی واسطے تمام اُمّتوں کے گنہگار روزِ قیامت علیحدہ کئے جائیں گے۔ چنانچہ خداوند تعالےٰ نے دوسرے مقام پر کُلّ شیعۃٍ کا معنی کُلّ اُمّۃٍ فرمایا ہے۔ دیکھیے وترائی کُلّ اُمّۃٍ جاثیۃ اور علامہ ابنِ کثیر نے جلد سوم صـ۱۳۱ پر کُلّ شیعۃٍ کی تفسیر بقول حضرت مجاہد من کُلّ اُمّۃٍ فرمائی ہے اور بقول حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ مِنْ کُلِّ اَھْلِ دِیْنٍ یعنی تمام اہلِ ادیان سے گنہگار جُدا کئے جائیں گے۔ جب تمام اُمّتوں کو خدا نے شیعہ کہا ہے تو ہم خلافِ قرآن کیوں اہل سُنّت اور اہلِ حدیث کہلائیں۔ کہاں ہیں شیعہ بمعنے گروہ کفّار کہنے والے شرم کریں اور اپنے اپنے مصنوعی اور جعلی فرقوں کے نام قرآن سے دکھلائیں۔ بصورتِ دیگر اپنا نام شیعہ رکھائیں جیسا کہ اُن کے بزرگ حضرت شاہ عبدالعزیز جیسے مذہب حقّہ شیعہ خیر البریّہ کے مقابل ہار کر مائیم شیعہ اولیٰ فرما گئے کہ اصلی اور پہلے شیعہ ہم ہی ہیں۔ اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اہلِ سُنّت والجماعت اہل حدیث اہلِ قرآن اہلِ فقہ۔ حنفی مالکی شافعی حنبلی چشتی قادری احمدی محمّدی وہابی بابی بہائی نیچری صوفی یہ اُن کے مصنوعی نام قرآن پاک سے ہر گز ہر گز نہ ملیں گے۔ بلکہ اُن کے مذہب اور نام بیرونی ہیں اور باہر ہی رہیں گے۔

مسئلہ خلافت اور اہلسُنّت کی مذبوحی حرکات

لفظ شیعہ کی تحقیق کے بعد چونکہ مسئلہ خلافت بھی شیعہ اور سُنّی کا مابہ الامتیاز مسئلہ ہے۔ لہٰذا ہم اس کے اندر اختصاراً شیعہ خیر البریّہ کے براہین قاطعہ اور دلائل قویّہ اور اہل سُنّت کے تاویلاتِ باطلہ دکھاتے ہیں تاکہ حق پسندوں کو باطل پرستوں کا پوچ اور ہذیان نظر آئے۔

نبی اور خلیفہ بنانا خدا کا کام ہے مگر اہلسُنّت خود بنا لیتے ہیں

وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً (پ ۱ ۔ ع ۳ ۔ بقرہ)

اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے فرمایا مَیں دُنیا میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ دیکھیے فرمایا کہ میں بنانے والا ہوں۔ فرشتوں کا اجماع نص کے مقابلہ میں کچھ کام نہ آیا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰى اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ۔ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (پ۲ ع۱۶)

ترجمہ:۔ کیا تو نے نہیں دیکھا طرف سرداروں بنی اسرائیل کے بعد موسیٰ کے جب اُنہوں نے اپنے نبی سے کہا۔ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر۔ ہم اللہ کے راستے میں لڑائی کریں اور اُن کے نبی نے فرمایا ان کو کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے طالوت کو بادشاہ بنایا ہے۔ کہا انہوں نے ہم پر اس کی بادشاہی کہاں ہو سکتی ہے ہم اس سے بادشاہی کے زیادہ حقدار ہیں۔ کیونکہ وہ مال کی زیادتی نہیں دیا گیا۔ نبی نے فرمایا۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے تم پر برگزیدہ اور پسند کیا ہے اور اس کو علم اور جسم کی زیادتی عطا فرمائی ہے۔

تشریح

دیکھو بعد موسیٰ علیہ السلام کے تمام بنی اسرائیل نے نبیٔ وقت سے درخواست کی ہے کہ خلیفہ اور امیر مقرر کرے اور نبی نے بھی خود نہیں کہا بلکہ فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے تم پر طالوت کو بادشاہ بنایا ہے۔ مگر یہاں کیا ہوا۔ نہ قرآن پاک کی پرواہ رہی نہ فرمانِ پیغمبر یاد رہا۔ آیت عشیرہ کو چھوڑا اور حدیث غدیر کے معنے بدلے اور حدیث منزلت کی تاویل کی۔ فضائل مرتضوی فراموش کئے۔ پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی بسترِ علالت پر جلوہ افروز ہیں کہ یاروں نے شوخ چشمیاں شروع کر دیں۔ حضورؐ کی خبرِ وفات ابھی مشہور نہیں ہوئی کہ یار سقیفہ بنی ساعدہ میں پہنچے کہ آج علیؑ مشغولِ تجہیز و تکفین ہیں اُن کی غیر حاضری میں خلیفہ مقرر کرنے کا اچھا موقعہ ہے۔

الغرض بلا ملاکہ حضرت ابوبکر پنچایتی خلیفے مقرر ہو گئے اور خدا اور رسولؐ کے مقرر فرمودہ خلیفہ علی المرتضےٰ کو قتل کی دھمکیاں شروع ہوئیں۔ جناب بی بی پاک کے دروازہ اقدس کے سامنے کھڑے ہو کر لوگوں نے آگ لگانے کے خوف

دلائے -

چونکہ یہ تمام مضامین اہلِ سُنّت والجماعت کی کتابوں میں ثابت ہیں - لہٰذا میں مصنوعی اور پنچائتی خلیفوں سے بیزار ہو کر رسُولِ پاک کے سچے خلیفے اور جانشین کو جس کی نسبت غدیرِ خم پر مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ کا اعلان ہو چکا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف باب مناقب علی) -

اپنا امام مِنْ بَعْدِ رسُول پاکؐ سمجھتا ہوں اور خدائے تعالےٰ سے دُعا کرتا ہُوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ روزِ قیامت شیعیانِ علی علیہ السّلام میں اُٹھائے -

تمّت بالخیر اللّٰھُمَّ صَلِّ علیٰ مُحَمَّدٍ و آلِ مُحَمَّد

مناظرہ

میراں ملّہ میں

مذہبِ شیعہ کی فتحِ مبین

حضرات ناظرین! مولوی دوست محمّد صاحب قریشی صدر مبلّغ تنظیم اہلسنّت والجماعت کا ایک غلط اور خلافِ واقعہ جھوٹا اشتہار دیکھ کر حیرت ہوئی - ورنہ اصل مناظرہ میں تو مولانا صاحب دونوں دن دونوں مسئلوں میں بری طرح ناکام رہے مسئلہ بنات میں لفظ چار پر کوئی صحیح روایت نہ پیش کر سکے اور مسئلہ خلافت میں صاف انکار کر دیا کہ وہ آیت حدیث کے خلیفے نہیں بلکہ اجماعی ہیں - اجماع میں اہل بیت کو شامل اور راضی نہ دکھلا سکے اور گھر جا کر اشتہار شائع کر دیا - شاید یہ علماء صاحبان جھوٹ بولنا حرام نہیں سمجھتے یا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ کی آیت نہیں پڑھتے اصل حقیقت مختصراً ہم آپ کو بتلاتے ہیں کہ یہ مناظرہ مورخہ ۲۴/۲۵ دسمبر ۱۹۶۹ء مطابق ۱۴/۱۵ شوال بروز بدھ جمعرات علماء اہلسنّت والجماعت خصوصاً مولوی عبد الستار تونسوی کی دیرینہ شیخیاں بگھارنے کی بنا پر وقوع میں آیا - مدت سے چیلنج پر چیلنج ہو رہے تھے کہ مولوی محمد اسماعیل بھاگ جاتا ہے فرار ہو جاتا ہے علماء اہل سنّت کا نام سن کر سہم جاتا ہے - چنانچہ ہم نے اپنی تحقیق کے پیشِ نظر یہ مناظرہ منعقد کرایا اور انتظام کیا اور حفظِ امن کا پورا پورا ذمّہ لیا اور خیال رکھا - مولوی دوست محمد قریشی معمولی معمولی باتوں پر عدم حفظِ امن کا بہانہ کر کے مناظرہ سے جان چھڑانا چاہتا تھا مگر ہم نے ہر طرح کی منت سماجت معذرت اور معافی سے اس کو میدان سے بھاگنے کا موقعہ نہ دیا تاکہ

علاقہ بھر کے لوگوں کو پوری تحقیق ہو جائے اور آئے دن کے چیلنج ختم ہو جائیں چنانچہ مولوی عبد الستار تو پہلے ہی حج کے بہانے فرار ہو گیا حالانکہ ابھی حج کی تیاری میں کچھ دن باقی تھے مگر نہ آیا - چنانچہ مبلغِ اعظم مولانا محمّد اسمٰعیل صاحب نے جو رسالہ "فراراتِ تونسوی" لکھا ہے

سچا ثابت ہوا - اور یہ قرار بھی ان گذشتہ قراروں کی ایک کڑی ثابت ہوا - چنانچہ مولوی دوست محمد قریشی صدر تنظیم اہل سنت والجماعت اور مولوی قائم دین صاحب علی پوری مولوی منظور احمد صاحب بہاولپوری اور مولوی محمد علی صاحب عثمان پوری پیلی راجن اور علاقہ بھر کے تمام علماء ٹڈی دل کی طرح اُمڈ آئے شیعہ کی طرف سے جناب مبلغ اعظم محمد اسماعیل صاحب قبلہ مع اپنے شاگردوں کے درس آلِ محمد لائل پور سے آٹھ بکس کتب شیعہ وسنی لیکر تشریف لائے - اللہ رے حوصلہ مبلغ اعظم کہ ان بیسیوں علماء اہل سنت کے سامنے ایسے علمی شان اور اطمینان سے آئے کہ ان علماء کی کثیر تعداد کو ریشہ کے مطابق بھی خیال نہ کیا - اکیلے میدان مناظرہ میں وقت سے پہلے آکر کرسی پہ بیٹھ جاتے رہے - اگرچہ کچھ لیٹ ہو کر مولانا قاضی سعید الرحمن صاحب بھی تشریف لے آئے اور مناظرہ میں صدر اور معاون رہے مگر جب پہلے دن میدان مناظرہ گرم ہوا تو مبلغ اعظم اور حضرات ان کے شاگرد ہی تھے -

حضرات! مبلغ اعظم نے اہل السنت کے مُن مانے موضوع بنات الرسولؐ کو بھی نہایت فراخدلی سے منظور کر لیا اور سب سے پہلا موضوع مناظرہ بھی اس کو بنایا جس پر پورے تین گھنٹے روزِ اول مناظرہ رہا مگر قریشی صاحب اس میں بھی شکست کھا گئے اور کوئی مستحکم ثبوت نہ دے سکے جو قابلِ اعتقاد اور یقینی ہو - حتیٰ کہ معصوم کی صحیح حدیث بھی نہ پیش کر سکے -

مولوی دوست محمد قریشی کی استدلالی کمزوریاں

حضرات! اگرچہ مولوی دوست محمد قریشی اپنے معتقدین فاضل آدمی ہیں زور بھی بہت لگایا ناز نخرے بھی بہت کئے ، داؤ پیچ بھی کھیلے ، تصنع تکلف بھی کیا - حتیٰ کہ دھوکہ وفریب دینے کی کوشش بھی کی ، غلط حوالے بھی دیئے ، قطع و برید بھی کی ، خیانت در نقل سے بھی باز نہ آئے مگر مبلغ اعظم صاحب نے پھر بھی کچھ پیش نہ جانے دی - ہر ہر غلط حوالے پر گرفت پر گرفت کرکے خیانتیں ظاہر کیں - کتاب مانگی تو دی ، حوالہ پوچھا تو بتلایا - مولوی دوست محمد صاحب نے اصول کافی پیش کرنے میں تو حد کر دی - تعریف کافی کی تو تیزہ میں حضرت حجت علیہ السلام کا قول بے سند "کافٍ لِشیعَتِنَا" پڑھا مگر ضعیف روایت دوسری کتاب کی پڑھ دی - اس گرفت میں مناظرہ تقریباً ختم ہی ہو گیا تھا - کیونکہ مبلغ اعظم نے مان لیا تھا کہ اگر یہ قول امام جعفر الصادق علیہ السلام اصول کافی میں موجود ہے تو میں کافی کا شک اور

مناظرہ ختم - اس مطالبہ پر اتنا زور دار مواخذہ کیا کہ مبلغ اعظم منبر پر چڑھ کر اعلان کرنے لگے - کہ حضرات! اپنے مولوی سے کہو کہ حوالہ دکھلائے ہم شکست مان لیں گے - مگر کون دکھائے - قریشی صاحب نادم اور حیران و پشیمان منہ میں ڈاڑھی چباتے کھڑے تھے اور سُنّی دنیا دنگ تھی - حضرات! خدا شاہد ہے کہ مولوی دوست محمد کی غلط حوالے دیکھ شرمسار ہونیکی حالت دیکھی نہ جاتی تھی -

مسئلہ بنات الرسولؐ میں چند دلائل کا توازن

حضرات! تفصیل تو بعد میں آئے گی مگر مختصر - مشتے نمونہ از خروارے چند دلائل کا توازن ملاحظہ فرمایئے - مولوی دوست محمد قریشی مناظر اہل السنّت نے اس مسئلہ میں صرف ایک آیت یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ وَ بَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِیْنَ سورۃ الاحزاب سے پڑھی کہ اس میں لفظ بنات جمع سے کم از کم تین بیٹیاں ثابت ہوتی ہیں اور آخر تک اسی کی رٹ لگائی اور تکرار بے معنی کیا - اس کے مبلغ اعظم نے چند جوابات دیئے:-

اوّل:- کہ یہ آیت سُورۃ الاحزاب کی ہے اور یہ حکم حجاب ثانی کا ہے - اس وقت جناب رقیہؓ اور جناب ام کلثومؓ کی حیات ثابت کرو، ورنہ مُردہ سے خطاب کیسا اور حکم کیسا - اس وقت یہ دونوں لڑکیاں زندہ ثابت کرو - مگر کون کرے - ورنہ ایک تو صیغہ واحد ہے دو تثنیہ اور جمع تین سے شروع ہوتی ہے - اس آیت کے وقت تین زندہ بیٹیوں کا وجود ثابت کرو اور کسی اپنی تفسیر سے بحکم رسول پاکؐ دکھلاؤ کہ اس آیت میں وہ میری بیٹیاں داخل اور شامل ہیں - بس قریشی صاحب کے حواس باختہ ہو گئے - کیونکہ اِذَا جَاءَ الْاِحْتِمَالُ فَبَطَلَ الْاِسْتِدْلَالُ" کے مطابق استدلال ختم ہو گیا -

دوم:- مبلغ اعظم نے فرمایا کہ جمع تو تعظیمی بھی ہو سکتی ہے جیسے:- اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ - پ۱۴ النحل کہ چار صیغے جمع کے نازل کرنیوالا صرف ایک واحد حقیقی جس کی وحدت میں کسی قسم کی کثرت داخل ہی نہیں ہو سکتی -

سوم:- یَا اَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبَاتِ میں الرُّسُل جمع ہے اور مخاطب صرف ایک خاتم النبیین ہے - ورنہ مرزائیوں کی طرح صیغہ جمع سے استدلال کر کے

نبوت کی مہر بھی توڑ دو۔

چہارم :۔ اَبْنَاءَنَا وَ اَبْنَاءَکُمْ وَ نِسَاءَنَا وَ نِسَاءَکُمْ میں جمع بین الجمعین ہے۔ مباہلہ میں بھی صیغہ جمع سے استدلال کر کے چار بیٹیاں دکھلاؤ۔ اگر اس وقت مرگئی تھیں تو پھر استدلال کیسا۔ جناب زینب کی زندگی ثابت ہونے سے رقیہؓ اور امّ کلثومؓ کو فائدہ نہیں پہنچتا۔ اور وہ صیغہ تثنیہ ہے جمع نہیں ہو سکتی استدلال جمع حقیقی سے ہو رہا ہے۔

پنجم :۔ لفظ بنات سے ہر وقت حقیقی بیٹیاں ثابت نہیں ہوا کرتیں۔ اور جیساکہ ہٰؤلاء بناتی کہ یہ میری بیٹیاں ہیں سے حضرت لوط کی حقیقی بیٹیاں مراد نہیں اور اپنے مولوی اشرف علی تھانوی کی اس پر تفسیر دیکھو کہ یہ حقیقی بیٹیاں نہیں دیکھو ترجمہ اشرفیہ ص۲۰۷ حاشیہ ۷ بلکہ اُمت کی بیٹیوں کو حضرت لوط نے اپنی بیٹیاں کہہ دیا کیونکہ نبی اُمت کا باپ ہوتا ہے۔ اگر اُمت کی بیٹیاں نبی کی بیٹیاں بنصِ قرآن ہو سکتی ہیں تو حضورؐ کی اپنی پالتو ربیبہ بیٹیاں اگر مجازاً داخل ہو جائیں تو کیا حرج ہے۔

ششم :۔ اس میں سادات کی تمام بہو بیٹیاں مُراد اور داخل ہیں کیونکہ پردہ کا حکم قیامت تک ہے جیساکہ حرّمت علیکم امّھاتکم وبناتکم میں قیامت تک بیٹیاں ہونے والی داخل ہیں جناب مبلّغ اعظم نے مولوی دوست محمد کے استدلال کو کچھ اس طرح توڑا کہ اس کو سر پیر کی پڑ گئی۔ کیونکہ آیت محکم نہ رہی، صحیح حدیث نہ مل سکی اور احتمالِ غیر آگیا لہٰذا استدلال ختم ہو گیا۔ مبلّغ اعظم نے فرمایا حضرات! چار بیٹیاں یا ایک بیٹی اس کا اعتقاد اور ایمان سے تعلق ہے۔ لہٰذا یا آیت محکم پیش کرو یا حدیثِ متواتر یا حضرت فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کے تواتر میں کسی قسم کا شک اور احتمال پیدا کر کے دکھلاؤ۔ ورنہ عوام کو دھوکہ نہ دو۔ بیٹی صرف ایک ہے جس کا ثبوت اتنا مضبوط اور متواتر ہے کہ اس کا انکار کُفر کے مترادف ہے۔

آیاتِ عشرہ بر وحدتِ سیّدۃ النّساء فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا

اس کے بعد مبلّغ اعظم نے دس آیات سے سیّدہ فاطمہ کا توحّد اور اکلوتی بیٹی

ہوتا دکھلایا۔

اوّل :۔ مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ ۔ پ۲۲ ۔ سورۃ احزاب کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم تمہارے اس ایک بالغ مرد کا باپ نہیں ۔ مبلغِ اعظم نے فرمایا سبحان اللہ ! لفظ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ سے ایک مرد کے باپ ہونے کی بھی نفی ہوگئی ایک بیٹی کے باپ ہونے کا اثبات بھی ہوگیا ۔ مبلغِ اعظم نے فرمایا اللہ رے بلاغتِ کتاب اللہ کہ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ سے ایک بیٹی کا حقیقی باپ بھی ثابت کر دیا ۔ لفظ رجال سے جناب طیبؑ اور طاہر اور حضرت ابراہیم ابناء رسول اللہ کی اَبنیت بھی ثابت رہ گئی ۔ مبلغ اعظم نے اس آیت سے ہر چیز ثابت کر دی ۔ ایک بیٹی کی وحدت لفظ اَحَد سے ، حضورؐ کے صغیر بچوں کی ولادت لفظ رجال سے ، حسنین علیہما السلام اور آلِ محمدؐ کے اپنے فرزندوں کی ابنیت لفظ کُمْ سے کہ تمہارے مردوں کا باپ نہیں ، اپنے اہل بیت اور آلِ محمدؐ کے مردوں کا باپ ہے ۔ لفظ اَحَد سے جناب سیدہ کی وحدت پر ایسا استدلال کیا کہ دوست محمد قریشی کی لفظی بحث کہ ایک کا لفظ دکھلاؤ ہمیشہ کیلئے ختم ہوگئی ۔

دوم :۔ آیت تطہیر کہ سوائے سیدہ کے کوئی بتول نہیں اور داخلِ تطہیر نہیں اور انبیاءؑ کی بیٹیاں حیض و نفاس سے پاک ہوتی ہیں ۔ اصول کافی ص۴۵۸ جلد۱ ، ذخائر العقبی ص۲۶۱ ، صواعق محرقہ ص۱۵۸ اور سیدہ پاک ہے ۔

سوم :۔ آیت مباہلہ ۔

چہارم :۔ آیت خمس کہ سوائے فاطمۃ الزہراؑ کے ان لڑکیوں کو کبھی خمس نہیں ملا ورنہ قریشی صاحب ثابت کریں باوجود سوال کے حضرت عثمان کو حضورؐ نے خمس نہ دیا ۔ صحیح بخاری ص۴۴۲ جلد۱ اور حضرت علیؑ پورے خمس کے مالک اور متولی بنے رہے ۔ بخاری شریف ص۶۲۲ جلد۲

پنجم :۔ آیت ایتاءِ ذالقربیٰ کہ حضورؐ نے حضرت سیدہ کو بلا کر فدک دیا ۔ دیکھو تفسیر دُرِّ منثور ص۱۷۷ جلد۴ اور ابنِ کثیر جلد۳ ص۳۶

ششم :۔ آیت نسب کہ روزِ قیامت سوائے فاطمہؑ کے کوئی نسب نہ رہے گا ۔ دیکھو تفسیر ابن کثیر جلد سوم ص۲۵۶

ہفتم:- آیت وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ یَا فَاطِمَۃُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ۔
بخاری شریف جلد دوم ص۷۰۲

ہشتم:- آیت صہر نسباً وصہراً کہ سیدہ کے نکاح کے متعلق نازل ہوئی اور پڑھی گئی۔

نہم:- آیت مودت جس میں صرف سیدہ ہی مع آپ کی اولاد اور شوہر کے شامل ہے۔

دہم:- آیت نور۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سوائے سیدہ فاطمہؑ کے اس پورے گھر میں کوئی نوری بیٹی ثابت نہ ہوئی۔ مبلغ اعظم نے سیدہ کی نوری پیدائش کو اس آیت کے تحت شیعہ سنی کتب اصول کافی ص سے پڑھا

مسئلہ بنات پر

حدیث شریف سے استدلال کا حال

اس مسئلہ میں حدیث صحیحہ متواترہ قطعیہ کی شرط تھی۔ کیونکہ یہ مسئلہ اعتقاد سے تعلق رکھتا ہے نہ کہ اعمال سے لیکن خدا شاہد ہے اور چشم دید مشاہدہ ہے۔ عین مناظرہ میں کانوں سنی شہادت ہے کہ مولوی دوست محمد صاحب قریشی صحاح ستہ اور کتب اربعہ تو کجا دیگر کتب سے بھی بقول رسول پاکؐ یا امام معصوم کوئی ایک حدیث صحیح بھی نہ پڑھ سکا۔ حدیث صحیح بسند صحیح قول صحیح روایت کا بہت مطالبہ ہوا، بار بار ہوا، آخر تک ہوا مگر قریشی صاحب کہاں سے لائیں۔ موجود ہی نہیں۔ قریشی صاحب نے شرائط نامہ کی ذرا بھر پرواہ نہ کرتے ہوئے ہر قسم کی رطب و یابس خشک و تر روایات پیش کرنے کی کوشش کی۔ ہاتھ پاؤں بہت مارے۔ خطابت کا رنگ پیدا کر کے جذبات سے کھیلنے کی کوشش بھی کی مگر ٹھوس استدلال کے سامنے کچھ پیش نہ گئی۔ آخر بہت کچھ اشارے کنائے سر ہلایا۔ پبلک کو ہاں میں ہاں ملانے کے لئے بہت دعوت دی مگر کمزور ترین استدلال کا پبلک کیا علاج کرے۔ قریشی صاحب کا ایک پرانے کہنہ مشق مشہور عالم کثرت معلومات کے مالک حاضر جواب مناظر سے پالا پڑ گیا تھا جو نہ خیانت کرنے دیتا تھا، نہ غلط حوالہ چلنے دیتا تھا، نہ اصول مناظرہ سے باہر جانے دیتا تھا

نہ روایت میں قطع و برید سے کام لینے دیتا تھا۔ موقعہ پر پکڑ کر ہر چیز واشگاف کر دیتا تھا۔ قریشی صاحب جس عبارت کو چھوڑتے یا چھپاتے فوراً پڑھ دیتا تھا۔ قرآن کو قرآن ، حدیث کو حدیث اور قولِ معصوم کو قولِ معصوم ثابت کر کے غیر معصوم کے ضعیف اور غلط اقوال کو فوراً رد کر دیتا تھا۔ قریشی صاحب بیچارے کیا کرتے آخر تک وہی حیات القلوب سے بار بار روایت پڑھی مگر اس کا راوی مسعدہ بن صدقہ رجال مامقانی ص۲۱۲ جلد ۳ سے سُنی ثابت ہوا۔ اور عبارت موقعہ پر پڑھی گئی تو قریشی صاحب اس کا شیعہ ہونا نہ دکھلا سکے اور نہ صحیح روایت پڑھ سکے اور غیر صحیح اور ضعیف کو مانے کون سُنی راویوں کے ان خود ساختہ افسانوں پر ایمان کون لائے۔

مبلّغ اعظم نے ان لڑکیوں کا ربیبہ ہونا کتب اہل السنت یعنی سیرت ابن ہشام جلد چہارم ص۲۹۳ ، تفسیر نیشاپوری جلد پنجم ص۹ ، تفسیر کبیر جلد ہشتم ص۴۲۷ وغیرہ سے پیش کر کے مولوی دوست محمد کے جذباتی بیانوں کو ختم کر دیا۔ مبلّغ اعظم نے فرمایا ، مولانا! آپ ان علمائے اہل السنت پر کیا فتویٰ لگاتے ہیں جنہوں نے ان بیٹیوں کا باپ غیر کو لکھ دیا ہے کہ ربیبہ تھیں۔

اس کے بعد جب ان لڑکیوں کی شادیاں کفار سے کتب اہل سنت سے دکھلائی گئیں اور ابوالعاص کا جنگِ اُحد تک ایمان نہ لانا اور عتبہ اور عتیبہ پسران ابولہب جیسے کافروں سے نکاح ہونا اور مدارج النبوۃ اور کتاب الاسماء والکنی ملا دولابی ص۸ جلد ۱ سے حضرت عثمان کا بھی نکاحِ جناب رقیہ کے بعد ایمان لانا اور البدایہ والنہایہ جلد ۷ ص۱۹۸ سے حضرت عثمان کا بطمعِ نکاح ایمان لانا ثابت ہوا تو سُنی پبلک حیران ہو گئی۔ اصل حد تو اس وقت ہوئی جب مبلّغ اعظم نے بخاری شریف جلد اوّل ص۱۷۱ اور مشکوٰۃ شریف کتاب الجنائز سے یہ دکھلا دیا کہ حضورؐ نے حضرت عثمان کو جنازۂ رقیہ سے روک دیا تھا۔ اللہ رے داماد کہ بیوی کی قبر اور جنازہ سے بھی روکا جا رہا ہے۔ الغرض قریشی صاحب چار لڑکیاں نہ قرآن سے ثابت کر سکے نہ حدیث سے نہ کسی امام معصوم کے قولِ صحیح سے۔ مبلّغ اعظم نے باخبار متواترہ صحیحہ جناب سیدہ کی وحدت ثابت کر کے جب بخاری شریف ص۴۳۵ جلد ۱ سے جناب سیدہ پاک کا حق پڑھا ، غضب ناک ہونا ، واپس آنا ، تا وفات غضب ناک رہ کے وفات پا جانا پڑھا اور توجہ دلائی کہ او بیٹیوں کا مناظرہ کرنے والو! تمہارے درباروں سے محمد رسول اللہ کی

ایک بیٹی معصومہ بتول بضعۃ الرسول جیسی بیٹی خالی چلی گئی۔ بیٹیوں کا مناظرہ کس برتے پر کرتے رہتے ہو۔ جب سیدہ کے حق پر مبلغ اعظم نے قرآن و حدیث پڑھی اور خالی آنا ذکر کیا۔ دردناک منظر کھینچا سر پر قرآن اٹھا کر کہا کہ بخاری شریف میں لکھا ہے کہ خالی آگئی غضبناک ہوکے آگئی غضب ناک ہی مرگئی، کلام ترک کرگئی بائیکاٹ اور مہاجرت کرکے مرگئی تو جوشیلے سیّد مولوی دوست محمد کے ارد گرد بیٹھے تھے غیرت قومی سے سر جھکا گئے آبدیدہ ہوگئے۔ اب قریشی پریشان تھا کہ کیا کروں۔ نہ صحیح حدیث ملتی ہے نہ آیت صادق آتی ہے نہ مبلغ اعظم کے زور بیان اور کثرت معلومات کے سامنے کوئی پیش جاتی ہے نہ کوئی بات چھپائی جاتی ہے اور صرف ڈھٹائی کام نہیں آتی کیا کروں۔ صرف منہ سے ڈاڑھی چبانے پر زور تھا۔

حضرات! یہ منظر پورے مناظرہ میں قابل دید رہا کہ جب مبلغ اعظم شیر کی طرح گرجے اور دریا کی روانی سے قرآن و حدیث پڑھتے مونچھوں پر بہادرانہ تاؤ دیتے تو مولوی دوست محمد صاحب اپنی ڈاڑھی چبانا شروع کر دیتے۔ مبلغ اعظم کی مونچھوں کا تاؤ، مولوی دوست محمد کا ڈاڑھی چبانا ہمیشہ یاد رہے گا۔ یہ مناظرہ مولوی دوست محمد کا آخری مناظرہ ہوگا امید ہے آئندہ اس شکست کے بعد مبلغ اعظم کے سامنے آنے کی جرأت نہیں کرے گا۔ اور اس شکست کا یہ اثر ہوا کہ مولوی دوست محمد صاحب دوسرے دن کے مناظرہ کے لئے تیار ہوگئے کہ شاید گئی ہوئی عزت ہاتھ آجائے۔ ورنہ یہ کہا تھا کہ جب تک مناظرہ بنات الرسولؐ کا فیصلہ نہ ہو جائے کوئی دوسری بات نہ شروع ہوگی لیکن اب مجبور تھا۔ اس مسئلہ میں مزید دلائل موجود نہ تھے۔ پبلک دل شکستہ تھی، عزت علمی رہ نہ گئی تھی۔ شیعہ لوگ نعرے لگاتے جا رہے تھے۔ جناب سیدہ کے فضائل گنتے جا رہے تھے۔ جناب سیدہ کے تمام مقام یاد کرتے جا رہے تھے۔ حد یہ ہوگئی کہ مولوی دوست محمد کو روایت اور آیت تو کجا صحاح ستہ اور مشکوٰۃ شریف باب مناقب اہل بیت اور بخاری شریف کے باب مناقب قرابۃ النبیؐ میں ان لڑکیوں کا نام تک نہ ملا۔ جب فاطمۃ بضعۃ منی پر بحث ہوئی تو دوسری کسی لڑکی کے متعلق لفظ بضعہ اور ٹکڑا نہ دکھلا سکا۔

مبلغ اعظم نے جب لفظ بضعہ سے حقیقی بیٹی ہونے پر استدلال کیا تو تمام شبہات دور ہوگئے بلکہ بہت سے نئے لوگ شیعہ ہوگئے۔ اب شیعہ پرجوش اور سنی خاموش تھے۔ مبلغ اعظم نے دوسرے دن کے مناظرہ کا اعلان کر دیا اور یہ بھی کہہ دیا کہ مناظرہ ضرور ہوگا۔ اگر

دیوان صاحبان نے اجازت نہ دی تو کسی اور جگہ ہو جائے گا لیکن قریشی کو بھاگنے نہ دوں گا۔ کل انشاء اللہ خلافت کے مسئلہ پر قرآن اور حدیث سے ان کے بزرگوں کی خلافت کو غلط ثابت نہ کر دوں تو مناظر نہ کہنا اور بارہ خلیفے اور بارہ امام قرآن شریف سے ثابت کر کے حضرت علی علیہ السلام کے سر پر خلافت کی دستار بندی بدستِ رسالتمآبؐ نہ دکھلا دوں تو شیعہ نہ کہنا۔ اس وقت قریشی صاحب کے چہرہ کی مرجھاہٹ، پیشانی کے شکن، آنکھوں کا جھکاؤ بلکہ پتھراؤ قابلِ دید تھا، دنیا حیران تھی کہ اس مسئلہ پر تو ناز تھا کل خلافت میں کیا بنے گا۔ الغرض اس پر یہ مناظرہ ختم ہوا اور دنیا کل کے انتظار میں ٹھہر گئی۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ سچ ہے۔ اَلْحَقُّ یَعْلُوْ وَلَا یُعْلٰی وَالْحَقُّ مَعَ عَلِیٍّ۔

دوسرے دن

مناظرہ بر مسئلہ خلافتِ اصحاب ثلاثہ

دوسرے دن مبلغ اعظم صاحب قریشی صاحب سے پہلے تشریف لا کر کرسی پر بیٹھ گئے۔ بعد میں قریشی صاحب تشریف لائے مگر وہ کل کا جوش و خروش کہاں، زورِ بیان کہاں چہرے کی روشنی اور زینت کہاں۔ میدانِ مناظرہ میں تشریف لانے کے وقت چہرہ اداس تھا۔ کیونکہ من مانا مایۂ ناز اور اصل مسائل کا مورچہ فتح ہو چکا تھا۔ اس کی شکست کی خفت آج کے موضوع کی دہشت قریشی صاحب کو کھائے جا رہی تھی۔ وقت ہو گیا مناظرہ شروع ہوا قریشی صاحب نے خطبہ کے بعد آیۂ استخلاف کو قرآن مجید سے دیکھ کر پڑھا۔ کیونکہ حفظ یاد نہ تھی۔ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ الخ کو پڑھ کر اپنے خلفاء کو وعدۂ خداوندی کا مصداق اور موعود ثابت کرنے کی کوشش کی کہ حضرات! وعدۂ خداوندی پورا ہو گیا۔ جن سے وعدہ تھا وہ خلیفے بن گئے۔ اگر وہ خلیفے نہ ہوتے تو حضورؐ کے منبر پہ کیسے بیٹھ جاتے حکومت پر کیسے قابض ہو جاتے۔ ان کے منبر پر بیٹھ جانے قابض ہو جانے غالب ہونے کو آخر تک دلیلِ خلافت بنایا۔ مبلغ اعظم نے اسی آیۂ استخلاف کو اس روانی اور ادائیگی قرأت اور خوش الحانی سے پڑھا کہ اپنے بیگانے

جھوم گئے۔ آپ نے آیۂ استخلاف وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ کو پڑھ کر فرمایا کہ حضرات! یہ موعود من اللہ خلیفوں کا ذکر ہے جن کا ایمان مشاہدہ اور شہود ذاتی تک پہنچا ہو گا۔ اعمالِ صالحہ کی حد عصمت تک ہو گی۔ کیونکہ الصّالحات جمع معرف باللام ہے جو فائدہ استغراق دیتی ہے یعنی کل اعمال ہوں گے اور وہ سوائے معصوم کے اور کسی میں نہیں ہو سکتے۔ یہ مومن ہیں جن کے ایمان اور اعمال اور خلافت کا خالق نے خود دوسری جگہ اعلان فرمایا اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ آمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ۔ (پ۔ سورۃ المائدہ) کہ تمہارے ولی صرف تین ہیں اللہ اور اس کا رسول اور وہ مومن جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اس حال میں کہ وہ رکوع کرنے والے ہیں۔ سو ایمان، عمل اور ولایت ثابت ہو گئی۔ صرف مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ کو یاد کرو۔

حضرات! اس کے بعد آیۂ استخلاف سے مبلغ اعظم نے آئمہ اطہار سے تین وعدے ثابت کئے:۔

اوّل:۔ ان کی خلافت کا اعلان مثل خلافتِ ہارون، آدم، داؤد اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام۔

دوم:۔ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ سے آئمہ طاہرین کے مذہب شیعہ کو مذہب حقہ صادق اور مرتضےٰ اور مضبوط ثابت کر دیا کہ سوائے مذہب شیعہ کے اصول اور فروع کسی مذہب کے مضبوط اور ثابت نہ ہوں گے اس مذہب کے ہر مسئلہ کی دلیل مضبوط اور متمکن ہو گی، ٹوٹ نہ سکے گی۔ دِيْنَهُمْ صاف کہہ رہا ہے کہ وہ دین کے مالک ہیں، امام ہیں، معصوم ہیں، دینی خلیفے ہیں۔ دنیاوی و سیاسی نہیں۔

الَّذِي ارْتَضٰى کا جملہ اس مذہب کو تمام مذاہب پر فوقیت دے رہا ہے۔ کیونکہ خدا کا وہ پسندیدہ مذہب ہے۔ آئمہ طاہرین کا دین اور مذہب ہے۔ کیونکہ وہ مرضاۃ اللہ

کے مالک ہیں۔ راضیۃً مرضیہ ان کی شان ہے۔ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهٗ ان کے محبّ و محبوب ہونے کی سند ہے۔ تیسرا وعدہ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا کا ہے کہ ان کا خوف اور تقیہ ہمیشہ نہ رہے گا۔ بلکہ آخری خلیفۃ اللہ المہدی الہادی کے دورِ ظاہری میں جہاد بالسیف سے خوف امن میں بدل جائے گا۔ يَعْبُدُوْنَنِیْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِیْ شَيْئًا۔ لَا يَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِيْنَ کا معنی اور مترادف ہے کہ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ کہ شرک بڑا ظلم ہے جن سے شرک سرزد ہوا۔ اور اَلشِّرْكُ فِيْكُمْ اَخْفٰى مِنْ دَبِيْبِ النَّمْلِ (در منثور ص۵۴ ج۴، ادب المفرد ص۱۰۵) کے مصداق ہیں عہدہ امامت اور خلافت نہیں پاسکتے لہٰذا ثلاثہ صاحبان کا دامن جب تک شرک سے دائمی طور پر یعنی ماضی، حال، استقبال تینوں میں پاک ثابت نہ ہو خلافت اور امامت کہاں۔ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ سے مبلغِ اعظم نے ثابت کر دیا کہ امامت اور خلافت اصولِ دین میں داخل ہے ورنہ کُفر کیسا۔ اور مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ کا معنی کیا اور فرمایا هُمُ الْفٰسِقُوْنَ سے وہی فاسق مراد ہیں جو اَلْفٰسِقُوْنَ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهِمْ وَيَقْطَعُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ يُّوْصَلَ کہ جو اللہ کا عہد اور اعلان کو پختہ ہونے کے بعد توڑتے ہیں اور جس میں وصل کا حکم ہے اس میں فصل پیدا کرتے ہیں۔ یعنی خلیفہ بلا فصل میں فصل پیدا کرتے ہیں اور ما امر اللہ کے مامور من اللہ کو اجماعی اور سیاسی خلیفہ بناتے ہیں۔ مبلغِ اعظم نے فرمایا۔ حضرات! یہ آیۂ استخلاف موعود من اللہ خلفاء کی شان میں ہے۔ مثل آدم، داؤد، ہارون کے خلفاء کی آیت ہے۔ دین مرتضٰے کے مالک خلفاء کی آیت ہے۔ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا کے مصداق مظلوم خلفاء کی آیت ہے۔ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ کے مطابق اپنے منکروں اور باغیوں کی آیت نہیں۔ سیاسی، باغی، طاغی افراد کی آیت نہیں۔ اس کے بعد مبلغِ اعظم نے صحیح مسلم جلد دوم ص۱۱۹، ترمذی شریف جلد دوم ص۱۰۱ سے یہ حدیث پڑھی لَا يَزَالُ هٰذَا الدِّيْنُ عَزِيْزًا مَنِيْعًا مَنِيْعًا اِلٰى اِثْنَیْ عَشَرَ خَلِيْفَةً

کو ملا کر دیکھو یہ بارہ کس دین کے خلیفے ہیں۔ دینِ مرتضٰے کس کا دین ہے

قریش کی لئے علٰے اور مصطفٰے شاخ بنی ہاشم ہے یا کوئی اور، تمام بنی ہاشم سے مصطفٰے بنی فاطمہؑ ہیں یا کوئی اور۔ فرمایا ہمارے مولا علیؑ، حسنؑ، حسینؑ، زین العابدینؑ، محمد باقرؑ، جعفر الصادقؑ، موسٰی کاظمؑ، علی رضاؑ، محمد تقیؑ، علی نقیؑ، حسن عسکریؑ، امام مہدیؑ صلوٰۃ اللہ علیہم سے بڑھ کر دین کا مجسم مجموعہ دکھلائیے، دین کا عالم دکھلائیے، خدا کا محبوب اور مرتضٰے دکھلائیے، خاندانِ محمدؐ سے دکھلائیے اپنے بارہ خلفاء اور آئمہؑ کی تعداد اپنے مذہب میں دکھلائیے۔ یا ترمذی حاشیہ ۵۵ ج ۲ میں جو آپ کے بارہ خلفاء یزید، ولید مروان کی گردان لکھی ہے ان میں دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی اور لَا یَزَالُ هٰذَا الدِّیْنُ عَزِیْزًا مَنِیْعًا کی شان دکھلائیے۔ آپ نے حدیثِ ثقلین سے قرآن اور اہل بیت کو پڑھا اور جامع الصغیر سیوطی ص ۱۰۳ ج ۱ سے قرآن اور اہل بیت کا "خلیفتین" ہونا پڑھا۔ حضرت علیؑ کی نسبت مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اور اَنْتَ خَلِیْفَتِیْ وَهُوَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ بَعْدِیْ پڑھا اور عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۴ ص ۲۳۳ سے باب العمائم سے غدیر خم میں علیؑ کے سر پر دستار بندی پڑھی۔ حضرت حجتؑ کی بارہویں خلافت ظاہری دکھلائی۔ تیس سال کی خلافت سے مراد خلافت بلافصل حضرت علیؑ کی ثابت کی۔ کیونکہ علیؑ رسالت مآبؐ کے بعد تیس سال زندہ رہے جو آپ کے خلیفہ بلافصل تھے۔ اور صحیح مسلم جلد دوم ص ۱۲۰ سے بقول حضرت عمر لَمْ یَسْتَخْلِفْ رَسُوْلُ اللّٰهِ سے اصحابِ ثلاثہ کا عدم استخلاف یعنی بنصِ خدا اور رسولؐ خلیفہ نہ ہونا ثابت کر دیا کہ یہ رسول اللہؐ کے ساختہ پرداختہ خلفاء نہیں ہیں۔ چنانچہ مولوی دوست محمد نے پورے ڈیڑھ بجے صاف اقرار کر لیا کہ ہم یہ کب دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کو اللہ اور رسولؐ نے خلیفہ بنایا ہے۔ چنانچہ سنی پبلک کے چہرے فق ہو گئے کہ یا اللہ! یہ کیا کہا کہ اللہ و رسولؐ کے بنائے ہوئے خلیفے نہیں پھر آیت کیسی اور حدیث کیسی۔ مولوی دوست محمد نے اپنی پبلک کی مجبوری پہ کہا کہ میں کیا کر سکتا ہوں۔ جب اللہ و رسولؐ نے ان کو بنایا نہیں۔ قرآن اور حدیث میں ان کی خلافت کا اعلان آیا نہیں۔ اور لَمْ یَسْتَخْلِفْ حضرت عمرؓ کا خود اقرار ہے اور حضرت خلیفہ ثانی کو یہ حسرت رہ گئی کہ کاش حضورؐ سے دریافت کر لیا ہوتا کہ آپ کے بعد خلیفہ

مناظرہ بستی مہار شاہ ضلع مظفر گڑھ کے مناظرہ میں جب شرائط نامہ تحریر ہونے لگا تو اسی مولوی دوست محمد قریشی کی موجودگی میں مولوی عبدالستار تونسوی نے بھی یہی کہا تھا کہ "ہم کب کہتے ہیں کہ اصحاب ثلاثہ کو اللہ و رسول نے خلیفہ بنایا ہے۔

کون ہے۔ مبلغ اعظم نے فرمایا کہ اللہ رے شانِ خلافت مدعی سست گواہ چست۔ خود خلفاء کو تو اپنی خلافت کا علم نہیں اور مولوی دوست محمد صاحب ان کے اثبات میں زور لگا رہے ہیں۔ جب اجماعِ شوریٰ پہ بات آئی تو مبلغ اعظم نے ہر سہ خلفاء کی خلافت پر حضرت علی علیہ السلام کی عدم رضا مندی ثابت کر دی۔ چنانچہ بخاری شریف جلد دوم ص۱۰۰۹ سے خَالَفَ عَنَّا عَلِیٌّ دکھلا دیا کہ حضرت علیؑ بوقتِ سقیفہ خلافتِ اوّل سے مخالف ہو گئے اور بیعت نہ کی۔ لَمْ یُبَایِعْ تِلْكَ الْاَشْهُرَ کہ فاطمہؑ کی حیاتی میں بیعت نہ کی اور بعد میں حضرت خلیفہ اوّل کو بلا کر اپنا استحقاق ثابت کر دیا اور ناراضگی کی وجہ بتلا کر ترکِ موالات سے روکا اور خلافتِ ثانی پر شرح عقائد نسفی سے تعریض دکھلا دی اور خلافتِ ثالث میں مخالفت اور ناراضگی اولا تجعلن علی انفسک سبیلاً تک کی نوبت ثابت کر دی کہ حضرت علیؑ ان سے ناراض ہوئے۔ حتیٰ کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے ان کو قتل کی دھمکی دی۔ جب غضبِ سیدہ اور احراقِ بابِ فاطمہؑ کی نوبت آئی تو سیدسنی سرنگوں ہو گئے۔ اپنے مریدوں کی مجبوری سے گھبرا گئے۔ آخر کار حضرت علیؑ علیہ السلام کی ثلاثہ کے پیچھے نماز پڑھنے سے قریشی صاحب نے استدلال کرنا چاہا مگر ناکام رہے۔

اوّل تو حضرت علیؑ کا بنیت اقتداء ان کے پیچھے نماز پڑھنا ثابت ہی نہ کر سکے بلکہ صَلّٰی لِنَفْسِہٖ بحار الانوار جلد ہشتم سے دکھلایا گیا کہ آپ اپنی نماز پڑھتے تھے۔

دوم:۔ احتجاج طبرسی کی روایت سالم پڑھنے میں خیانت کی جو موقعہ پر پکڑی گئی کہ حضرت علی علیہ السلام کے قتل کی سازش کا حصہ چھوڑ دیا اور اگلی پڑھی لیکن جب پوری روایت سامنے آئی تو شکر شیر کہنے والوں کی ہوا اڑ گئی۔

سوم:۔ جب مشکوٰۃ ص۱۰۰ سے نماز خَلْفَ كُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا كَانَ اَوْ فَاجِرًا اِنْ عَمِلَ الْكَبَائِرَ کہ نماز ہر نیک و بد کے پیچھے ہو سکتی ہے مگر خلافت کیلئے تمام اعمالِ صالحہ کی شرط ہے اور فروعِ کافی سے حضرت علیؑ کا اپنی نماز خود پڑھنا بلکہ لِسباً اوذنا علیؑ اور غلط فہمی پیدا ہونے کے موقعہ پہ دہرا لینا اور ان کے اماموں کا بمنزلہ دیوار کے ساتھ کھڑا ہونا دکھلایا گیا تو مولوی دوست محمد قریشی کی اس جذباتی دلیل کا حال بہت پتلا ہو گیا جب مبلغ اعظم نے بخاری شریف سے قاتلانِ عثمان کے پیچھے حسبِ اجازت عثمان اصحابہ

کا نماز پڑھنا دکھلا دیا۔ حسنین علیہما السلام کی نماز مروان جیسے فاسق کے پیچھے خود اہل السنت کی کتاب بیہقی صـ۱۳۰ جلد سوم سے دکھلا دی۔ الغرض مولوی دوست محمد صاحب نہ خلافت ثابت کر سکے نہ چار بیٹیاں۔ بہت سے لوگ شیعہ ہو گئے جو ابھی تک مذہب حقہ پہ قائم ہیں اور تنظیمی ملاؤں کی شکست کا بیّن ثبوت ہیں۔

حضرات! یہ وہ لوگ ہیں جو خیبر کی فتح کے بعد علیؑ کی فتح کا اقرار نہیں کر سکے اور ثلاثہ کے فرار کا اظہار نہیں کر سکے۔ مگر خدا اپنے دین کی فتح کیسے چھپنے دیتا۔ سچ ہے ؎

شاہِ مرداں شیرِ یزداں قوتِ پروردگار
لَا فَتیٰ اِلَّا عَلِیٌ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار

مناظرہ میں چند چشم دید گواہوں کے نام

جناب ظفر علیخان صاحب رئیسِ اعظم جہان پور ضلع ملتان۔ فیض علیخان صاحب لنگاہ رئیسِ اعظم جہان پور، فرزندان خان اللہ بخش خانصاحب لنگاہ۔ مرید عباس صاحب لنگاہ رئیسِ اعظم شجاعت پور ضلع ملتان۔ علی نواز صاحب لنگاہ رئیس اعظم شجاعت پور ضلع ملتان۔ جناب سید مقصود علی صاحب شمسی جہان پور۔ نور محمد صاحب خاکی۔ سید حسنین شاہ صاحب و دیوان سید حضور بخش صاحب بانیانِ مناظرہ۔ جناب صفدر علی صاحب لنگاہ رئیس اعظم جہان پور پسر خورد جناب اللہ بخش خانصاحب لنگاہ۔ سید اصغر علیشاہ صاحب جہان پور۔ قادر بخش صاحب منظور حسین صاحب۔ غلام رسول صاحب منشی غلام حیدر و جناب غلام حیدر صاحب لنگاہ۔

(ناشر)

ناصر حسین ناصر معینِ مناظرہ درسِ آلِ محمدؐ لائل پور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

آئینہ شکستِ تونسوی

در

مسئلہ بناتِ نبیؐ

بمقام وجھی متصل میانی تحصیل بھلوال

ضلع سرگودھا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

حضرات مومنین! ہم اس سے قبل شکست تونسوی و اچھروی و میانوی و بھیروی و دیوبندی و بریلوی ایک اشتہار میں بمقام وچھی تحصیل بھلوال ضلع سرگودہا واضح کر چکے ہیں۔ کہ دیوبندی و بریلوی عبدالستار تونسوی، محمد عمر اچھروی، مفتی محمد رفیق میانوی، کرم حسین شاہ بھیروی اور افتخار بگوی یہ سب مل کر بھی مذہب حقہ شیعہ خیر البریہ کی صداقت کا مقابلہ نہ کر سکے۔ مسئلہ خلافت اصحاب ثلاثہ پر باوجود اپنے اشتہار میں شائع کرنے کے موقعہ پر بحث کرنے سے صاف انکار کر گئے۔ اور جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا طیبہ طاہرہ بنت رسولؐ کی وحدت، فضیلت، عصمت و طہارت کے مقابلہ میں بنصوص صحیحہ متواترہ قطعیہ چار بیٹیاں حقیقی ثابت کرنے میں ناکام رہے۔ مجمع بیشمار تھا، اہل السنّت کی کثرت تھی، بلوہ عام تھا۔ لہٰذا شور و غوغا تو بہت کیا لیکن علمی مقابلہ نہ کر سکے۔ اصولی مناظرہ کی تاب نہ تھی حضورؐ کی حقیقی چار بیٹیاں کسی آیت محکم اور حدیث صحیح متواتر سے ثابت نہ کر سکے اور ضعیف روایات پر خود قائم نہ رہ سکے۔ خلافت اصحاب ثلاثہ کے قریب آخر وقت تک نہ آئے اور لوگ ان کمزوریوں کو بھانپ کر شیعہ ہو گئے۔ غلط اور جھوٹا پروپیگنڈہ جو ایڑی چوٹی کا زور لگا کر کیا تھا چار دن میں ہباءً منثورہ ہو کر رہ گیا۔ لہٰذا اب ہم اس کتاب میں حسب وعدہ شکستِ تونسوی در مسئلہ بناتِ نبیؐ کی مختصر روئیداد شائع کرتے ہیں۔ تاکہ پڑھے لکھے حضرات دلائل کی قوت اور ضعف، صحیح اور غلط، صدق و کذب، حق اور باطل کا خود اندازہ لگا لیں۔ کیونکہ مذہب شیعہ اثنا عشریہ صداقت کا وہ قلعہ و حصار ہے جس کو باطل کے بیشمار حملے اور زلزلے بھی نہ ہلا سکیں گے۔

حضرات! مولوی عبدالستار صاحب تونسوی نے باوجود ہزار شور و غوغا کے کل تین روایات کتب شیعہ سے پیش کیں۔ مختلف کتب سے بار بار انہیں کا تکرار و اعادہ کیا۔ دیگر نہ کوئی آیت اور نہ ہی کوئی روایت میدانِ مناظرہ میں پیش کرنے کی جرأت و ہمت ہوئی روایت اوّل حیات القلوب جلد دوم ص۸۱۷ سے پیش کی کہ قرب الاسناد میں بسند معتبر حضرت

صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ رسُولِؐ خدا کی اولاد حضرت خدیجہؑ سے طاہر و قاسم، فاطمہؑ، امّ کلثوم، رقیہؑ و زینب متولّد ہوئے۔ اس کا جواب اسی وقت دیدیا گیا۔ کہ حضُور! یہ روایت سُنیوں کی ہے شیعہ کی نہیں، ضعیف ہے صحیح نہیں۔ کیونکہ اس کی سند یہ ہے:۔

روی الحمیری فی قرب الاسناد عن ھارون بن مسلم عن مسعدۃ بن صدقۃ عن جعفر عن ابیہ علیہما السّلام۔

اس سند میں ایک راوی "حمیری" "شارب الخمر" ہے۔ اسی وقت تونسوی صاحب کو رجال مامقانی جلد اوّل صہ۲۱ سے دکھلادیا گیا کہ "اَنَّہٗ کَانَ یَشْرِبُ الْخَمْرَ" یعنی وہ "حمیری" ہمیشہ شراب پیتا تھا۔ حتّٰی کہ اُس کا چہرہ سیاہ ہوچکا تھا۔ اور مزید برآں یہ بھی عرض کیا گیا۔ کہ ہمارے ملنگوں پر بھنگ نوشی کا الزام لگاتے ہو اور خود شرابیوں کی روایات پیش کرتے ہو اور اُنہیں اپنا دین و ایمان بنائے پھرتے ہو؟ اور دوسرا راوی اِس سند روایت میں مسعدہ بن صدقہ ہے جو سُنّی تبری ہے۔ چنانچہ رجال مامقانی جلد۳ صہ۲۱۲ نکال کر عبدالستار صاحب کے سامنے جاکر رکھ دی گئی۔ کہ "مسعدۃ بن صدقۃ عامی بتری"۔ یعنی مسعدہ بن صدقہ عامی بتری ہے۔ روایت سُنّیوں کی ہے کسی شیعہ راوی کی صحیح روایت پیش کرو۔ مگر ہمّت کہاں؟ بہت دیر تک پریشان رہنے اور تلاش بسیار کرنے کے بعد شور مچایا کہ لو صحیح دکھلاتا ہوں۔ مَیں عبدالستار ہُوں۔ اسمٰعیل! تو مجھے جانتا نہیں مَیں عبدالستار ہُوں؟ لو صحیح لو۔ سُنّی بیچارے کچھ حوصلہ میں آگئے اور افتخار بگوی صاحب تو فرطِ مسرّت سے رقص فرمانے لگے کہ شاید ہمارے مولوی صاحب کو چار بیٹیوں کی صحیح روایت مل گئی۔ مگر وہ اُلٹا وبالِ جان بن گئی۔ چنانچہ تونسوی صاحب نے حیات القلوب جلد دوم صہ۲۳ سے پڑھا کہ ابنِ ادریس بسند صحیح از امام محمّد باقر علیہ السّلام روایت کردہ است کہ رسُولؐ دختر بدو منافقان دادہ۔ یعنی حضرت امام محمّد باقر علیہ السّلام نے فرمایا کہ حضرت رسُولِ کریمؐ نے دو لڑکیاں دو منافقوں کو دیں، ایک کا نام ابوالعاص اور دوسرے کا نام نقفیہ ترک کردیا۔ بس پھر کیا تھا۔ عبدالستار کے طوطے اُڑ گئے کہ وعدہ چار بیٹیاں دکھلانے کا تھا نہ کہ دو منافق دکھلانے کا۔ بس اب پریشان تھا کہ اگر روایت صحیح کہوں تو اپنے ہی مُنہ سے اپنے بزرگ کو منافق ماننا پڑتا ہے اور اگر منافق مان لوں تو بحث کیسی؟ جھگڑا کس بات کا؟ قصہ ختم شیعہ کا مذہب ثابت جس پر مبلّغِ اعظم نے کہا

حضور! اوّل تو ابنِ ادریس خود ہی صحیح نہیں، دوم اس روایت میں لفظ چار دکھائیے۔ پھر حقیقی بیٹیاں دکھلائیے اور پھر تیسرا منافق تسلیم کیجئے۔ ورنہ یہ روایت نہ پیش کیجئے۔ لوگوں میں شور پڑ گیا کہ عبدالستار منافق کی روایت پیش کر رہا ہے۔ نامراد اُلٹا خود اپنے بزرگوں کو منافق ثابت کر رہا ہے۔ اے افسوس! اس کو منافق کے بغیر کوئی روایت نہ مل سکی۔ تونسوی الفاظ کے حکیہ میں اسے چھپا تو رہا تھا۔ مگر مبلغِ اعظم نے کتاب منگوا کر صفحہ نکال کر لفظِ منافق تمام مجمع کو پڑھ کر سُنایا اور فرمایا کہ اس کو کہو لفظِ چار دکھلائے جس کے لئے پیش کر رہا ہے یا اس کو منافق تسلیم کرے۔ بس پھر کیا تھا سمجھدار سُنّی کہنے لگے ہزار دفعہ کہا کہ شیعوں کے ساتھ مناظرہ نہ کیا کرو۔ ورنہ جو چار آدمی رہ گئے ہیں وہ بھی شیعہ ہو جائیں گے۔ میانی کے مفتی محمّد رفیق، بھیرہ کے پیر کرم شاہ اور بگوی سب حیران کھڑے تھے کہ کیا کریں اور روایت ملتی نہیں، اس میں لفظ منافق ہے۔ اس کو صحیح مانیں تو مذہب اہل السنّت ختم، شیعہ ثابت۔

حضرات! سب سے بڑی یہ روایت تھی جس پہ ناز، اعتماد اور شور تھا۔ اب ذرا مذہب اہل السنّت کے دلائل اور تونسوی کے ذخیرۂ استدلال کا خود ہی اندازہ لگائیے ہزار دفعہ واضح کیا گیا ہے کہ مذہب شیعہ محکم ہے، مضبوط ہے، ثابت ہے مربوط ہے۔ اس کا علمی و استدلالی مقابلہ مشکل ہے۔ بعض سُنّی علماء اور مولوی صاحبان اپنے تاثرات کا یوں اظہار کر رہے تھے کہ یہ چار بیٹیوں کا موضوع عبدالستار کا مایۂ ناز موضوع ہے مگر اس میں بھی یہ حال ہے۔ جھوٹ اور شئے ہے اور صداقت و حقیقت چیزے دیگر۔ اس روایت کو اسی لئے اپنے اشتہار میں چھپا گئے ہیں کہ چار بیٹیوں کی بجائے دو منافق لکھے ہوئے ہیں۔ شیعہ سُنّی حضرات کو چاہئے کہ وہ عبدالستار کو پکڑ کر پوچھیں کہ یہی روایت پیش کی تھی جس میں دو منافق لکھے ہیں، تم اب منافق بھی مان گئے۔

روایت سوم

تونسوی صاحب نے بڑے طمطراق شور و غوغا سے کہا، چلو بھئی اس کو چھوڑ دیں کتاب نہج البلاغۃ شیعوں کے فرشی قرآن سے اور مولا علیؑ کے متواتر کلام سے چار بیٹیاں ثابت

کرتا ہوں۔ اسماعیل! تو مجھے نہیں جانتا؟ میں عبدالستار ہوں میرے مقابلہ میں کون آئے۔ یہ کہہ کر کتاب، نہج البلاغۃ جلد دوم ص۸۵ مطبوعہ مصر سے "وَنِلْتَ مِنْ صِهْرِهٖ مَا لَمْ یَنَالَا" پڑھا کہ حضرت علیؑ نے حضرت عثمان سے فرمایا کہ تو نے حضرت رسالتمآبؐ کی دامادی سے بھی کچھ نہ کچھ حصہ پایا ہے جو اُن دونوں یعنی ابوبکر و عمر نے نہیں پایا۔ یہ پڑھ کر شور مچایا کہ لو چار بیٹیاں ثابت ہو گئیں۔

مبلّغ اعظم نے کہا تونسوی صاحب! یہ کتاب نہج البلاغۃ کلام جناب امیر علیہ السلام ہے۔ باب مدینۃ العلم کا کلام ہے، نہج البلاغۃ اس کا نام ہے۔ اور فصاحت و بلاغت تو آپ کے بزرگوں کو نہ آئی۔ بارہ بارہ سال میں بصد مشکل ایک سورہ یاد فرمائی۔ آپ کیا جانیں! کہ فصاحت و بلاغت کس شئے کا نام ہے۔ اس کا ترجمہ چار بیٹیاں کہاں، پورا داماد کہاں؟ حضرت کی اولاد کہاں۔ اس میں تو لفظ "مِنْ" موجود ہے جو تبعیض کا حرف ہے یعنی تو نے تو دامادی میں سے بھی تھوڑی سی نسبت پائی ہے جو شیخین نے نہیں پائی۔ من تبعیض کا ہے جس کے معنی بعض کے ہیں۔ اگر پورا داماد ہوتا تو لفظ "مِنْ" کیوں آتا۔ اور داماد پورا تب ہوتا جب بیٹیاں پوری حقیقی ہوتیں۔ بیٹیاں ربیبہ، نسبت کمزور، جیسی بیٹیاں ویسا داماد۔ نہ بیٹیاں پوری نہ داماد پورا۔

مبلّغ اعظم نے فرمایا تونسوی صاحب! لفظ "مِنْ" کے بغیر حضرت عثمان کے لئے لفظ "صِهْر" دکھلایئے تاکہ پورا داماد ثابت ہو۔ یا میں حضرت علی علیہ السلام کے لئے تمہاری مستند کتابوں سے دکھلاتا ہوں۔ یہ کہہ کر صحیح مسلم جلد اوّل ص۳۴۲ سے "یحق علیؑ لقد نلت صهر رسول اللّٰہ" پڑھا۔ یعنی فرزندانِ حضرت عباسؓ نے حضرت علی علیہ السلام کو کہا کہ تو نے رسولؐ اللّٰہ کی دامادی کا پورا شرف پایا ہے۔

مبلّغ اعظم نے فرمایا حضور! یہاں لفظ "مِن" دکھلایئے۔ یا "لقد نلت صهر رسول اللّٰہ اور لقد نلت من صهرہ" میں فرق تبلایئے۔ ورنہ کتاب نہج البلاغۃ جو بلاغت سے پُر ہے، جس کا ایک شوشہ بھی بے محل اور زائد نہیں لفظ مِن کی زیادتی کیوں؟ سچ ہے کُجا مُلّاں تونسوی اور کُجا بلاغتِ علوی۔ مُلّاں عبدالستار تونسوی لفظ "مِن" کی زیادتی کے احتمال کو اُٹھا نہ سکا اور حضرت علیؑ کے صهر میں لفظ مِن دکھلا نہ سکا۔ لہٰذا استدلال باطل۔ کیونکہ مناظرہ کا مسلّمہ اصول ہے کہ۔

اِذَا جَآءَ الْاِحْتِمَالُ فَبَطَلَ الْاِسْتِدْلَال - کہ جب احتمال اور شک آجائے تو استدلال باطل ہو جاتا ہے۔ مبلّغ اعظم نے فرمایا حضور! حضرت علی علیہ السّلام کے لئے قرآن مجید تک لفظ صہر آیا ہے مگر اس میں مِن نہیں آیا۔ چنانچہ ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَہٗ نَسَبًا وَّ صِہْرًا۔ پ۲۵ سورۂ فرقان میں اللہ تعالےٰ نے حضرت علی کو پورا صہر فرمایا۔ یہ خطبہ جناب رسالتمآبؐ نے صرف نکاح حضرت علی علیہ السّلام میں پڑھا۔ دیکھو اپنی کتابیں:- مدارج النبوۃ - جلد ۲ صفحہ ۵۵ ، الریاض النضرۃ جلد ۲ صفحہ ۱۸۱ مطبوعہ مصر ذخائر العقبیٰ صفحہ ۳۰ مطبوعہ مصر۔

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جیسا رشتہ نسب اور صہر حضرت علیؑ کو حاصل ہے دیکھ لیا عثمان کو نہیں۔ ہاں حضرت عثمان حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے قریب تر ہے، خواہ حضرت علیؑ کی نسبت بعید تر ہے۔ کیونکہ حضرت علیؑ اور رسولِ خدا بنی ہاشم سے حقیقی چچا زاد ہیں اور حضرت عثمان بنی امیہ سے ہے جو دور دراز واسطہ بعید ہے۔ حضرت علیؑ حضرت فاطمۃ الزہراؑ سے داماد ہے جو حقیقی بیٹی ہے۔ حضرت عثمان ربیبہ بیٹیوں سے معمولی تعلق دامادی کا رکھتا ہے۔ یعنی بیٹیوں کی نسبت بھی مجازی ہے دامادی بھی مجازی۔

تونسوی کے سوالات اور

مبلّغ اعظم کے جوابات

تونسوی صاحب نے شور مچایا کہ مولوی اسماعیل! ان لڑکیوں کا باپ تبلایئے؟

مبلّغ اعظم نے فوراً اہل السنّت کی مستند کتاب سیرت ابن ہشام جلد ۴ صفحہ ۲۹۳ مطبوعہ مصر سے دکھلایا:- "وَلَدَتْ لَہٗ ھِنْدُ بْنُ اَبِیْ ھَالَۃَ وَ زَیْنَبُ بِنْتُ اَبِیْ ھَالَۃَ" کہ جناب زینب کے باپ کا نام ابو ہالہ تھا اور دوسری لڑکیوں کے باپ کا نام عتیق بن عائذ مخزومی تھا۔ تونسوی صاحب نے کتاب منگوا کر خود دیکھی پڑھی اور چپ چاپ کھڑا ہو گیا۔ کتاب واپس، جواب ندارد، حجت تمام ہوئی۔

اس کے بعد مبلّغ اعظم نے فوراً تفسیر کبیر اور قرآن مجید کی آیت سے ثابت کیا کہ وہ

لڑکیاں یتیم تھیں اور حضورؐ کے خانۂ اقدس میں ان کی پرورش ہوئی۔ اَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْہَرْ۔ (پ۳۰ سورۃ والضحیٰ) کہ اے میرے محبوب یتیم کو نہ ڈانٹ اور نہ جھڑک۔ اور تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۴۲۷ مطبوعہ مصر سے یہ عبارت پڑھی؛۔ وفی اَنَّہَا نَزَلَتْ حِیْنَ صَاحَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی وُلْدِ خَدِیْجَۃَ۔ کہ یہ آیت (یتیم کو نہ جھڑک) اُس وقت نازل ہوئی جب جناب رسالتمآبؐ نے جناب خدیجہؓ کے پچھلے بچوں کو سخت آواز سے ڈانٹا تو آواز آئی اے میرے حبیبؐ! ان یتیموں کو نہ جھڑک۔

مبلغِ اعظم نے فرمایا۔ جناب تونسوی صاحب! فرمایئے۔ جناب خدیجہؓ کے وہ کون سے بچے اور بچیاں تھیں جن کو اللہ تعالیٰ نے یتیم فرمایا ہے؟ یتیم تو وہ بچہ ہوتا ہے جس کا باپ فوت ہوگیا ہو۔ اگر حضورؐ ان کے باپ تھے تو یتیم کیسے؟ اگر یتیم تھے تو حضورؐ ان کے باپ کیسے؟ تونسوی صاحب نے یہ کتاب منگوا کر دیکھی پڑھی، خاموش، بیہوش باپ کا نام مل گیا، یتیم ثابت ہوگئیں، چار کے دعویٰ میں احتمال آگیا استدلال باطل ہوگیا۔ کیونکہ چار بیٹیوں کے مدعی اہل السنت ہیں۔ دعویٰ کو بلانقض و تعارض ثابت کرنا ان کا فرض ہے۔ شیعہ تو جناب سیدہ طاہرہ فاطمۃ الزہراؑ کو حقیقی بیٹی مانتے ہیں۔ جس میں نہ شک ہے نہ شبہ نہ احتمال نہ اعتراض۔

اس کے بعد مبلغِ اعظم نے اہل سنت والجماعت کی مستند کتاب تفسیر نیشاپوری سے ان بیٹیوں کا ربیبہ ہونا بھی دکھلایا۔ چنانچہ نیشاپوری علیٰ حاشیہ تفسیر ابن جریر ص۹ جلد پنجم در بابِ اللّٰتی کے تحت "کما نقول بنات رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من خدیجۃ" پڑھا۔ کہ قرآن مجید میں ربیبہ بیٹیوں کا جو ذکر آیا ہے وہ ایسی ہوتی ہیں جیسے رسول اللہؐ کی بیٹیاں جناب خدیجۃ الکبریٰؓ سے تھیں۔

لیجئے! معاملہ صاف ہوگیا۔ قرآن مجید سے ان کا ربیبہ ہونا بھی ثابت ہوگیا، یتیم ہونا بھی، ان کا باپ بھی مل گیا اور خود کتب اہل السنت سے۔ یہ بھی سمجھ میں آگیا کہ جہاں رسول اللہؐ کی بیٹیاں خدیجۃ الکبریٰؓ سے لکھا ہو، اس سے ربیبہ، پالتو یا پچھلی بیٹیاں جناب خدیجہؓ کی مراد ہوتی ہیں مبلغِ اعظم نے کہا تونسوی صاحب! اسی برتے پہ تمام عمر چار بیٹیاں چار بیٹیاں کہتے پھرتے رہے ہو۔ اگر ہمت ہے تو دعویٰ بلا معارضہ و مناقضہ ثابت کرو۔ دیکھو! ہم تمہارے دلائل کو ضعیف و کمزور ثابت کرکے اس کے مقابلہ میں دلائل قویہ بھی پیش کر رہے ہیں۔

اس کا نام ہے مناقضہ و معارضہ۔

تونسوی صاحب نے کہا۔ مولوی اسماعیل صاحب! اپنے معصوم امام کے قول سے ان دیگر بیٹیوں کا حضورؐ کی بیٹیاں نہ ہونا دکھلایئے۔ مبلغ اعظم نے فوراً اپنی کتاب احقاق الحق ص ۲۳۹ مؤلفہ شہید ثالث اعلی اللہ مقامہ جو شیعہ عقائد کے ثابت کرنے میں سند سمجھی جاتی ہے اور ایک محقق مناظر کی کتاب ہے کو اٹھا کر پڑھا:۔

روی اھل العلم عن آئمۃ اھل البیتؑ وھاتان الابنتان المنسوبتان الی رسول اللہ زینب ورقیۃ لہ من امرأۃ آخری۔

کہ اہل علم نے آئمہ اہل بیتؑ سے روایت کی ہے کہ یہ دونوں بیٹیاں جو رسولِ خداؐ کی جانب منسوب ہیں یہ کسی دوسری عورت سے ہیں۔

آیت اوّل

"وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ" اے رسولؐ اپنے بہت قریبیوں کو ڈرا بخاری شریف ص ۳۸۵ جلد۱ و ص ۷۰۲ جلد۲ میں ہے کہ جب آیت "وانذر عشیرتک الاقربین" اتری تو حضورؐ نے اپنے قریبیوں کے نام لے لیکر فرمایا یا بنی عبد مناف یا عباس بن عبدالمطلب یا صفیہ یا فاطمہ بنت محمدؐ "سَلِیْنِیْ مَا شِئْتِ مِنْ مَالِیْ لَا اُغْنِیْ عَنْکِ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا" کہ اے عبد مناف اے عباس بن عبدالمطلب اے صفیہ رسول اللہ کی چچی اور یا فاطمہ بنت محمد سلینی ما شئت من مالی اور اے فاطمہ بیٹی محمدؐ کی۔ میرے مال سے جو چاہتی ہو مانگو۔ میں دوں گا۔ مگر اللہ سے تم کو بے نیاز نہ کر سکوں گا۔

سُبحان اللہ! فاطمہ آیت عشیرہ میں داخل باقی کوئی بیٹی داخل نہیں۔ بنت محمد بنت واحد کو خطاب سلینی ما شئت من مالی سے مالِ محمدؐ کی وارث بھی ثابت ہوئی۔ ایک بیٹی ہونا بھی ثابت دعویٰ فدک بھی ثابت ہُوا۔

یہ آیت وانذر عشیرتک الاقربین ابتدائے دعویٰ رسالت میں مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ اس وقت تمام بیٹیاں زندہ تھیں۔ موت کا عذر بھی نہیں چل سکتا

اس کا مُلاں تونسوی سے کچھ جواب نہ بن آیا بیٹھا سُن رہا تھا - پُوچھو اس سے اس آیت کا کیا جواب ہے ؟

آیت مباہلہ میں تو تم کہتے ہو فوت ہو گئی تھیں اب تو زندہ تھیں - اس کا جواب دو -

آیت دوم آیۂ تطہیر

عن عائشۃ قالت خرج النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم غداۃ علیہ مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن علیؑ فادخلہ ثم جاء الحسینؑ فدخل معہ ثم جاءت فاطمۃ فادخلھا ثم جاء علیؑ فادخلہ ثم قال انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا ط مشکوۃ شریف ص ۵۶۸ باب مناقب اہل بیت النبیؐ حدیث ۲ ترمذی شریف ص ۲۲۲ جلد ۲ باب مناقب اہل بیت نبیؐ - ترمذی شریف ص ۱۴۲ جلد ۲ کتاب التفسیر ص ۱۷۵ جلد ۲

"چھ ماہ آیۂ تطہیر کی تلاوت بر دروازۂ سیدہ فاطمۃ الزہراؑ"

عن انس بن مالک ان رسول اللہ یمر بباب فاطمۃ ستۃ اشھر اذا خرج لصلوٰۃ الفجر یقول الصلوٰۃ یا اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیراً ط

ترمذی شریف ص ۱۷۵ جلد ۲ - تفسیر ابن کثیر ص ۴۸۵/۴۸۶ جلد ۳ میں ۱۶ حدیثیں ہیں کہ ان کی اولاد، ان کے شوہر اور اس کے سوا کوئی داخل نہ تھا -

انس بن مالک سے روایت ہے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پورے چھ مہینے جب نمازِ فجر کے لئے نکلتے تو دروازۂ فاطمۃ الزہراؑ پر گذرتے ہوئے فرماتے "الصلوٰۃ" یا اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس الخ

تو پورے چھ ماہ دروازۂ سیّدہ پر یہ آیت تلاوت ہوئی اور کسی بیٹی کے

دروازہ پر تلاوت نہ ہوتی۔

آیت سوم مباہلہ

عن سعد بن ابی وقاص قال لما نزلت ھذہ الایۃ ندع ابناءنا و ابناءکم ۱۲ دعا رسول اللہ علیاً و فاطمۃ و حسناً و حسیناً فقال اللھم ھؤلاء اھل بیتی۔

——— مسلم ص۲۸۳ جلد ۲۔ مشکوٰۃ شریف ص۵۶۸، باب مناقب اہل البیت حدیث ۱؎

سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ جب یہ آیت مباہلہ اُتری۔ ندع ابناءنا و ابناءکم ۱۲۔ تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمۃ الزہرا، حسنؑ اور حسینؑ کو بلا کر عرض کی یا اللہ یہ لوگ میرے اہل بیت ہیں۔ (ترمذی شریف ص۱۷۲ جلد ۲)۔

حاشیہ ۹ میں ہے جب مطلق اہل البیت کا لفظ آئے تو فاطمہؑ، علیؑ، حسنؑ اور حسینؑ کا خصوص سمجھا جاتا ہے۔ یعنی ان پانچوں کے سوا کوئی اور اہل بیت میں شامل نہیں ہو سکتا۔

لیجئے حضور تونسوی صاحب! مباہلہ میں صرف فاطمہؑ آئی باقی کوئی بیٹی نہ داخل ہوئی نہ بلائی گئی، وجہ بتلایئے۔ جواب ندارد، چُپ سادھ لی، آنکھیں پتھرا گئیں۔

عُذر وفاتِ بنات غیر معقول ہے

کیونکہ اول تو ان لڑکیوں کے سنہ ولادت اور وفات میں اختلاف ہے۔ بقول شبلی مرحوم جناب زینبؑ کی وفات ۸ھ میں ہوئی اور حضرت رقیہ کی وفات غزدۂ بدر ۲ھ میں ہوئی اور حضرت امّ کلثوم کی وفات بقول شبلی ۹ھ میں ہوئی۔ دیکھو سیرت النبی جلد دوم حصہ اوّل ص۴۲۵ اور جناب رقیہ کی وفات بقول سیرت رحمۃ اللعالمین سنہ ھ

میں ہوئی۔ دیکھو رحمتہ اللعالمین صفحہ ۱۲۷ جلد ۲، وفات ام کلثوم ۹ھ میں ہوئی۔ رحمتہ اللعالمین ۲ھ میں ہوئی۔ دیکھو رحمتہ اللعالمین صفحہ ۱۲۷ جلد ۲۔ وفات ام کلثوم ۹ھ میں ہوئی۔ رحمتہ اللعالمین صفحہ ۱۲۸ جلد ۲ اور مباہلہ بھی ۹ھ میں ہوا۔ دیکھو سیرت النبیؐ جلد دوم حصہ اوّل صفحہ ۴۷

وفد نجران کا ذکر ۹ھ صفحہ ۴۹ پر ہے۔ آخر میں کہ جب آنحضرت صلعم حضرت فاطمۃ الزہراؑ اور امام حسن و حسین علیہما السلام کو لیکر مباہلہ کے لئے نکلے تو خود ان کی جماعت میں سے ایک شخص نے رائے دی کہ مباہلہ نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر یہ شخص واقعی پیغمبر ہے تو ہم لوگ ہمیشہ کے لئے تباہ ہو جائیں گے۔ غرض ان لوگوں نے کچھ سالانہ خراج قبول کر کے صلح کر لی۔

کیوں حضور! جب مباہلہ ۹ھ میں ہوا، جناب ام کلثوم بھی ۹ھ تک زندہ رہیں تو مباہلہ میں حضورؐ نے ان کو شامل کیوں نہ کیا جب "نساءنا" کا لفظ جمع کے لئے تھا۔ یہ عذر بھی تونسوی کا ختم۔ یہ شخص اہل سنت کو دھوکہ میں رکھ کر ان کی دولت کھائے جا رہا ہے نہ مناظرہ کر سکتا ہے نہ جواب دے سکتا ہے۔

سچ ہے خسر الدنیا والآخرۃ۔ مذہب اہل السنت ہی شیعہ کے مقابلہ میں کمزور ہے یہ کیا کرے۔

آیت چہارم خمس

وَاعْلَمُوا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى۔ (پ۱۰ انفال)

اور جان لو کہ جو شئے بطور غنیمت و فائدہ تم کو حاصل ہو۔ اس کا پانچواں حصہ اللہ کا اور اس کے رسولؐ کا اور آپ کے قرابت داروں کا ہے۔ (حاصل ترجمہ اشرفیہ صفحہ ۱۶۳)

عن علیؑ قال کانت لی شارف من نصیبی من المغنم یوم بدر و کان النبیؐ اعطانی شارفا من الخمس فلما اردت ان ابتنی بفاطمۃ بنت رسول اللّٰہ۔ (بخاری شریف صفحہ ۴۳۴ باب فرض الخمس)

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں، رسول اللہؐ نے مجھے ایک اونٹنی خمس میں سے

روزِ بدر عطا فرمائی جب میں فاطمہ بنت رسولؐ کو اپنے گھر لانے کی تیاری کر رہا تھا۔ پس فاطمہ آیت خمس میں شامل "غضبت فاطمة بنت رسول اللّٰہ" (بخاری شریف ص۴۳۵) بھی اسی باب فرض الخمس میں ہے کہ جناب سیدہؑ نے اپنا حق مانگا، ابوبکر نے انکار کیا، سیدہؑ خشمناک ہو کر واپس ہوئی۔ دیکھو سیدہ خمس میں سے اپنا حق مانگ رہی ہے لہٰذا آیت میں شامل ہے

اور مشکوٰۃ شریف ص۳۴۹ میں ہے کہ حضرت عثمان نے خمس سے حصہ مانگا تو حضورؐ نے منع فرمایا کہ تو بنی اُمیہ سے ہے لہٰذا تیرا کوئی حق نہیں۔ سبحان اللہ جس کے گھر دو بیٹیاں ہیں اس کو سیر دانے خمس کے نہیں ملتے۔ جس کے گھر ایک بیٹی ہے وہ خمس کا متولی ہو گیا دیکھو بخاری شریف ج۲ ص۶۲۳ الجزء ۱۷

قال لاتبغضه فان له فی الخمس اکثر من ذالک کہ حضورؐ نے حضرت بریدہ سے فرمایا کہ علیؑ سے بغض نہ کر۔ اس کا خمس میں اس سے بھی بہت زیادہ حصہ ہے جتنا تو سمجھتا ہے۔ خطیب خوارزم نے اپنے مناقب میں لکھا ہے تمام دریاؤں کا پانی مہر سیدہ طاہرہ کو بطور خمس دیا گیا ہے۔ دیکھو حضرات اس آیت میں صرف فاطمہؑ ہے، تونسوی کوئی دوسری بیٹی دکھلائے۔

آیت پنجم

وَآتِ ذَالْقُرْبٰی حَقَّہٗ۔ پ۱۵۔ بنی اسرائیل

عن ابی سعید قال لما نزلت وآت ذالقربیٰ حقہ دعا رسول اللّٰہ فاطمة فاعطاها فدك۔ (تفسیر ابن کثیر جلد سوم ص۳۶)۔

کہ جب یہ آیت اُتری تو رسول اللہؐ نے جناب سیدہؑ کو بلا کر باغِ فدک عطا فرمایا۔ کیوں تونسوی صاحب کسی اور لڑکی کو کیوں نہ دیا ثابت کرو۔ یہ تمہاری کتابوں سے حوالے پڑھ رہا ہوں۔ تم کو صرف حیوٰۃ القلوب جیسی غیر مستند کتاب سے روایت ضعیف کا جو راوی سُنّی ہے یاد رہے اور یہ تمام روایات یاد رہیں۔ کتاب حیات القلوب کی توثیق تونسوی تمام عمر نہ پیش کر سکیگا کہ یہ کتاب صحیح ہے یا مستند ہے یا قوی ہے۔ فارسی کی معمولی غیر صحیح کتاب جو صرف ہر قسم کی ضعیف غیر مستند روایات کا مجموعہ ہے۔ مومنین حیات القلوب بالکل غیر مستند کتاب ہے۔ اس کا بغیر تحقیق

کوئی اعتبار نہیں ہے۔ روایت صحیح ہو قرائن موجود ہوں تو مانو ورنہ نہیں۔

آیت ششم

فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَھُمْ یَوْمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْنَ ۝

(پ۱۸ سورہ مومنون)

جب صور پھونکا جائے گا تو ان کے درمیان کوئی نسب نہ ہوگا اور نہ ایک دوسرے سے نسب کی بنا پر سوال کر سکیں گے۔

عن ابن مخرمۃ قال قال رسول اللہ فاطمۃ بضعۃ منی یغیظنی مایغیظھا ویبشطنی مایبشطھا و ان الانساب تنقطع الا نسبی وسببی و صھری وھذا الحدیث لہ اصل فی الصحیحین۔ (تفسیر ابن کثیر ص۲۵۶ جلد سوم و مستدرک حاکم جلد سوم ص۱۵۸)

حضرت ابن مخرمہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جو چیز فاطمہ کو رنج کرے وہ مجھ کو رنج کرتی ہے اور جو اس کو خوش کرے وہ مجھے خوش کرتا ہے اور تحقیق روز قیامت سب نسب ختم ہو جائیں گے۔ صرف میرا نسب اور سبب اور دامادی باقی رہے گی۔ فرمایئے نسب رسالتمآب سوائے فاطمہ کے کس سے چلا اور کون باقی رہے گا۔ فاطمۃ الزہرا کا دیکھو اس حدیث میں خصوصاً نام موجود ہے اور کسی لڑکی لڑکے کا نام تبلاؤ تونسوی صاحب! ورنہ سنیوں کو لوٹنا چھوڑ دو۔

آیت ہفتم

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ۝ (پ۲۲ سورہ احزاب)

اور نہیں ہے محمد تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کا باپ۔ لیکن وہ اللہ کا رسول اور خاتم النبیین ہے اور اللہ ہر شئے کا عالم ہے۔

اس آیت میں اولادِ محمد رسول اللہ کی پوری تعیین اور تحقیق ہے۔ اور سوائے طیب طاہر

قاسم ابراہیم حضرت فاطمۃ الزہراؓ حسنؓ اور حسینؓ اولادِ رسولؐ میں کوئی داخل اور شامل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب رسالتمآبؐ نے زید بن حارثہ کی بیوی زینب سے بعد طلاق نکاح کر لیا تو لوگوں نے متبنّٰی بیٹے ہونے کی بنا پر یہ کہنا شروع کر دیا کہ لو محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا۔ تو اللہ نے نفی فرمائی کہ وہ حقیقی بیٹا نہیں بلکہ متبنّٰی اور منہ بولا بیٹا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ منہ بولے بیٹے اور ہوتے ہیں، حقیقی بیٹے اور ہوتے ہیں۔ اور اس آیت کا ایک ایک لفظ جامع اور مانع ہے اپنوں کو اپنے اور بیگانوں کو بیگانے کر رہا ہے۔ چنانچہ بیضاوی شریف حاشیۃ القرآن مطبوعہ مصر ص۱۱۱ جلد ۲ میں ہے:۔

ولا ینتقض عمومہ بکونہ ابا لطاہر والقاسم وابراہیم لانہم لم یبلغو مبلغ الرجال ولو بلغوا کانوا رجالہ لا رجالکم۔

کہ اس آیت کا عموم کہ کسی ایک کا بھی باپ نہیں طیب طاہر اور قاسم کا باپ ہونے سے نہیں ٹوٹتا۔ کیونکہ اس عموم سے ان کو دو لفظ نکال رہے ہیں۔ "رجال" اور "کم"۔ کیونکہ اول تو وہ حد رجولیت یعنی بلوغ سے پہلے فوت ہوئے۔ لہذا "رجال" کی نفی کے نیچے نہیں آسکتے۔ دوم لفظ "کم" کہ تمہارے مردوں میں سے۔ لہذا اگر وہ بالغ بھی ہو جاتے تو حضورؐ کے اپنے مرد ہوتے نہ کہ ہمارے نفی تو ہمارے مردوں کے باپ ہونے کی ہے نہ کہ اپنے مردوں کے باپ ہونے کی۔ اور حضرت فاطمہؓ بھی اس نفی کے نیچے اس لئے نہیں آسکتی کہ وہ رجال یعنی مرد نہیں بلکہ نساء یعنی عورت ہے۔ نفی ایک مرد کے باپ ہونے کی ہے ایک عورت کا باپ ہونے کی نفی نہیں۔ اور تفسیر مظہری ص۳۸۳ جلد ۲۲ الاحزاب میں یعنی لیس محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ابا زید بن حارثہ فیحرم علیہ نکاح زوجتہ فان قیل کان لہ ابناء القاسم والطیب والطاہر وابراہیم وکذالک الحسنؓ والحسینؓ فان رسول اللہ قال للحسنؓ ان ابنی ھذا سید قلنا ان ابناء الرسول کانوا صغارا لم یبلغوا مبلغ الرجال واطلاق الابن علی الحسنینؓ علی التجوز۔

کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم زید بن حارثہ کا باپ حقیقی نہیں کہ اس کی زوجہ ان پر

حرام ہو۔ کیونکہ حرمت تو ولادت کی وجہ سے ہوئی ہے۔ پس اگر اس آیت پہ یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ آیت حضورؐ کے باپ ہونے کی مطلق نفی کرتی ہے تو جواب یہ ہے کہ طیب، طاہر قاسم ابراہیم کی نفی تو اس لئے نہیں ہوتی کہ وہ بچپن میں فوت ہوئے اور حسنینؑ کو حضورؐ نے بیٹے فرمایا۔ کیونکہ وہ بیک واسطہ بیٹے ہیں حالانکہ ان کو خدا نے قرآن میں بیٹے فرمایا۔ ابناءنا۔

اور تفسیر مجمع البیان سے مبلغ اعظم مدظلہ نے یہ حوالہ پڑھا۔ تونسوی صاحب ذرا تخصیص اولادِ فاطمہؑ ملاحظہ فرمایئے اور کسی بیٹی کا شمول اس آیت میں دکھلایئے۔

وفی هذا بیان انه لیس باب لزید فتحرم علیه زوجته فان تحریم زوجة الابن معلق بثبوت النسب فمن لا نسب لا حرمة لامراته و لهذا اشار الیهم فقال من رجالکم وقد ولد له صلی الله علیه و اله وسلم اولاد ذکور ابراهیم و القاسم و الطیب والطاهر فکان اباهم وقد صح انه قال للحسنؑ ان ابنی هذا سیدٌ وقال ایضاً للحسنؑ والحسینؑ ابنائی هذان امامان قاما او قعدا وقال ان بنی بنت ینسبون الی ابیهم الا اولاد فاطمه فانی ابوهم۔ (تفسیر مجمع البیان۔ جلد ۳ ص ۳۶۱)

کہ اس آیت میں اس بات کا بیان ہے کہ حضورؐ پُرنور زید بن حارثہ کے حقیقی باپ نہیں ہیں کہ اس کی مطلقہ بیوی حضورؐ پہ حرام ہو۔ کیونکہ بیٹے کی زوجہ کا باپ پہ حرام ہونا ثبوت نسب اور ولادت پہ موقوف اور معلق ہے۔ جن کا نسب ثابت نہیں اس کی زوجہ حرام نہیں۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے من رجالکم میں اسی طرف اشارہ کیا ہے کہ عموم مطلق نہیں بلکہ مقیدؔ ہے کہ تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کا باپ نہیں اپنے بچوں کا باپ ہے کیونکہ حضورؐ کی اولاد طیب، طاہر، قاسم و ابراہیم تھے اور حضورؐ ان کے باپ تھے۔ اور یہ بھی حدیث صحیح میں آیا ہے کہ حضورؐ نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو فرمایا کہ یہ میرا بیٹا ہے بلکہ آپ نے حسن اور حسین علیہما السلام دونوں کے لئے فرمایا کہ یہ میرے دو بیٹے امام ہیں۔ کھڑے ہوں یا بیٹھے یعنی تحریک کریں یا نہ کریں۔ اور حضورؐ نے فرمایا کہ ہر لڑکی کا بیٹا

اپنے باپ کے خاندان کی طرف منسوب ہوتا ہے مگر فاطمہؑ کی اولاد میری طرف منسوب ہوگی پس ان کا باپ میں ہوں۔ کیوں حضورؐ تونسوی صاحب! فرمائیے اسی آیت کے تحت دیگر بنات کی نفی ہو رہی ہے یا کسی اور آیت کے تحت، فرمائیے! دیگر بیٹیوں کی اولاد کے حضورؐ باپ کیوں نہیں بنتے جبکہ ان کی اولاد بھی ہوئی اور باقی بھی رہی۔

چنانچہ مبلغ اعظم سیرت النبیؐ مصنفہ شبلی نعمانی ص۴۲۳ جلد دوم حصہ اول سے یہ عبارت پڑھی کہ "حضرت زینب نے دو اولاد چھوڑی امامہ اور علی۔ علی کی نسبت ایک روایت ہے کہ بچپن میں وفات پائی۔ لیکن عام روایت یہ ہے کہ بلوغ کی عمر کو پہنچے۔ ابن عساکر نے لکھا ہے کہ یرموک کے معرکہ میں شہادت پائی۔ کیوں حضورؐ جنگِ یرموک تو حضرت عمرؓ کی خلافت میں ہوا۔ اور حضرت امامہ تو حضرت علی کی وفات کے بعد بھی زندہ رہی مگر یہ امامہ یا ان کی اولاد سے نہ کوئی سید بنا نہ اہل بیت میں ان کا شمار ہوا اور نہ ذکر ہوا حالانکہ یہ امامہ حضرت کی بہت پیاری بچی بتلائی جاتی ہے اور حضرت علی علیہ السلام سے بھی اس نے نکاح کیا۔ لیکن تاہم بھی یہ اہل بیت میں شامل نہ ہو سکی۔ فرمائیے! جناب فاطمہؑ کی اور ان کی اولاد کی یہ تخصیص کیوں؟"

اور سیرت النبیؐ جلد دوم ص۴۳۲ میں جناب رقیہؓ کی اولاد بھی لکھی ہے۔ چنانچہ عبارت یہ پیش ہے "حضرت رقیہؓ کے ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ تھا۔ لیکن صرف چھ سال زندہ رہا۔ الخ۔ افسوس یہ بچہ چھ سال کا ہو کر بھی اولادِ رسولؐ نہ بن سکا۔ حسینؑ ماں کی گود میں ندع ابناء نا کا شرف مباہلہ میں پا گئے۔

ایک لطیفہ دوران مناظرہ

تونسوی صاحب نے حسبِ عادت شور ڈالنا شروع کیا کہ حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ کی اولاد اور شادی دامادی پر بہت فخر کرتے ہو۔ پہلے وہ چار سو روپیہ ہمارا واپس کرو جو حضرت علیؑ نے حضرت عثمان سے شادی پر لیا تھا۔ او اسماعیل! شادی علیؑ کی پیسہ عثمان کا، دیکھ صحابہ کرام کے ایثار اور احسان۔ علیؑ تو غریب تھا۔ اگر حضرت عثمان روپیہ نہ دیتے تو شادی کیسے ہوتی، وہ ہمارا روپیہ واپس کرو۔ چنانچہ عوام اہل السنت خوش

ہونے لگے۔

مبلغ اعظم نے فوراً جواب دیا کہ آپ کے حضرت عثمان مفت روپیہ دینے والے کہاں تھے۔ وہ تو حضرت علیؑ نے زرہ بیچ کر حضرت عثمان سے لیا تھا۔ چنانچہ عام زمیندار سیٹھوں، دکانداروں کے پاس اپنے زیور زمین بیچ کر یا رہن رکھ کر شادیاں کرلیا کرتے ہیں، اس میں حضرت عثمان کا احسان کیسا۔ بلکہ یہ معلوم ہوا کہ یہ حضرت رسولؐ کی بیٹی کی شادی پر بھی دکانداریاں نہیں چھوڑتے اور ایک پیسہ مفت نہیں دیتے۔

تونسوی نے کہا زرہ بیچنے کا ثبوت دو۔ مبلغ اعظم نے فوراً سیرت النبیؐ جلد دوم ص۴۲۶ سے یہ عبارت پڑھی " کہ جب حضرت علیؑ نے خواہش ظاہر کی تو آپؐ نے یعنی رسول اللہ نے فرمایا تمہارے پاس مہر ادا کرنے کو کچھ ہے، بولے ایک زرہ اور گھوڑے کے سوا کچھ نہیں۔ آپؐ نے فرمایا گھوڑا تو لڑائی کے لئے ضروری ہے۔ زرہ کو فروخت کر ڈالو۔

حضرت عثمان نے ۴۸۰ درہم پہ زرہ خریدلی اور حضرت علیؑ نے قیمت لاکر آنحضرت صلعم کے سامنے ڈال دی۔ آنحضرت صلعم نے بلاکر حکم دیا کہ بازار سے خوشبو لائیں۔ عقد ہوا الخ۔ مبلغ اعظم نے فرمایا۔ حضورؐ وہ چارسو روپیہ کا مطالبہ تو ہو رہا ہے وہ زرہ کون دیگا جو حضرت عثمان نے پہن کر تمام عمر جنگوں میں جان بچائی تھی۔

کیا یہی احسان ہے کہ تنگی اور ترشی کے وقت جبکہ سوائے گھوڑے اور زرہ کے کچھ سامان نہ تھا۔ حضرت عثمان نے علیؑ جیسے بہادر سے زرہ بھی خرید لی۔ رسولؐ کی بیٹی کی شادی پہ بھی دکاندار بن بیٹھے۔ بس پھر کیا تھا، شور پڑ گیا۔ زرہ واپس کرو دکاندارو! زرہ واپس کرو رسولؐ کی بیٹی کی شادی پر نفع کمانے والو! زرہ واپس کرو خاندانِ رسولؐ سے فائدہ اٹھانے والو! زرہ واپس کرو تونسوی سے بعد میں اکثر لوگوں نے کہا حضور! جب علیؑ نے زرہ بیچی اور عثمان نے خریدی احسان کیسا اور تقریر میں اس کا بیان کیسا یہ تو اُلٹی رسوائی ہے کہ یہ لوگ تو رسول اللہ سے بھی کما کھا لیتے تھے۔

صواعق محرقہ ص۱۵۹ عنوان خاتمہ میں صاف وضاحت ہے کہ ہر بچہ باپ کے خاندان کی طرف منسوب ہوتا ہے مگر اولادِ فاطمہؑ رسالتمآبؐ کی طرف منسوب ہوگی۔

آیت ہشتم

قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى (پ۲۵ - الشوریٰ)

ترجمہ:- اے میرے حبیب! ان سے کہہ دو کہ میں تم سے اس تبلیغ پر کچھ اجر مزدوری نہیں مانگتا مگر محبت ہے قریبیوں میں۔

اخرج احمد والطبرانی وابن ابی حاتم والحاکم عن ابن عباس ان ھذہ الآیۃ لما نزلت قالوا یا رسول اللہ من قرابتک ھؤلاء الذین وجبت علینا مودتھم قال علی وفاطمۃ وابناء ھما۔ (صواعق محرقہ ص۱۰۱)

امام احمد اور طبرانی اور حاکم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضورؐ سے عرض کیا گیا کہ حضورؐ! آپ کے وہ قریبی کون ہیں جن کی محبت ہم پر واجب کی گئی ہے۔ فرمایا علیؑ اور فاطمہؑ اور ان کے دو بیٹے۔ تفسیر مظہری ص۳۱۸ جلد ہشتم پ۲۵ اور صواعق محرقہ ص۱۰۱ پر ہے کہ حضرت علیؑ نے اور امام حسن اور حضرت امام زین العابدینؑ نے اس آیت کو اپنے خطبات اور دلائل میں اپنے حق میں پیش کیا۔

آیت نہم وسیلہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِىْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (پ۶ - المائدہ)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔ اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم نجات پا جاؤ۔

حدیثوں میں ہے کہ میرے لئے مقام وسیلہ اور مقام محمودہ کی دعا کرو۔ وہ سب سے اعلیٰ درجہ ہے جس نے میرے لئے اس مقام کا سوال کیا دعا مانگی اس کے لئے میری شفاعت حلال ہوگی۔ قالوا یا رسول اللہ من یسکن معک قال علی وفاطمۃ والحسن والحسین (تفسیر ابن کثیر جلد دوم ص۵۳)۔

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا حضورؐ! اس مقام وسیلہ اور مقام محمود میں آپ کے ساتھ کون ٹھہرے گا اور ساکن ہوگا۔ فرمایا علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ ٹھہریں گے۔

ترمذی شریف ص۲۱۹ میں ہے:۔ عن علی ابن ابی طالب ان النبی صلعم اخذ بید حسن وحسین قال من احبنی و احب ھذین و اباھما و امھما کان معی فی درجتی یوم القیامۃ۔

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ جس نے مجھ سے اور ان دونوں سے ان کے باپ اور ماں یعنی علی و فاطمہ سے محبت کی وہ میرے ساتھ قیامت میں میرے درجہ میں ہوگا۔

اور مستدرک حاکم ص۱۳۷ جلد سوم کتاب معرفۃ الصحابہ۔ باب مناقب علیؑ۔

عن سعید الخدری ان النبی دخل علی فاطمۃ فقال انی و ایاک و ھذا النائم یعنی علیاً و ھما یعنی الحسن و الحسین معی مکان واحد یوم القیامۃ۔

کہ حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جناب فاطمہ کے پاس تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ میں اور تو اور یہ جو سو رہا ہے یعنی علیؑ اور وہ دونوں یعنی حسنؑ اور حسینؑ۔ البتہ قیامت کے دن ایک مکان میں ہوں گے۔ تونسوی صاحب! فرمائیے آیت وسیلہ میں مقام وسیلہ میں مقام محمود میں سوائے فاطمہؑ کے کوئی اور بیٹی ہوگی۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

دہم آیت نور

اللہ نور السموٰت والارض مثل نورہٖ کمشکوٰۃ فیھا مصباح المصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ کانھا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لاشرقیۃ ولاغربیۃ یکاد زیتھا یضیٓئ ولو لم تمسسہ نار نورٌ علیٰ نور یھدی اللہ لنورہٖ من یشاء و یضرب اللہ الامثال للناس واللہ بکل شیٔ علیم پ۱۸۔ النور

اللہ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا۔ مثال اس کے نور کی مانند طاق کے ہے کہ بیچ اس کے چراغ ہو۔ وہ چراغ بیچ قندیل شیشہ کے ہے وہ قندیل شیشہ کا گویا کہ وہ تارا ہے چمکتا۔ روشن کیا جاتا ہے وہ چراغ درخت مبارک زیتون کے سے کہ نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف ہے نزدیک ہے تیل اس کا کہ روشن ہو جاوے اور اگرچہ نہ لگے اس کو آگ روشنی اوپر روشنی کے راہ دکھاتا ہے اللہ کی طرف نور اپنے کی جس کو چاہتا ہے اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں واسطے لوگوں کے اور اللہ ساتھ ہر چیز کے جاننے والا ہے (ترجمہ شاہ رفیع الدین)۔

عن ابی عبداللہ قال قال تبارک و تعالیٰ یا محمد انی خلقتک وعلیا نوراً یعنی روحاً بلا بدن قبل ان اخلق بسماواتی وارضی وعرشی وبحری فلم تزل تھللنی و تمجدنی ثم جمعت روحیکما فجعلتھما واحدۃ فکانت تمجدنی و تقدسنی و تھللنی ثم قسمتھا ثنتین و قسمت الثنتین فصارت اربعۃ محمد واحد و علی واحد والحسن والحسین ثنتان ثم خلق اللہ فاطمۃ من نور ابتدأھا روحاً بلا بدن ثم مسحنا بیمینہ فافضا نورہ فینا۔ اصول کافی ص۴۴۰ جلد اوّل مطبوعہ تہران۔

ترجمہ:۔ حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمدؐ! میں نے تجھ کو اور علیؑ کو پیدا کیا نور یعنی روح بغیر بدن کے، قبل اس کے کہ میں آسمانوں، زمینوں اور اپنے عرش اور دریاؤں کو پیدا کروں تو میری تہلیل اور تمجید کرتا رہا۔ پھر میں نے تم دونوں کی روحوں کو جمع کر کے ایک بنا دیا پھر وہ روح میری تمجید اور تقدیس اور تہلیل کرتی رہی۔ پھر میں نے اس کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور دو کو دو حصوں میں پھر تقسیم کر دیا پس وہ چار رہ گئے۔ ایک محمدؐ اور ایک علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ دو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فاطمہؑ کو ایک ایسے نور سے پیدا کیا جس کو نئے سرے سے پیدا کیا پھر اللہ نے اپنے دستِ قدرت سے مس کیا۔ پس نور کو ہم میں جاری کر دیا۔

عن صالح ابن سہل الہمدانی قال سمعت اباعبداللہ علیہ السلام یقول فی قول اللہ عزوجل اللہ نور السمٰوٰت والارض مثل

نورہ کمشکوٰۃ فیھا مصباح الحسن المصباح الحسین فی زجاجۃ الزجاجۃ کانھا کوکبٌ دُرّی کان فاطمۃ علیھا السّلام کوکبٌ درّیٌ بین نساء اھل الارض توقد من شجرۃٍ مبارکۃٍ توقد من ابراھیم علیہ السّلام لاشرقیۃٌ ولاغربیۃٌ لا یھودیۃٌ ولا نصرانیۃ یکاد زیتھا یضیئُ یکاد العلم ینفجر منھا ولو لم تمسسہ نار نورٌ علیٰ نور امامٌ منھا بعد امامٍ یھدی اللہ لنورہ من یشاء یھدی الی الآئمۃ علیھم السّلام من یشاء ان یدخلہ فی نور ولا یتھم مخلصًا یضرب اللہ الامثال للناس واللہ بکلّ شئٍ علیم۔

(تفسیر برہان جلد سوم ص۱۳۵ مطبوعہ تہران)

صالح بن سہل ہمدانی کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے سُنا فرماتے تھے اللہ نور السمٰوٰت والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیھا مصباحٌ کی تفسیر میں کہ مشکوٰۃ فاطمہ ہے یعنی طاقچہ اور اس میں پہلا مصباح یعنی چراغ حسنؑ ہے اور دوسرا مصباح حسینؑ ہے فی زجاجۃٍ الزّجاجۃ کانّھا کوکبٌ دُرّیٌّ فاطمۃ علیھا السّلام ہے جو ستارے کی طرح اہلِ زمین کی عورتوں میں منوّرہ اور زہرا ہے توقد من شجرۃٍ مبارکۃٍ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السّلام ہیں اور لا شرقیۃٌ ولا غربیۃٌ کا مطلب یہ ہے کہ نہ یہودی ہیں نہ نصرانی یکاد زیتھا یضئ کا مطلب یہ ہے کہ اس درخت سے علم کا اظہار اور انفجار ہو رہا ہے نورٌ علیٰ نور سے مراد امام بعد امام ہے۔ یھدی اللہ لنورہٖ من یشاء سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آئمہ طاہرین کی طرف اس شخص کو ہدایت کرتا ہے جس کو ان کے ولایت کے نُور میں مخلص فرما کہ داخل کرنا چاہتا ہے۔ الخ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

مناظرہ کوٹ سمابہ

اَلحمدُ للہِ وَکفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِینَ اصطفٰی

اَمَّابعد واضح ہو کہ ریاست بہاولپور میں غالب سُنّی اکثریت ہونے کے باعث سُنّی حضرات نے شیعوں پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا تھا۔ شیعہ مبلّغین و مناظرین بھی ایسے دُور افتادہ مقامات پر کم ہی پہنچتے رہے۔

خداوند عالم قبلہ اُستاذی المکرم مبلّغِ اعظم مولانا محمّد اسماعیل صاحب کے جذبۂ تبلیغ مذہب حقّہ کو سرفراز کرے کہ جنہوں نے ریاست میں متعدد مناظرے کر کے حق کو آشکار کر دیا۔ اوّلاً کوٹ دادو گھلو متصل سمہ سٹّہ میں مولانا محمّد علی شاہ ساکن پپلی راجن کا دعویٰ صرف کتاب اللہ سے خلافت امیر المومنین حضرت علیؑ بن ابی طالب علیہ السّلام ثابت کر کے توڑا۔ اس کے بعد محمّد عمر اچھروی بریلوی جماعت کے مایہ ناز مناظر کو چک $\frac{42}{3-R}$ علاقہ چشتیاں میں یادگار شکست دی جس سے ریاست کے طول و عرض میں ایک تہلکہ مچ گیا۔ مذہب سُنّی کی پے دَر پے شکستوں کو دیکھتے ہوئے اہل سُنّت کی مختلف پارٹیوں نے متحدہ محاذ قائم کر کے شیعوں کو پھر چیلنج مناظرہ دیا جسے سادات عظام موضع ڈھ اکبر شاہ خصوصاً سیّد محمود حسین شاہ، سیّد منظور حسین شاہ، سیّد حضور بخش شاہ اور سیّد عطا محمّد شاہ صاحبان نے غیرت ملی، حمیّتِ مذہبی کے پیش نظر منظور کر لیا اور جناب مبلّغِ اعظم کی طرف گوجرہ ضلع لائل پور میں ایک خاص نمائندہ بھیج دیا گیا۔

مورخہ ۳ر جولائی ۱۹۵۵ء کو علمائے اہل سُنّت جن میں طے شدہ تجویز کے مطابق (۱) مولوی دوست محمد قریشی۔ (۲) مولوی اللہ وسایا ڈیرہ غازی خاں۔ (۳) مولوی عبد الستار جھنگوی (۴) مولوی محمد حسین (۵) مولوی محمد شریف بہاولپوری مبلّغین تنظیم اہل سُنّت (۶) مولوی محمّد علی جالندھری (۷) مولوی لعل حُسین اختر (۸) مولوی نیاز احمد مبلّغین مجلس احرار (۹) مولوی عبد العزیز

ملتانی (۱۰) مولوی احمد دین گکھڑوی (۱۱) مولوی محمد صدیق تاندلوی مبلغین اہل حدیث اور اور گرد و نواح سے کئی سنی مولوی صاحبان موقع پر پہنچ گئے۔

شیعوں کی طرف سے مبلغِ اعظم معہ عملہ دار التبلیغ گوجرہ دس من کتب لے کر عین اہلسنّت کی جلسہ گاہ چک ۲۴۲ علاقہ کوٹ سمابہ ہزاروں کے اجتماع میں تشریف لے گئے۔ بس پھر کیا تھا۔ اہلِ سنّت کی طرف سے چیلنج کا زور شور ختم ہو گیا اور لگے اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے مگر مبلغِ اعظم نے کوئی پیش نہ جانے دی۔ بالآخر شرائط مناظرہ طے ہوئیں مگر اہل سنّت کی طرف سے مناظر کا تعین نہ ہو سکا۔ باوجود کثرتِ علماء کے بھی آپس میں ایک دوسرے پر بخوف شکست شک ہی کرتے رہے اور کہا کہ مناظر سٹیج پر ہی پیش کر دیا جائے گا۔ بہرحال ساری رات مناظرہ ہوا۔ اور دُنیا نے دیکھ لیا کہ حق حق ہے اور باطل باطل۔ سُنی متحدہ محاذ کی یہ شکست اُن کے اپنے ہی لئے باعثِ ذلت و خواری ہو کر رہ گئی۔ اس رسوائی کو مٹانے کی خاطر ایک روئداد مناظرہ مکتبہ اہل السُنّت کی طرف سے شائع کی گئی جس میں مبلغ اعظم کی تقاریر کو بگاڑ کر اور وہ بھی صرف چار سطروں میں ہی پیش کر کے اپنے سیاہ دھبّے کو دھونے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔

لہٰذا ضروری سمجھا گیا کہ اس مناظرہ کی حقیقت سے نقاب کشائی کی جائے تا کہ حقیقی منظر عوام کے سامنے آ سکے۔ میں نے اس روئیداد میں سُنّی مناظر کی تقاریر اُن کی اپنی ہی مرتبہ روئیداد کے مطابق من و عن نقل کر دی ہیں تا کہ شکایت کا موقعہ نہ رہے۔ مولوی وزیر حیدر صاحب مولوی فاضل شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے دورانِ مناظرہ فریقین کی تقاریر کو مکمل نوٹ کر کے شیعہ دار التبلیغ گوجرہ کے سپرد کیں۔

اَھلِ سُنّت حضرات کی طرف سے شرائط مناظرہ کی کتابت کے لئے مولوی لعل حسین اختر اور شیعوں کی طرف سے سید خادم حسین بخاری تلمیذ مبلغ اعظم مقرر ہوئے۔

شرائط مناظرہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

شرائط مناظرہ مابین اہل سنّت والجماعت وشیعہ بمقام چک نمبر ۴۷ N.P. بستی چوہدری محمّد صدیق صاحب تھانہ کوٹ سمابہ تحصیل وضلع رحیم یار خاں۔

یہ مناظرہ بالاتفاق فریقین ہو رہا ہے۔ ہر دو فریق بانیانِ مناظرہ اُپنے اُپنے فریق کے حفظِ امن کے ذمّہ دار ہوں گے۔ حفظِ امن کے لئے جو وسائل وہ مناسب سمجھیں گے اختیار کریں گے۔ چنانچہ ایک وسیلہ یہ ہوگا کہ جانبین کے دس دس آدمی درمیان میں حفاظت کیلئے مقرر کر دیئے جائیں گے۔

موضوعِ اوّل:۔ خلافتِ اصحاب ثلاثہ پیش کردہ شیعہ صاحبان

موضوعِ دوم:۔ ایمان واسلام اہلِ شیعہ پیش کردہ اہل سُنّت صاحبان

شرائط

شرط اوّل:۔ ماخذ دلائل قرآن وحدیث ومسلّماتِ شیعہ

دوم:۔ ماخذ دلائل قرآن وحدیث ومسلّمات اہلِ سُنّت

سوم:۔ مناظرہ میں اصول مناظرہ کی پابندی لازمی ہوگی۔

چہارم:۔ مناظرہ تقریری ہوگا۔

پنجم:۔ دونوں مناظرے تین تین گھنٹے ہوں گے۔ دونوں مناظروں میں فریقین کی تقریریں دس دس منٹ کی ہوں گی اور آخری تقریریں پانچ پانچ منٹ کی۔

ششم:۔ مناظر کا نام اسٹیج پر بتایا جائے گا۔

ہفتم:۔ فریقین کی طرف سے ایک ایک صدر ہوگا جس کا فرض شرائط کی

پابندی کرانا ہوگا۔

ہشتم :۔ کسی مناظر کو شرائط مرقومہ کی خلاف ورزی کرنے کا حق نہ ہوگا اگر خلاف ورزی کرے گا تو جانبین کے صدر انہیں روکیں گے۔

نہم :۔ سوائے صدر اور مناظر کے اور کسی کو بولنے کا حق نہ ہوگا۔

مناظرہ بتاریخ ۳ جولائی ۱۹۵۵ء آٹھ بجے شب سے شروع ہو کر دو بجے رات دونوں موضوع پر ہو کر ختم ہو جائے گا۔

دستخط :۔ چوہدری محمد صدیق بانی منجانب اہل سنت

" چوہدری محمد یعقوب " " "

" سید محمد علی شاہ " " "

" سید منظفر علی شاہ " " "

" سید حضور بخش شاہ صاحب سجادہ نشین مڈ اکبر شاہ منجانب شیعہ

" سید محمود حسین شاہ صاحب " "

" سید منظور حسین شاہ صاحب " "

" سید عطا محمد شاہ صاحب " "

" سید جمال شاہ صاحب جیلانی سکنہ سنجر پور زمیندار موضع سونک منجانب اہل سنت

موضوعِ اوّل

خلافت خلفاء ثلاثہ

مناظر اہل سُنّت :- مولوی محمد صدیق صاحب تاندلیانوالہ (اہلحدیث)

معین مناظر :- (۱) مولوی دوست محمد صاحب قریشی
(۲) مولوی عبدالستار صاحب جھنگوی } مبلّغین تنظیم اہل سُنّت

صدر مناظرہ :- مولوی لعل حسین صاحب اختر (احراری)

مناظر شیعہ :- مبلّغ اعظم مولانا محمّد اسماعیل صاحب قبلہ

معین مناظر :- ہردو تلمیذ مولانا سیّد خادم حسین بخاری و خادم حسین خاں۔

صدر مناظرہ :- مولوی محمّد عارف صاحب خانپوری

مناظرہ ٹھیک ۹ بجے رات شروع ہوا

تقریر مناظر اہل سُنت

حضرات! مَیں نے خلفاء ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خلافت حقّہ کو قرآن اور اہلِ شیعہ کی کتابوں کی روشنی میں ثابت کرنا ہے۔ قرآن میں ہے :-

استدلال نمبر ۱ :- وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ہ

طرزِ استدلال:۔ دیکھئے اس آیت میں خدا تعالٰے نے وعدہ فرمایا ہے کہ ایمان والوں اور نیک کام کرنے والوں کو جو تم میں سے ہیں خلیفہ بناؤں گا، اور ضرور ہ خلیفہ بناؤں گا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق نبی کریم صلعم کے صحابہ کرام میں سے خلفاء بنائے وہی ایماندار تھے اور وہی نیکوکار۔ اگر یہ حضرات خلافتِ حقّہ کے مستحق نہ ہوتے تو خدا تعالیٰ ان کو خلیفہ نہ بناتا۔

نیز یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ خلفاءِ حقّہ کی دوسری علامت یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ ان خلفائے حقّہ کے مذہب کو دنیا میں غالب کر دے گا اور بفضلہٖ تعالٰے ان کا مذہب آج تک غالب ہے جو کہ ان کے خلفاءِ حقّہ ہونے کی دلیل ہے۔

نیز خدا تعالٰے نے یہ بھی فرمایا ہے کہ خلفاء کے خوف کو امن سے بدل دیگا چنانچہ رسول ؐ کی زندگی میں ان پر تکلیفیں آئیں اور زمانۂ خلافت میں اُن کے خوف کو امن سے بدل دیا گیا۔

استدلال نمبر ۲۔ اب اس کی تائید میں مرآۃ العقول شرح الفروع والاصول ص۱۴۷ کی عبارت پیش کرتا ہوں:۔

ولنورثنهم من ارض الکفار من العرب والعجم۔	یعنی ان (خلفاء) کو کفار کی زمین کا عرب و عجم سے وارث بنائیں گے۔

استدلال نمبر ۳۔ لیجئے تفسیر قمی، شیعوں کی تفسیر صفحہ ۶۴۷ میں ہے اِنَّ اَبَا بَکرٍ یلی الخلافۃ من بعدی و بعدہ اَبُوک۔ یعنی حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میرے بعد ابوبکر صدیق خلافت کا والی بنے گا، اس کے بعد حضرت عمرؓ میں نے اس وقت تک ایک آیت تین استدلال اور دو عبارتیں شیعوں کی کتابوں سے بطور دلیل پیش کی ہیں۔ میں دیکھوں گا کہ میرے فاضل مخاطب جواب دیں گے ؎

نہ خنجر اُٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

استدلال نمبر ۴۔

دُوسری آیت سُنیئے:۔

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ اِنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا مِنْ عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ

زبور میں ہم نے لکھ دیا ہے کہ (زمین) مکہ کے وارث میرے بندوں میں سے نیک ہوں گے۔

دیکھئے خلفاء ثلاثہ کی نیکی بھی مسلّم ہے اور خلافت بھی مسلّم۔

استدلال نمبر ۵

تیسری آیت :- والذین امنو و ھاجروا فی اللہ من بعد ما ظلموا لنبئونھم فی الدنیا حسنۃ

جن لوگوں نے ایمان لایا اور ہجرت کی، خدا کا رضا میں اسکے بعد وہ ظلم کئے گئے ضرور ان کو دنیا میں اچھا مقام دیں گے۔

طرز استدلال :- اس کے مطابق خدا نے وعدہ بھی کیا اور پورا بھی کیا - یعنی خلفاء ثلاثہ کو غلبہ بھی نصیب ہوا اور خلافت بھی جو بہترین مقام ہے۔

تقریر مناظر شیعہ

آپ نے نہایت خوش الحانی سے مندرجہ ذیل خطبہ پڑھا:-

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ ولقد جاءت رسل ربنا بالحق فسلام علی المرسلین لا سیما علی خاتم النبیین وآلہ الطیبین الطاھرین ولعنۃ اللہ علی اعداء ھم اجمعین - **اما بعد** فقد قال اللہ تبارک وتعالی فی کتابہ المبین - وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصّلحت لیستخلفنّھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضٰی لھم ولیبدّلنّھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لایشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون (پ سورہ نور)۔

اس کے بعد آپ نے اہل السنّت کا مسلّمہ ترجمہ مصنفہ شاہ رفیع الدّین صاحب اُٹھا کر پڑھا۔

وعدہ کیا اللہ نے اُن لوگوں سے جو کہ ایمان لائے ہیں تم میں سے اور کام کئے

اچھے ۔ البتہ خلیفہ کرے گا ان کو بیچ زمین کے جیسا کہ خلیفہ کیا تھا ان لوگوں کو کہ پہلے ان کے تھے اور البتہ ثابت کر دے گا واسطے اُن کے دین ان کا جو پسند کر دیا ہے واسطے ان کے اور البتہ بدل دے گا ان کو پیچھے ڈر ان کے کے امن وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی شئے کو شریک نہیں کریں گے ۔ اور جو انکار کرے بعد اس کے پس وہ فاسق ہیں ۔

خلافت بلا واسطہ

اس کے بعد آپ نے فرمایا ۔ حضرات ! یہ اصحاب ثلاثہ کی خلافت کا ذکر نہیں بلکہ خلافتِ الٰہیہ اور خلافتِ نبویہ کا ذکر ہے ۔ اصحابؓ ثلاثہ خلیفۃ اللہ ہیں نہ خلیفۃ الرسول ہیں ۔ کیونکہ خلیفۃ اللہ و خلیفۃ الرسول وہ ہو سکتا ہے جس کو اللہ اور رسول بنائے ۔ خود خداوند تعالیٰ نے فرمایا ۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً کہ میں خود خلیفہ بنانے والا ہوں ، زمین میں اور یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ ۔ یعنی اے داؤد تجھ کو ہم نے زمین میں خلیفہ بنا دیا ۔

خلافت بالواسطہ

اور حضرت ہارون علیہ السّلام کی خلافت کا اعلان بالواسطہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے بایں الفاظ فرمایا :-

وَقَالَ مُوْسٰی لِاَخِیْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ (پ۹ سورہ اعراف) یعنی اور کہا موسیٰ علیہ السّلام نے اپنے بھائی ہارون علیہ السّلام سے کہ تو میرا خلیفہ ہو ۔ میری قوم میں اور اصلاح کر اور فساد کرنے والوں کے راستہ کی پیروی مت کر ۔

حضرات ! آپ نے سمجھ لیا کہ جو اللہ کے خلیفے ہوتے ہیں ، اُن کا اللہ اور رسول اعلان کرتے ہیں ۔ بلا واسطہ یا بالواسطہ دیکھو شرح فصوص الحکم از مُلّا جامی ص۱۱۸ و شرح فصوص الحکم از اشرف علی تھانوی ۔ چونکہ خلفاء ثلاثہ کا اعلان نہ تو اللہ نے کیا اور نہ ہی رسول نے لہٰذا یہ موعود خلیفے نہ ہوئے ۔ اگر ان کے ساتھ اللہ کا وعدہ ہوتا تو گھر بیٹھے خلیفے ہو جاتے ۔ جنازہ رسول کریمؐ چھوڑ کر سقیفہ نہ جاتے اور خاتونِ قیامت کے گھر آگ لے جانے کی کیا ضرورت تھی ؟

بس پھر کیا تھا۔ لعل حسین صاحب بیچ میں کود پڑے کہ آپ موضوع سے باہر جا رہے ہیں۔ جنازہ کا ذکر نہ کیجئے، سقیفہ کا ذکر نہ کیجئے۔ یہ خارج از موضوع ہے میں آپ کو ادھر نہ جانے دوں گا۔

مبلغِ اعظم نے فرمایا کہ حضرت! ذرا موضوع کی تعریف تو کیجئے۔ چنانچہ لعل حسین صاحب کی علمی طاقت تو اتنی تھی نہیں کہ تعریف کر سکتے۔ وہ تو شور ڈال کر اپنے مناظرہ میں موجود ہونے کا ثبوت دینا چاہتے تھے۔ آخر مبلغِ اعظم نے موضوع کی تعریف خود کی الموضوع ما یبحث عن عوارضہ الذاتیۃ کہ موضوع وہ ہوتا ہے جس کے عوارض ذاتیہ سے بحث کی جائے یعنی جو چیزیں موضوع سے متعلق ہوں۔ ان کو پیش کیا جائے۔ بنا بریں سقیفہ اور ترک جنازۂ رسولؐ کا ذکر خلافت ثلاثہ کے عین عوارض سے ہے۔ کیونکہ سقیفہ میں یہ خلافت تیار ہوئی اور جنازۂ رسولؐ چھوڑ کر اس کو بنایا گیا۔ اگر جنازہ اور سقیفہ خارج از موضوع ہیں تو تمہاری کتابوں میں ان کو باب خلافت و امامت میں کیوں ذکر کیا گیا ہے۔ دیکھو ذکر سقیفہ صحیح بخاری باب رجم الحبلیٰ جلد ۲ صہ ۱۰۰۲

اِنَّہٗ قَدْ کَانَ مِنْ خَبَرِنَا حِیْنَ تَوَفَّی اللّٰہُ نَبِیَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَنْصَارَ خَالَفُوْنَا وَاجْتَمَعُوْا بِاَسْرِہِمْ فِیْ سَقِیْفَۃِ بَنِیْ سَاعِدَۃَ۔	یعنی حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہماری خبر یہ ہے کہ جب اللہ نے اپنے نبی کو وفات دی تو انصار نے ہماری مخالفت کی اور وہ سب سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے۔

حضرات! یہ ہے ذکر سقیفہ جہاں آپ کے ابوبکر کی خلافت تیار ہوئی۔ آپ کو ذکر سقیفہ برا کیوں معلوم ہوتا ہے۔ یہ تو آپ کے بزرگوں کا مرکزِ خلافت ہے مجھے معلوم ہے جس واسطے آپ کو برا معلوم ہوتا ہے۔ بقول آپ کی کتاب "غیاث اللغات" صہ ۲۲۸ مطبوعہ لاہور۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ :-

کہ سقیفہ ایوانے بود پنہاں کہ عرب برائے مشورہ ہائے باطل دراں جمع مے شدند ومجازاً سقیفہ مشورہ سخنے بیہودہ رامی گویند	یعنی سقیفہ ایک محل تھا پوشیدہ جہاں عرب باطل مشوروں کیلئے جمع ہوا کرتے تھے اور مجازاً سقیفہ مشورہ اور سخن بیہودہ کو کہتے ہیں۔

لہذا حضرات گھبرانے کی ضرورت نہیں ۔ مقام بھی باطل اور بیہودہ ہی چاہیئے تھا۔ جیسی خلافت ویسا مقام ؎

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

باقی رہا جنازۂ رسولؐ کو چھوڑنا اور خلافت کے لئے جانا تو وہ آپ کی کُتب مُعتبرہ سے ثابت ہے ۔ چنانچہ دیکھئے شرح مواقف از میر سید شریف ص۴۲۹ باب المرصد الرابع فی الامامت ومباحثھا اور شرح عقائد نسفی وغیرہ ۔

بکروا الیٰ سقیفۃ بنی ساعدۃ وترکوا لہ اھم الاشیاء و ھو دفن رسول اللہ ۔

کہ خلافت کے لئے ابوبکر وعمر سقیفہ کو چلے گئے اور اُنہوں نے اس کے لئے بہت ضروری اور اہم چیزوں کو چھوڑ دیا ، اور وہ ضروری اور اہم چیزیں رسُولِ خدا کا دفن کفن تھیں ۔ کسی نے سچ کہا ہے ۔ ؎

چوں صحابہ حُبِّ دُنیا داشتند
مصطفٰے را بے کفن بگذاشتند

جب یہ حوالہ جات کتب اہل السنّت سے پیش ہوئے تو لعل حُسین صاحب بہت ہی شرمندہ اور کھسیانے سے ہو کر خاموش ہو گئے ۔ خدا بھلا کرے سیّد مظفّر علی شاہ صاحب بخاری سُنّی کا جنہوں نے اہل السُنّت کے بانیانِ مناظرہ میں سے ہونے کے باوجود یہ فیصلہ دے دیا کہ سقیفہ اور جنازۂ رسُولؐ کا ذکر خارج از مبحث نہیں ۔ کیونکہ خود ہماری کتابوں میں اس کا ذکر موجود ہے ۔ جس کو ہماری بات میں شک ہو ، سیّد مظفر علی صاحب بخاری سُنّی المذہب سے تصدیق کر سکتا ہے ۔ اس تفصیل کے بعد لعل حسین صاحب ٹھنڈے پڑ گئے ۔ اس حقیقت کو مولوی محمّد صدیق صاحب تاندلوی اور مولوی دوست محمّد صاحب قریشی نے اپنی مرتبہ روئیداد کے ص۱۵ پر بدیں الفاظ چھپایا ہے کہ " بالآخر شیعی مناظر نے تعلق ظاہر کرنے کی کوشش کی " یہ نہ لکھا کہ شیعہ مناظر نے ہماری کتابوں کے مندرجہ بالا حوالے دے دیئے اور موضوع کی تعریف کی اور سیّد مظفّر علی شاہ صاحب نے ہمارے خلاف فیصلہ دے کر ہم کو جھوٹا کر دیا ۔ تب ہم خاموش ہو گئے ۔

چنانچہ یہ بھی لعل حسین صاحب کے دخل در معقولات کی حقیقت - جو وقت اس بحث پر صرف ہوا وہ مبلغِ اعظم کے وقت میں شامل نہ کیا گیا -

اس کے بعد قبلہ مبلّغِ اعظم نے پھر تقریر شروع کی - کہ حضورؐ یہ وعدۂ خلافت تو ایمان والوں سے ہے - جن کے اعمال صالح ہوں اور ان کی خلافت کا اعلان اللہ تعالیٰ بذریعہ رسُول کرے جیسے پہلے خلفاء کا کر چکا ہے - اور اس کے واسطے سے دین محکم ثابت کرے گا - اور خوف کے بعد اُن کو امن آئے گا اور وہ اللہ کی عبادت کریں گے اور وہ شرک ہرگز نہ کریں گے - اور اُن کی خلافت کا مُنکر اور مخالف فاسق ہو گا -

اوّلاً ایمان کامل کی شرط ہے - مگر ایمان ثلاثہ ثابت نہیں - شرائط ایمان سامنے رکھئے اور اپنے خلفاء کا ایمان ثابت کیجئے - اس کے بعد آپ نے مندرجہ ذیل آیاتِ قرآنیہ پیش کیں :-

انّما المومنون اٰمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولٰئک ھم الصٰدقون -

(پ۲۶ الحجرات)

یعنی سوائے اس کے نہیں - کہ مومن وہ ہیں جو ایمان لائے ساتھ اللہ اور رسُولؐ کے - پھر اُنہوں نے شک نہ کیا اور اُنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا - وہی سچے لوگ ہیں -

وعدَ اللہُ الّذینَ اٰمنوا

پس ثابت ہوا کہ ایمان کے لئے تصدیق اور اطمینانِ قلب کی ضرورت ہے - لیکن مشکل تو یہ ہے کہ مندرجہ صفاتِ ایمان ثلاثہ صاحبان کو نصیب نہیں - پھر آپ نے اہل السنّت کی کتابوں سے عمر کا شک فی النّبوۃ پیش کیا تفسیر خازن ص۱۷۳ جلد۶ ، اور درمنثور ص۷۷ جلد۶ سے یہ عبارت پڑھی قال عمر واللہ ماشککت منذ اسلمت الا یومئذٍ - یعنی حضرت عمرؓ نے کہا کہ مَیں جب سے ایمان لایا تھا مجھ کو کبھی شک واقع نہ ہوا مگر آج کے دن (یعنی صلح حدیبیہ کے دن) پھر اہل السنّت کی مشہور کتاب فتح الملہم شرح صحیح مسلم جلد۲ ص۳۶۱ سے یہ عبارت پیش کی :-

فوقع فی صدر عمر شئی عرفہ النبی فی وجھہ فقال

پس حضرت عمر کے سینے میں کوئی ایسی چیز واقع ہوگئی جس کو حضورؐ نے اس کے چہرے سے

فضرب فی صدرہ وقال ابعد شیطانا۔	پہچان لیا۔ پس آپ نے اسکے سینے پر ہاتھ مار کر کہا کہ عمرؓ اپنے سینے سے شیطان کو دور کر۔

وهم لا یشرکون بی شیئا

آپ نے لا یشرکون بی شیئا کے متعلق فرمایا کہ خلیفۃ اللہ کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔ مگر ابوبکرؓ میں بعد اسلام بھی شرک چیونٹی کی چال سے زیادہ باریک چلنے کی گواہی خود رسالت مآبؐ نے دی ہے۔ دیکھو ادب المفرد۔ مصنفہ امام بخاری ص۱۰۵ اور درّ منثور جلد دوم ص۵۴

یا ابا بکر الشرك فیکم اخفیٰ من دبیب النمل فقال ابوبکر وهل الشرك الا من جعل مع اللہ الٰھا اخر فقال النبیؐ والذی نفسی بیدہ الشرك اخفیٰ من دبیب النمل (ادب المفرد ص۱۰۵)	حضورؐ نے فرمایا اے ابوبکرؓ تمہارے اندر شرک چیونٹی کی چال سے باریک چل رہا ہے۔ ابوبکرؓ نے کہا حضورؐ شرک تو اللہ کے ساتھ غیر اللہ کو شریک کرنے کا نام ہے۔ حضورؐ نے قسم کھا کر فرمایا کہ شرک تمہارے اندر چیونٹی کی چال سے بھی باریک چل رہا ہے۔

اب فرمائیے کہ جن کے اندر بعد از اسلام بھی شرک باقی ہو، ان کو خلیفۃ اللہ اور خلیفۃ الرسولؐ کہنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔

وعملوا الصّٰلحٰت

باقی رہے اعمال صالح۔ تو خاتونِ قیامت کو ناراض کرنا اور ان کے گھر کو آگ لگانے کی کوشش کرنا اور جہادوں سے فرار کرتے رہنا اور حضورؐ کے آخری وقت میں تعمیلِ ارشاد کی بجائے ہذیان کی نسبت حضورؐ کی طرف کرنا اور ایک ایسی وصیّت لکھنے میں مخل ہونا جو قیامت تک اُمّت کی ہدایت کی ضامن تھی اگر یہی اعمال صالح ہیں تو عملوا الصّٰلحٰت کی شرط بے شک آپ کے خلیفوں میں پائی گئی ہے ورنہ نہیں ......

ناراضگی بنتِ رسولؐ اللہ

پھر آپ نے اپنے دعویٰ کی تائید میں بنتِ رسولؐ کا ناراض اور غضبناک ہونا بخاری شریف ص۴۳۵ جلد اوّل باب الخمس سے پیش کیا کہ :-

فغضبت فاطمة بنت رسول الله فهجرته فلم تزل مهاجرته حتى توفيت -

یعنی بی بی پاک ابوبکرؓ پر ناراض ہوگئیں اور قطع تعلقی اختیار کرلی حتیٰ کہ وفات پاگئیں -

اور صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۹۱ پر ہے کہ رسولؐ کی بیٹی نے ان کو اپنے جنازے کی شرکت سے بھی روک دیا تھا اور دخترِ رسولؐ کے گھر کو آگ لگانے کا قصہ عقد الفرید جلد ۳ ص۶۳ تاریخ طبری جلد ۳ ص۱۹۸، الفاروق ص۷۹ سے پیش کیا۔

امر اوّل :- خدا نے اُن کو خلیفہ بنایا ہی نہیں جس کا خود اُن کو اقرار ہے - دیکھو کتاب بخاری جلد ۲ ص۲۲۷ اور صحیح مسلم جلد اوّل صفحہ ۱۲۰ ترمذی ص۳۷

يستخلفنهم في الارض

عن عبد الله بن عمر قال قيل لعمر بن الخطاب استخلف قال ان استخلف فقد استخلف ابوبكر وان لم استخلف فلم يستخلف رسول الله صلى الله عليه وسلم (ترمذی)

یعنی حضرت عمرؓ نے کہا کہ اگر مَیں خلیفہ مقرر کروں تو میرا عمل سُنّتِ ابوبکرؓ پر ہوگا - اور اگر نہ کروں تو موافق رسول اللہؐ - کیونکہ رسول اللہؐ نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا -

حتّٰی کہ تفسیر ابن کثیر جلد ۴ ص۵۹۵ پر حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ معلوم نہ ہوسکا من الخليفة بعده یعنی حضورؐ کے بعد خلیفہ کون ہے -

باقی رہا سوال غلبہ کا سو قرآن میں غلبہ کا کوئی لفظ نہیں ہے البتہ تمکین دین کا لفظ ہے جس کے معنے بقول شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ رفیع الدین صاحب محکم اور ثابت ہونے کے ہیں - اور محکم وہ دین ہے جس کے اصول محکم ہوں - دینِ ثلاثہ کہاں محکم ہوا

جن کا کوئی اصول ہی نہیں ہے۔ کہیں شوریٰ تو کہیں اجماع اور کہیں غلبہ۔

حضرات! محکم اور ثابت مذہب اہل بیتِ رسولؐ کا مذہب ہے جس کے دلائل مضبوط اور اٹل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مذہب اہل بیتؑ کے پیرو باوجود مصائب و آلام کے ہمیشہ ثابت قدم رہے ہے۔ جیسا کہ حضورؐ نے فرمایا:-

عن جابر ابن عبد اللہ یقول سمعت النبی علی المنبر یقول لا تزال طائفۃ من امتی قائمۃ بامر اللہ لا یضرهم من خذلهم وخالفهم حتی یاتی امر اللہ و هم ظاهرون علی الناس۔

(مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۴۳)

یعنی حضورؐ نے فرمایا کہ میری اُمت میں سے ایک طائفہ یعنی گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا اور امر اللہ کے ساتھ قائم رہے گا۔ اور جو شخص ان کی مخالفت یا ان کو رُسوا کرے گا، اُن کو نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ حتّٰی کہ اللہ کا امر آجائے گا اور وہ حق پر قائم اور غالب رہیں گے۔

اب یہ گروہ ثلاثہ کا گروہ تو ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ اس گروہ میں یزید و مروان جیسے بھی شامل ہیں۔ دیکھو شرح فقہ اکبر مُلّا علی قاری صفحہ ۸۴۔ تو بلا شُبہ یہ گروہ آئمہ طاہرین کا گروہ ہی ہو سکتا ہے۔ جس کی شان میں قرآن مجید میں اللہ پاک نے فرمایا کہ:-

و ممن خلقنا امۃ یهدون بالحق و به یعدلون۔

یعنی ہماری خلقت سے ایک اُمّت ایسی ہوگی جو ہمیشہ حق کے ساتھ ہدایت پائے گی۔

چنانچہ اسی اُمّت کے آئمہ اور اُمّت دونوں کو محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ یا علی انت و شیعتك فی الجنۃ (صواعق محرقہ صفحہ ۹۶)

باقی رہا خوف کا امن سے بدلنا۔ تو ثلاثہ پر نہ مکّے میں کوئی خوف تھا نہ مدینے میں۔ حضرت ابوبکر تو مکّے میں ابن الدغنہ کافر کی پناہ میں رہے۔ جیسا کہ بخاری جلد اوّل صفحہ ۵۵۲ میں ہے کہ:-

فقال ابن الدغنۃ فان

یعنی ابن الدغنہ نے حضرت ابوبکر

ولیمکنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم

ولیبدلنهم من

ابوجہل کا عمرؓ کو امن

مثلك يا ابا بكر لا يخرج ولا يخرج۔

سے کہا کہ اے ابوبکر تیرے جیسا نہ تو مکے سے نکل سکتا ہے اور نہ نکالا جا سکتا ہے

اور حضرت عمرؓ ابوجہل کی پناہ میں رہے۔ دیکھو مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۶۳ کہ:۔

پس ایستادہ خال من کہ مراد ابوجہل است و بر حجر و اشارت کرد باہل مکہ و گفت آگاہ باشید بتحقیق امان دادم۔ من ابن اخت خود را۔

کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا ابوجہل میرے ماموں نے پتھر کی سل پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے اہل مکہ کو کہا کہ خبردار ہو جاؤ میں نے اپنی ہمشیرہ کے بیٹے کو پناہ دے دی ہے۔

باقی رہا عثمان سو وہ بنی اُمیہ سے تھا۔ ابوسفیان وغیرہ ان کی پُشت پناہ تھے اور انہی کے حوصلہ پر حضرت عثمان صلح حدیبیہ کے دن مکے چلے گئے تھے۔ ویسے بھی یہ سُورت مدنی ہے۔ اور مدینہ میں ثلاثہ اور دیگر مسلمانوں پر کوئی خوف تھا ہی نہیں۔ کیونکہ مسلمانوں کی حکومت بن چکی تھی بلکہ ثلاثہ کو تو اُلٹا امن کے بعد خوف آ گیا تھا کہ جب حاکم بنے امن تھا، پھر عمر کی موت ابولؤلؤ کے خنجر سے ہوئی اور حضرت عثمان کا محاصرہ ان کے دارالحکومت مدینہ میں باغیوں نے چالیس دن تک کیا، اور قتل ہو گئے اور مسلمانوں کے قبرستان میں کسی نے جنازہ بھی نہ پڑھنے دیا اور مقابر یہود میں دفن ہوئے۔ (دیکھو تاریخ طبری جلد ۵ صفحہ ۴۳)

چنانچہ یہ خوف جس کا اس آیت میں ذکر ہے آئمہ طاہرین کا خوف ہے۔ جس کو خداوند عالم نے ولنبلونکم بشئ من الخوف الخ (پارہ ۲۔ البقرہ) کے الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

استدلال نمبر ۷ کا جواب مبلغ اعظم نے جو دیا تھا اس کو صدیق صاحب ہضم فرما گئے اور وہ یہ تھا کہ ولنورثنھم من ارض الکفار من العرب والعجم کا قول ضعیف ہے۔ کیونکہ ماتحت "قیل" ہے اور اس سے قبل" او المعنی" کا حرف "او" حرف تردید ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آیت کے لوگوں نے دو معنی لئے ایک تو خلفاء حق کا وجود، دوسرا بادشاہوں اور ساکنانِ ارض کا وارث ہونا۔

استدلال نمبر ۲ کا جواب

اس کے بعد دوسرے قول کی تردید کرکے صاف لکھتے ہیں کہ فالمراد بالذین اٰمنوا الذین صدقوا باللہ و رسولہ و بجمیع ما یجب التصدیق بہ حق التصدیق و عملوا جمیع الاعمال الصالحۃ و لم یخلوا بشیئ منہا و ہم الائمۃ علیہم السلام یستخلفنہم فی الارض ای یجعلہم خلفاء۔

کہ مراد اُن لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں وہ ہیں جنہوں نے اللہ و رسولؐ کی تصدیق ہر واجب التصدیق میں کی ۔ حق تصدیق کا۔ اور ان کے تمام اعمال صالح ہیں ۔ اُنہوں نے کسی چیز کو نہ چھوڑا۔ بلکہ ہر امر پر عمل کیا۔ اور وہ آئمہ طاہرین علیہم السلام ہیں۔ انہی کو خدا نے خلیفہ فی الارض بنایا ہے کیونکہ یہی اہل بیت سے مروی ہے ۔ دیکھو صاف لکھتے ہیں کہ کما استخلف الذین من قبلہم ہو ان جعل الصالح الخلافۃ خلیفۃ مثل اٰدم و داؤد و سلیمان و یدل علی ذالک قولہ انّی جاعلٌ فی الارض خلیفۃ و یا داؤد انّا جعلناک و قولہ فقد اٰتینا اٰل ابراہیم الکتاب والحکمۃ و اٰتیناہم ملکاً عظیماً وعلی ھذا اجتماع العترۃ الطاہرۃ و اجماعہم حجۃ لقول رسول اللہ انی تارک فیکم الثقلین الخ (مراۃ العقول ص۱۴۷ جلد اول)۔

کہ حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے مروی ہے کہ الذین اٰمنوا و عملوا الصّٰلحٰت سے مراد رسولِ کریمؐ اور آئمہ اہل بیتؑ ہیں ۔ اور یہ آیت ان کی خلافت کی بشارت کو متضمن اور شامل ہے اور امام آخر الزمان کے وقت میں خوف امن میں بدل جائے گا اور مراد کما استخلف الذین من قبلہم سے یہ ہے کہ صالح للخلافت کو اللہ تعالےٰ خلیفہ کرے گا ۔ جیسے آدم ، داؤد اور سلیمان علیہم السلام کو کیا۔ اور یہ آیت اس امر پہ دلالت کرتی ہے کہ میں نے (خدا نے) آلِ ابراہیمؑ کو کتاب اور حکمت اور ملکِ عظیم کی بادشاہت دی ۔ اسی پر عترت طاہرہ اور اہل بیتؑ کا اجماع ہے اور ان کا اجماع بقول رسالتمآب اِنّی تارِکٌ فیکُمُ الثقلین حجت ہے۔

مُبلّغِ اعظم نے فرمایا، حضرات! یہ ان کی کتنی خیانت ہے کہ قولِ اہل بیتؑ جس پر اُن کا اجماع ہے اس کو تو چھپاتے ہیں اور جس کی صاحب مرأۃ العقول تردید کر کے غلط ثابت کر رہا ہے اس کو پیش کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میرے دوست شیعہ کتب تو درکنار۔ اگر سُنّی کتب سے بھی یہ دکھا دیں کہ ثلاثہ نے اپنی خلافت کے لئے اس آیت سے کبھی استدلال کیا ہو یا کبھی یہ دعویٰ کیا ہو کہ یہ آیت ہمارے حق میں نازل ہوئی ہے تو مُنہ مانگا انعام لیں۔ ورنہ مدعی سُست اور گواہ چُست کا کچھ مطلب نہیں۔ مَیں دعوے سے کہتا ہُوں کہ قیامت تک نہ دکھا سکیں گے۔ آیئے مَیں اہلِ سُنّت کی کتابوں سے دکھاؤں کہ یہ آیت آئمہ اہل بیتؑ کے حق میں ہے۔

عن عطية وعد الله الذين امنوا منكم وعملوا الصّلحت ليستخلفنهم فى الارض قال اهل بيت ههنا واشارة بيده الى القبلة (تفسیر درّ منثور جلد ۵ ص۵۵) یعنی آیت استخلاف اہل بیتؑ کے حق میں ہے اور اہل بیتؑ سے مراد اس قبلہ کے اہل ہیں۔

مولٰینا محمد اسماعیل صاحب نے اس پر بہت زور دیا کہ جس طرح مَیں نے مخالف موافق کی حدیثوں سے یہ ثابت کیا کہ یہ آیت اہل بیتؑ اور آئمہ معصومینؑ کے حق میں نازل ہوئی ہے، سُنّی مناظر کو چاہیئے کہ حضورؐ کی مرفوع متصل حدیث سے یا ثلاثہ میں سے کسی کے قول سے یہ ثابت کرے کہ آیۂ استخلاف کا نزول بحق ثلاثہ ہُوا ہے۔ ورنہ قیاس اور جوڑ توڑ دلیلِ محکم نہیں بن سکتے، مگر نہ کر سکے۔

اس بہانگِ دُہل اعلان سے شیعہ خوشی سے اُچھل اُچھل پڑتے تھے، اور چاہتے تھے کہ نعرہ ہائے حیدری سے اپنے جذبات کا اظہار کریں۔ لیکن مبلّغِ اعظم نے حفظِ امن کی خاطر سختی سے روک دیا۔

استدلال نمبر ۳:۔ بحوالہ قمیؔ کے جواب میں مولانا محمد اسماعیل صاحب نے فرمایا کہ حضرات یہاں بھی سُنّی مناظر خیانت کرنا چاہتا ہے۔ اگر ہمّت ہے تو قمی شریف کی ساری عبارت پڑھے اور پیش کرے۔ کانٹ چھانٹ کرنا خیانت ہے۔ پوری عبارت پڑھو۔ تاکہ خلافت ابوبکر و عمرؓ کی قلعی کھل جائے۔ پھر دیکھو کہ یہ خلافتِ راشدہ کی پیشگوئی ہے یا خلافتِ شر اور جور و ظلم کی۔ چونکہ سُنّی مناظر اپنی چوری کو جانتا تھا اس لئے وہ تو نہ سُنا سکا

البتہ مبلغ اعظم نے خود تفسیر قمی ہاتھ میں لی اور عوام کو یہ پوری عبارت سنائی۔

استدلال نمبر۳ کا جواب :۔

قال علی بن ابراهيم كان سبب نزولها ان رسول اللّٰه كان فى بعض بيوت نسائه وكانت مارية القبطية تكون معهٗ تخدمهٗ فكان ذات يوم بيت حفصة فذهبت حفصة فى حاجتها فتناول رسول الله مارية فعلمت حفصة بذالك فغضبت واقبلت على رسول الله فقالت يا رسول الله هذا فى يومى وفى دارى وعلى فراشى فاستحىٰ رسول الله منها فقال كفى فقد حرمت مارية على نفسى ولا اطائها بعد هذا ابداً وانا افضى اليك سرّاً فان انت اخبرت به فعليك لعنة الله والملٰئكة والناس اجمعين فقالت نعم ما هو قال ان ابا بكر يلى الخلافة من بعدى ثم من بعده ابوك فقالت من اخبرك بهذا قال الله اخبرنى فاخبرت حفصة عائشة فى يومها بذالك فاخبرت عائشة ابا بكر فجاء ابوبكر الى عمر فقال له ان عائشة اخبرتنى عن حفصة بشئ ولا اثق بقولها فاسئل انت حفصة فجاء عمر الى حفصه فقال لها ما هذا الذى اخبرت عنك عائشة فانكرت بذالك فقالت ما قلت لها عن ذالك شئ فقال عمر ان كان ذالك حقاً فاخبرينى حتى نتقدم فيه فقالت نعم قد قال ذالك رسول الله فاجتمعوا اربعة على ان يسموا رسول الله فنزل جبريل على رسول الله بهذه السورة الخ (تفسیر قمی مطبوعہ ایران ص۶۸۶)

ترجمہ :۔ علی بن ابراہیم قمی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سورۃ تحریم کا شانِ نزول یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنی کسی بیوی کے گھر میں رونق افروز تھے اور جناب ماریہ قبطیہ حضور کی خدمت کر رہی تھی۔ اور ایک دن حضرت حفصہ کے گھر میں تھے

حضرت حفصہ باہر گئی تو حضورؐ نے ماریہ قبطیہ سے مباشرت فرمائی۔ حضرت حفصہ کو اس کا پتہ چل گیا۔ وہ غضب ناک ہوگئی اور کہنے لگی کہ یا رسول اللہ یہ کام میرے دن اور میرے ہی بستر پہ حضورؐ نے از راہ حیا اس سے کہا کہ رُک جا، ایسے کلمات نہ کہہ۔ مَیں نے ماریہ کو اپنے نفس پر حرام کر دیا اور اس کے بعد کبھی اس سے مجامعت نہ کروں گا۔ اور مَیں تجھ کو ایک راز بتلاتا ہوں۔ پس اگر تُو نے اس کو ظاہر کیا تو تجھ پہ اللہ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی۔ اس نے کہا حضورؐ بہت اچھا، مَیں ہرگز ظاہر نہ کروں گی۔ آپ نے فرمایا کہ میرے بعد ابوبکر خود خلافت کا والی بن جائے گا اور اس کے بعد تیرا باپ۔ اُس نے کہا حضورؐ آپ کو یہ خبر کس نے دی ہے۔ فرمایا مجھ کو اللہ نے خبر دی ہے۔ پس حفصہ نے عائشہ کو اُسی روز اس کی خبر دے دی اور عائشہ نے ابوبکر کو خبر دے دی۔ پھر ابوبکر عمرؓ کے پاس گیا کہ عائشہ نے مجھے حفصہ کی زبانی کچھ بتلایا ہے مگر مَیں اس کی بات پہ اعتماد اور بھروسہ نہیں کرتا، تُو خود حفصہ سے پوچھ۔ چنانچہ عمرؓ حفصہ کے پاس آیا اور کہا وہ کیا خبر ہے جو تُو نے عائشہ کو دی ہے۔ حفصہ نے انکار کیا اور کہا میں نے کچھ نہیں کہا۔ عمر نے کہا سچ تبلا۔ اگر وہ خبر سچی ہے تو ہم اس کیلئے کوئی اقدام کریں۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! یہ تھی وہ عبارت جس کو میرا مقابل دوست قطع و برید کر کے اس کا صرف ایک ٹکڑا پیش کر کے عوام کو دھوکہ دینا چاہتا تھا۔ تاکہ اُس کے بزرگوں کے زہر خورانی کے قصے چھپے رہیں اور جس جز کے اظہار پہ خدا کی لعنت کی وعید کا ذکر ہے وہ منظرِ عام پہ نہ آئے۔ الغرض یہ تو ابوبکر اور عمرؓ کے خلافت کو غصب کرنے کی پیشین گوئی ہے۔ جس کے فاعل فعل مختار ابوبکر و عمرؓ خود ہوں گے۔ اس میں یہ ذکر کہاں ہے کہ ابوبکر کو مَیں اور میرا خدا خلیفہ بنائے گا۔

آپ نے دورانِ تقریر فرمایا کہ قرآن و حدیث سے خلافت کے بارے میں چار قسم کی نص ملتی ہے۔

۱۔ انی جاعل فی الارض خلیفۃ (پ البقرہ) ۲۔ یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض ۳۔ یا ھارون اخلفنی فی قومی (اعراف)	نصوص از قرآن برائے خلافت

۴۔ انت خلیفتی من بعدی (خصائص نسائی صنہ مطبوعہ لاہور)۔

مگر ابوبکر اور عمر کے لئے ان میں سے کسی قسم کی بھی نہیں ملتی - اور یہ تو ظلم اور جور کی خلافت کی خبر ہے ورنہ اظہار پر لعنت کیوں؟ اور اگر یہ خلیفے راشد ہوتے تو حضورؐ کو زہر دینے کے ارادے کیوں کرتے - اگر یہ روایت غلط ہے تو آپ نے پیش کیوں کی اور اگر ایک ٹکڑا صحیح ہے تو باقی کیوں صحیح نہیں - اگر پیش کرنی ہے تو پوری پیش کرو - ورنہ سب چھوڑ دو تاکہ تمہارے ابوبکر اور عمر کی حقیقت چھپی رہ جائے -

آپ نے فرمایا کہ یلی الخلافۃ من بعدی کا صحیح ترجمہ سمجھنے کیلئے ابن ماجہ صلا ۲۱ پر یہ روایت ملاحظہ فرمائیں مطلب واضح ہو جائے گا کہ عن عبد اللہ بن مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال سیلی امورکم بعدی رجال یطفئون من السنۃ ویعلمون بالبدعۃ -

یعنی عنقریب میرے بعد مسلمانوں کے امور کے والی (خلیفے) ایسے لوگ ہوں گے جو میری سنتوں کو مٹائیں گے اور بدعات پر عمل کریں گے - آپ نے کہا ان دونوں خلافتوں میں یلی فعل اور بعدی قدرِ مشترک ہیں - فرق صرف اتنا ہے کہ یہاں فاعل رجال ہے اور وہاں بالتصریح ابوبکر اور عمر کے نام ہیں اور دونوں حدیثیں بطور پیشین گوئی فرماتی ہیں - آئندہ حالات کے لئے ایسی پیشین گوئیاں تو آپ نے بنی امیہ کے متعلق بھی فرمائی ہیں کہ عن الحسن بن علی رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ اری فی منامہ بنی امیۃ یعلون منبرہ خلیفۃ فشق ذالک علیہ فانزل اللہ انا اعطیناک الکوثر و انا انزلناہ فی لیلۃ القدر - یعنی حضرت حسن علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضورؐ نے دیکھا کہ بنی امیہ یکے بعد دیگرے خلیفہ خلیفہ ہو کر آپکے منبر پر چڑھ رہے ہیں - آپ کو یہ بات شاق گذری اور بری معلوم ہوئی - پس اللہ نے فرمایا کہ یہ دنیا ہے اور میں نے تجھے حوضِ کوثر دے دیا ہے اور لیلۃ القدر دے دی ہے - (تفسیر ابن جریر جلد ۳۰ صلا ۱۴۲) -

اب یزید کے متعلق بھی سن لیجئے - عن ابی الدردا قال سمعت النبی یقول اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیۃ یقال لہ یزید - حضورؐ نے فرمایا کہ جو پہلے میرے طریقوں کو بدل دے گا وہ بنی امیہ میں سے ایک آدمی ہوگا جس کا نام یزید ہوگا - (صواعق صلا ۱۳۲)

بلکہ ایسی پیشین گوئیاں تو قرآن مجید میں بھی موجود ہیں۔ فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحامکم اولٰئك الذین لعنھم اللّٰہ فاصمھم و اعمٰی ابصارھم ۔ (پ سورہ محمدؐ)

ترجمہ:۔ پس کیا ہو تم نزدیک اس بات کے کہ اگر والی ہو تم حکم کے یہ کہ فساد کرو بیچ زمین کے اور کاٹو قرابتیں اپنی یہ لوگ ہیں جن کو لعنت کی اللہ نے ۔پس بہرہ کر دیا اور اندھا کر دیا آنکھوں ان کی کو۔

استدلال نمبر ۴ کی حقیقت :۔

استدلال نمبر ۴۔ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون کے جواب میں مبلغ اعظم نے فرمایا۔ کہ شاید میرے مقابل دوست تفسیر جلالین بھی نہیں پڑھے ہوئے ۔ان کی اپنی تفسیر جلالین ص۲۷۸ میں ہے کہ ان الارض ارض الجنۃ یعنی قول یہی ہے کہ اس ارض سے مراد ارض جنت ہے یعنی جنت کی زمین ۔ اور تفسیر بیضاوی جلد ۲ ص۳۶ علی حاشیہ القرآن میں بھی ہے کہ ان الارض ارض الجنۃ کہ اس سے جنت کی زمین مراد ہے اور یہی تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص۲۰۱ میں ابن عباس سے مروی ہے۔

اور اگر اس سے ارض دنیا بھی مراد لی جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وارث تو صالحین ہیں غیر صالح نہیں ۔ یہ شرط صالحیت ثلاثہ میں مفقود ہے ۔لہٰذا مخالفین کا قبضہ مخالفانہ اور ناجائز ہے جو کبھی دور کر دیا جائے گا ، اور اس کی مدت ظہور مہدی آخر الزمان ہے ۔جیسا کہ مشکوٰۃ شریف کے ص۴۶۹ پر بایں الفاظ مرقوم ہے کہ قال رسول اللّٰہ یکون فی اٰخر الزمان خلیفۃ یقسم المال ولا یعدہ ۔ کہ حضورؐ نے فرمایا کہ آخر زمانے میں ایک خلیفہ ہوگا جو مال کو بغیر گننے کے تقسیم کرے گا۔

پھر آپ نے اس صحیح وارث زمین خلیفے کا خاندان ان لفظوں میں فرمایا کہ یقول المھدی من عترتی من اولاد فاطمۃ یعنی مہدی میری عترت میں سے ہوگا ۔ یعنی اولاد فاطمہ سے ہوگا۔ (مشکوٰۃ ص۴۷۰)

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات ! جن صالحین کو خدا نے وارث زمین کیا وہ یہ نہیں ہیں کہ کوئی تو رسولؐ کی بیٹی کو حق پدر سے محروم کر دے اور کوئی یہ مغصوبہ علاقہ

مروان جیسے راندۂ بارگاہِ رسولؐ کو دے کر ظلم و جور کی مثال قائم کر دے۔ بلکہ اس وارثِ ارض کی شان مشکوٰۃ صـ۴۷۱ سے ملاحظہ فرمایئے کہ فیبعث اللّٰہ رجلا من عترتی و اھل بیتی فیملاء بہ الارض قسطاً و عدلاً کما ملئت ظلماً و جوراً۔

یعنی حضورؐ نے فرمایا کہ خداوند عالم میرے اہل بیتؑ سے ایک آدمی کو مبعوث کرے گا۔ جو ظلم اور ستم سے بھری ہوئی زمین کو عدل اور انصاف سے بھر دے گا۔

اور ظاہر ہے کہ سُنّی علماءؒ زمین کے وارث نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ان کا قبضہ قہر و غلبہ کا قبضہ ہے۔ اللہ و رسولؐ نے ان کو وارث نہیں بنایا نہ ان کے حق میں کوئی نص آئی۔ لیکن چونکہ اہل بیت عظام اور امام آخر الزمانؑ کے حق میں نصوص ہیں لہٰذا وہی دین و دُنیا کے وارث ہیں اور اگر قہر و غلبہ ہی وراثتِ ارض کی دلیل مان لی جائے تو معاویہ اور یزید بھی وارث ارضِ مقدس ماننے پڑیں گے۔ کیونکہ ان کو بدرجۂ اولیٰ قہر و غلبہ حاصل تھا۔

اور ہماری تفسیر صافی اور قمی میں بھی اس سے مراد حضرت قائم آلِ محمدؐ امام مہدی علیہ السلام ہیں۔

مُبلغ اعظم نے زوردار آواز سے مطالبہ کیا کہ جس طرح کی نصوص میں نے اہل بیتؑ کے لئے پیش کی ہیں۔ اگر تم ایک بھی بزبانِ رسولؐ یا ثلاثہ کے کسی قول سے ثابت کر دو تو انعام لو۔ لیکن فرضی فتح کے ڈھنڈورے پیٹنے والوں کی حالت میدانِ مناظرہ میں قابلِ دید تھی۔ "نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن" سُنّیوں کے تمام فرقوں کے علماء ثلاثہ کے لئے ایک نص بھی پیش نہ کر سکے۔

استدلال نمبر ۵ کی حقیقت :-

استدلال نمبر ۵۔ وَ الَّذِینَ اٰمنوا و ھاجروا فی سبیل اللّٰہ من بعد ما ظلموا لنبوئنھم فی الدنیا حسنۃ (پ۱۴ سورۃ النحل) کے جواب میں فرمایا کہ جناب مناظر صاحب! یہ تو ان صحابہ کے حق میں ہے۔ جن پر ظلم کیا گیا ہجرتیں کیں، محبوس اور قید رہے۔ قسم قسم کے کفار کے ظلم سہتے رہے۔ فرمایئے! آپ کے ثلاثہ کہاں قید رہے بلکہ ان کو ابن دغنہ، ابوجہل اور ابوسفیان کی پناہ ملی رہی۔ اس

راد تو حضرت بلال صہیب وغیرہ ہیں ۔ جیسا کہ آپ کی تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے ۔

الغرض اس سے مراد مظلوم صحابہ ہیں جو مکہ میں قید و بند کی مصیبتیں سہتے رہے اور مدینہ میں پناہ مل گئی ۔ آپ کے ثلاثہ کب مظلوم ہوئے تھے ۔ اور بیضاوی میں تو ان صحابہ کرام کا نام بھی آگیا ہے جن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی ۔ کہ وھم بلال وصہیب و جندب وعمار و عابس و ابوجندل و سھیل رضی اللہ عنھم ۔ (بیضاوی جلد ۲ ص ۲۵۷) ۔

مُبَلِّغِ اَعْظَم زوردار روانی کے ساتھ تقریر فرما رہے تھے اور سُنّی علماء رات کے خاموش اندھیرے میں اپنی خجالت چھپائے بیٹھے تھے ۔ وہ منظر قابلِ دید تھا ۔ جب مبلغ اعظم شیرانہ گونج کے ساتھ پکار پکار کر سُنّی علماء سے خطاب کر رہے تھے کہ آؤ اگر جرأت ہے تو ثلاثہ کو من بعد ما ظلموا کے مصداق کر دکھاؤ ۔ ارے ہماری کتابوں میں سے نہ سہی اپنی ہی کتابوں سے ثابت کر دو ۔ مگر سُنّی علماء کانھم علی رؤسھم الطیر بھیگی بلی بنے بیٹھے تھے ۔

تقریر مناظر اہل السنت

حضرات! مولوی محمد اسماعیل صاحب بہت ہی گھبرا چکے ہیں۔ ؎

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

جب مولوی صاحب کو دلائل نہیں ملتے تو خلافِ موضوع باتیں بیان کرتے ہیں خیر میں آپ کو نہ چھوڑوں گا، آپ مجھ سے بھاگ کب سکتے ہیں۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ آیت نمبر ۱ کا مفہوم غلط پیش کیا اور باقی آیتوں کو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ اصل میں مولوی صاحب کی یہی ہار جانے کی علامتیں ہیں۔ مولانا جو چاہیں موضوع بدل لیں میں آپ کی ہر دلیل کا جواب دوں گا۔

دیکھئے میرے ہاتھ میں اصول کافی ہے۔ اس کے صـ۲۸۶ میں ہے لما قبض رسول اللہ صلعم صلت علیہ المہاجرون والانصار فوجاً فوجاً۔

دیکھئے آپ کی اس کتاب مصدقہ مہدی میں ثبوت موجود ہے کہ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد مہاجرین و انصار نے فوج فوج ہو کر نماز پڑھی۔ مولوی صاحب میں نے جنازہ رسول پڑھنے کا ثبوت دے دیا۔ ذرا مہربانی کر کے سو روپے بھیج دو لیکن شیعہ سو روپیہ پیش نہ کر سکے۔

دوسرا حوالہ لیجئے "جلاء العیون" اردو صـ۹۱ میں ہے۔ ابوبکرؓ آگے کھڑے ہو کر جنازہ پڑھنا چاہتے تھے۔

شیعی مناظر کے اعتراضات کے جوابات۔

باقی جو شیعی مناظر نے مسلم کی حدیث پڑھی ہے وہ تو ہمارے مذہب کے قطعاً مخالف نہیں ہے۔ اس لئے کہ ہم نبیؐ کی طرف سے منتخب کردہ مانتے ہی نہیں۔ بلکہ ہم مہاجرین و انصار کے مشورے سے منتخب شدہ خلیفہ تسلیم کرتے ہیں۔

رہا آپ کا خلافتِ علمی کہنا وہ بھی غلط۔ کیونکہ اگر خلافتِ علمی مراد ہے تو پھر غضب کیا کیا خلافتِ علمی کو بھی کوئی چھین سکتا ہے؟

آمدم بر سرِ مطلب!

استدلال نمبر ۶:۔ نہج البلاغۃ صہ میں ہے انما الشوریٰ للمھاجرین والانصار۔ کہ خلافت میں مشورہ کرنا مہاجرین و انصار کا حق ہے۔ فرمائیے آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہے۔ آپ پر مرآۃ العقول والی عبارت قرض ہے اس کا جواب آپ نے ضرور دینا ہے۔

تقریرِ مناظرِ شیعہ

آپ نے آیت استخلاف کو مکرر پڑھا اور سُنّی مناظر سے ثلاثہ کے مصداق آیت استخلاف ہونے کا ثبوت طلب کیا۔ اور پھر فرمایا کہ جنازہ رسولِ خدا اور ذکرِ سقیفہ کو جس قابلیت پر خلافِ موضوع قرار دیا تھا اس کی حقیقت اچھی طرح کھل چکی ہے اور خلافِ موضوع تو آپ جا رہے ہیں اور طعن مجھے دے رہے ہیں کہ بجائے ثبوت خلافت کے اثبات جنازہ خوانی کر رہے ہیں جو شاید قیامت تک نہ ہو سکے۔ جیسا کہ میں (۱) بخاری شریف (۲) شرح عقائد نسفی (۳) نبراس (۴) دُرِّ مختار، (۵) شرح مواقف وغیرہ کتب اہل السنّت سے ثلاثہ کا ترکِ دفنِ رسولؐ ثابت کر کے سقیفہ کو جانا ثابت کر چکا ہوں۔

اور یہ روایت جو آپ نے اصول کافی صہ ۲۸۶ سے صلت علیہ المھاجرون والانصار پیش کی ہے۔ اوّلاً تو یہ ضعیف ہے۔ دیکھو مرآۃ العقول شرح اصول کافی جلد اوّل صہ ۳۷۱، ثانیاً اس سے مراد ابوبکر اور عمرؓ اور ان کے رفقاءِ سقیفہ نہیں بلکہ دیگر صحابہ مراد ہیں ورنہ اثباتِ دعویٰ کیلئے ابوبکر و عمر کا نام دکھلاؤ۔

اور یہ جو آپ نے جلاء العیون صہ ۹۱ اردو سے روایت پیش کی ہے۔ کہ ابوبکر آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا چاہتے تھے بالکل تحریف ہے جلاء العیون میں کہیں یہ الفاظ نہیں ہیں بلکہ بعض مخالفین کی صلاح و مشورہ کا ذکر ہے جو سقیفہ سے واپس آگئے تھے۔ ابوبکر تو

ابھی آیا ہی نہیں تھا۔ یہ تو ان کے چیلوں چانٹوں کی شورش تھی ورنہ ابوبکر کا وہاں موجود ہونا مصرح دکھلا دیجیئے۔ میرے مقابل دوست جس جلاء العیون سے آپ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ اس میں تو صاف تصریح ہے کہ شیخ مفید و شیخ طوسی و شیخ طبرسی و جمیع محدثین فریقین نے روایت کی ہے کہ جب حضرتؐ نے رحلت فرمائی تو منافقین، مہاجرین و انصار مثل عبدالرحمن بن عوف و ابوبکر و عمرؓ وغیرہ نے اہل بیتِ رسالتؐ کو اسی حالت میں چھوڑ دیا اور ان کی تعزیت کو نہ آئے اور نہ متوجہ تجہیز و تکفینِ حضرتؐ ہوئے۔ بلکہ سقیفہ بنی ساعدہ میں غصبِ خلافت کے لیئے گئے اور اسی وجہ سے ان میں سے اکثر کو نماز جنازہ حضرتؐ نصیب نہ ہوئی۔ جناب امیرؑ نے بریدہؓ کو ان کے پاس بھیجا کہ حضرتؐ پر نماز پڑھنے کیلئے حاضر ہوں مگر یہ نہ آئے۔ یہاں تک کہ ان کی بیعت اس وقت تمام ہوئی جبکہ حضرتؐ دفن ہو چکے تھے۔

اور یہی اہل السنت کی مشہور و مستند کتاب کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۱۴۰ میں حضرت عروہ سے روایت ہے کہ عن عروۃ ان ابا بکر و عمر لم یشھد ادفن النبی و کانا فی الانصار فدفن قبل ان یرجعا۔ یعنی عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ جو حضرت ابوبکر کے خاص نواسے اور اسماء بنت ابوبکر کے فرزندِ ارجمند ہیں۔ کہ ابوبکر اور عمرؓ دونوں جنازہ اور دفن پیغمبر خدا میں حاضر نہیں ہوئے اور وہ دونوں انصار میں تھے۔ اور حضورؐ ان دونوں کے واپس از سقیفہ ہونے سے پہلے دفن کر دیئے گئے۔

لیجئے حضرات! یہ ہے آپ کے ثلاثہ کے جنازہ پڑھنے کی حقیقت جسے آپ سننے کے لئے مدت سے تڑپ رہے تھے۔ ذرا ان روایات کا جواب دیکر ابوبکر کا بالتصریح جنازہ پڑھنا ثابت تو کیجئے اور انعام لیجئے۔ اگر آپ کو ابوبکر کا نام کسی کتاب سے نہیں مل رہا تو دیگر علماء کی امداد حاصل کر لیں اور ابوبکر کا بالتصریح جنازہ پڑھنا دکھا دیں روپوں کا نام سن کر آپ کی رال تو ٹپک پڑی مگر بغیر نام دکھانے کے آپ کو کون دے۔ اب نہ سہی پھر کبھی اگر دکھا دیں تو آپ انعام کے حقدار رہیں۔

اور ہاں اردو دان حضرات جو عربی نہیں جانتے شبلی نعمانی کی الفاروق سے ثلاثہ کا ترک دفنِ رسولؐ ملاحظہ

فرمائیں۔

اس کے بعد مبلغ اعظم نے فرمایا۔ کہ حضرات دیکھ لیجئے۔ ابھی ابھی آپ کا مولوی یہ کہہ رہا تھا کہ اصحاب ثلاثہ کو اللہ نے خلیفہ بنایا ہے اور تفسیر قمی کی پیشین گوئی غصب اور ظلم کو پیش کر کے ابوبکر اور عمر کے متعلق نص پیش کر رہا تھا اور ابھی یوں پینترا بدل رہا ہے کہ "شیعی مناظر نے مسلم ص۱۱۹ اور تفسیر ابن کثیر جو پڑھی ہے وہ تو ہمارے مذہب کے قطعاً مخالف نہیں ہے۔ اس لئے کہ ہم نبیؐ کی طرف سے منتخب شدہ خلیفے ان کو مانتے ہی نہیں بلکہ ہم تو مہاجرین و انصار کے مشورہ سے منتخب شدہ خلیفے تسلیم کرتے ہیں۔

(مندرجہ الفاظ سنّیوں نے اپنی مرتبہ روئیداد میں بھی نقل کیے ہیں ص۱۱)

آپ نے فرمایا کہ میں تو آغازِ مناظرہ ہی سے یہ کہہ رہا تھا کہ ثلاثہ خدا و رسولؐ کے منتخب کردہ خلیفے ثابت کرنا چاہتی تھی۔ اب جب دیکھا کہ ایں خیال است و محال است و جنون، تو خود ہی مان گئے کہ ہم تو ثلاثہ کو نبیؐ کی طرف سے منتخب کردہ خلیفے مانتے ہی نہیں لیجئے اب مطلع صاف ہو گیا کہ جو اللہ و رسولؐ کے منتخب کردہ خلیفے نہیں وہ واجب الاطاعت نہیں اور شیعہ ان کو مانتے نہیں۔ کیونکہ واجب الاطاعت وہی ہو سکتے ہیں جن کو اللہ و رسولؐ منتخب کریں۔ اس لئے کہ اللہ و رسولؐ کے سوا کسی کو یہ حق نہیں کہ خلیفۃ الرسول مقرر کرے۔ اب آپ کی تمام سابقہ مدلولہ عمارت دھڑام سے نیچے گر گئی۔ میرا دعویٰ ثابت ہو گیا۔ آپ نے لاکھ کوشش کی مگر ثلاثہ کو خدا و رسولؐ کے منتخب کردہ خلیفے ثابت نہ کر سکے۔

(نوٹ از مؤلف) شاید اسی برتے پہ یہ حضرات اپنی فتح کا ڈھنڈورا پیٹتے پھرتے ہیں کہ ہم خود مان گئے تھے کہ ہمارے خلیفے خدا و رسولؐ کے بنائے ہوئے نہیں ہیں۔ کوئی ان شریف آدمیوں سے پوچھے کہ اگر آپ مان گئے تھے کہ ثلاثہ منجانب اللہ و رسولؐ نہیں بنے تھے تو اب تک خواہ مخواہ اپنا اور عوام کا وقت کیوں ضائع کیا اور ان کو دعوے کے اثبات میں آپ مناظرہ کرتے رہے۔ خوب!

مبلغِ اعظم نے فرمایا۔ کہ حضرات! اب میں کس بات کی تردید کروں جبکہ یہ خود ہی مان گئے کہ ہمارے خلفاء خدا اور رسولؐ کے مقرر کردہ نہیں۔ اس فقرے پہ

لے نہیں لیکن مولوی صدیق اینڈ کمپنی خواہ مخواہ ان کو خدا اور رسولؐ کے منتخب کردہ خلیفے قرار دیتی ہے۔

سُنی علماء بہت نادم ہوئے۔ شیعہ جوش ایمانی سے اُچھل اُچھل پڑتے تھے کہ تو خود ہی مان گئے کہ ہمارے خلفاء خدا و رسولؐ کی طرف سے نہیں ہیں۔

چنانچہ مبلغِ اعظم نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ حضرات! خلافت اور نبوت ہمیشہ علمی ہی ہوتی ہے۔ عدم اطاعت اور امام حق کے مقابل میں باطل امام کے کھڑے کرنے کا نام غصب ہے۔ خلافت داؤدؑ، خلافت آدمؑ۔ خلافت سلیمان اور خلافت ہارون سب علمی ہیں۔ دیکھو خلافتِ آدمؑ کی سند وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا کا علم ہے اور شیطان نافرمان اور غاصب ہے۔ اور خلافتِ داؤدؑ کی سند وعلمنا منطق الطیر (پ۱۹ النمل) ہے اور تختِ سلیمان پر بیٹھنے والا جن غاصب ہے۔ جیسا کہ آپ کی تفسیر میں مذکور ہے اور وقال موسیٰ لاخیہ ھارون اخلفنی فی قومی سندِ خلافتِ ہارونؑ ہے اور سامری غاصب ہے۔ اسی طرح اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّ بَابُهَا سندِ خلافتِ علمیہ علی علیہ السّلام ہے اور ثلاثہ غاصب ہیں۔ غصب کا مطلب صرف راسخون فی العلم اور اولی الامر حقیقی کی عدم اطاعت ہے۔ جیسا کہ آپ کے ثلاثہ نے کیا۔ کہ وارثِ علمِ نبیؐ کے مقابلے میں خود کھڑے ہو گئے اور چند مہاجر و انصار کے ووٹوں کو سند بنایا اور جس نے نہ مانا اس کو بزور دبایا۔ حتّٰی کہ اقرباء رسولؐ بنی ہاشم کو زبردستی منوانے کے منصوبے بروئے کار لائے گئے۔ دیکھو الفاروق ص۹۵

استدلال نمبر ۶:- انما الشوریٰ للمھاجرین والانصار (نہج البلاغہ)

کے جواب میں مبلغ اعظم نے حقائق کے دریا بہا دیئے مگر سُنی روئیداد مرتب کرنیوالے گمنام اصحاب اس کو یک قلم حذف فرما گئے۔ لیجئے! میں عرض کئے دیتا ہوں تاکہ ثلاثہ شاہی پروپیگنڈے کی حقیقت کھُل جائے اور علمی دنیا میں یادگار رہ جائے۔

آپ نے فرمایا تھا کہ حضرات! یہ خط جناب امیر علیہ السّلام کا معاویہ کی طرف بطور الزام اور باصول جدل ہے جس میں امیر المومنین علیہ السلام نے مذہب اہل السُنّت کی بیخ کنی کر دی ہے۔ کیونکہ ارکان مذہب اہل السُنّت تین تھے۔ اوّل اصحاب ثلاثہ، دوم اصحاب جنگِ جمل حضرت عائشہ وغیرہ، سوم اصحاب جنگِ صفین معاویہ وغیرہ۔ چنانچہ آپ نے تینوں کو اس الزامی دلیل سے ملزم گردانا ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نے معاویہ کے سامنے نہ تو کوئی آیت پیش کی ہے نہ حدیث بلکہ قیاس جدل سے کام لیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ معاویہ آپ کا مُنکر اور معاند تھا۔ مُنکر کے سامنے برہان پیش کرنا خلافِ عقل و نقل ہے۔ کیونکہ دلیل سے مقصود دو ہوتے ہیں۔ اولاً اثباتِ مذہبِ خود ثانیاً افہام الزام خصم۔ یعنی مخالف کو عاجز کرنا اس پر مبلّغ اعظم نے مناظر اہل السنّت کو مخاطب کر کے کہا کہ فرمائیے آیا یہ خط بطور الزام ہے یا برہان۔ اگر برہان ہے تو فرمائیے کہ برہان کیسے مقدمات سے مرکب ہوتی ہے اور اس خط میں مقدمات برہان دکھلائیے اور یہ بھی فرمائیے کہ معاند کے سامنے برہان پیش کرنا جناب امیر المومنینؑ جیسے عالم کی شان ہے؟ یا برہان کا یہ محل ہے؟

اور اگر الزام ہے تو فرمائیے کہ جدل مقدماتِ مشہورہ یا مسلمات خصم سے مرکب ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ہوتا ہے تو شیعوں پر حجت کیسی۔ بلکہ جناب امیر المومنینؑ نے اس مکتوب شریف میں معاویہ کو اس کے مسلمات سے ہی مع اگلے پچھلے بزرگوں کے جھوٹا کر دیا ہے۔

اس کے بعد مُبلّغِ اعظم نے تفسیر کبیر جلد ۵ ص۴۰۲ اور مقاصد الفلاسفہ امام غزالی ص۸۵ سے حقیقتِ جدل پیش کی جس کو سُنّی اپنی مرتبہ رو ئیداد میں کھا گئے ہیں پھر آپ نے پورا خط پڑھا اور اس کی حقیقت یوں بیان کی۔ کہ حضرات! اصل عبارت یہ ہے کہ :-

انہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر و عمر و عثمان علی ما بایعو ھم علیہ فلم یکن للشاھد ان یختار و لا للغائب ان یرد ۔ یہ مسلّماتِ معاویہ سے اس کو الزام دیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ ثلاثہ کی خلافت کو حق سمجھتا تھا۔ اور الزام کی صورت یہ ہے کہ اگر ایک قوم کی بیعت کر لینے سے خلافتِ ثلاثہ حق تھی تو میری خلافت کیوں حق نہیں؟ میں نص کے علاوہ تمہارے مسلّمات کی بناء پہ بھی خلیفہ ہوں۔ جس کا معاویہ کوئی جواب نہ دے سکا اور الزاماً خلافتِ ثلاثہ بھی باطل ہو گئی۔ کیونکہ معاویہ نے خلافتِ ثلاثہ کی دلیل کو باطل سمجھا۔ اگر باطل نہ سمجھتا تو جناب امیرؑ کو خلیفہ بہ حق مانتا۔ تو گویا معاویہ کے منہ سے ہی خلافتِ ثلاثہ باطل کر دی اور جناب امیرؑ کی خلافتِ حقیقیہ اس دلیلِ جدلی کی محتاج نہیں۔ کیونکہ وہ عند المحققین برہان سے

ثابت ہے۔ اور باقی رہا انما الشوریٰ للمہاجرین والانصار یہ معاویہ کے اعتراض کا جواب ہے۔ اور وہ اعتراض یہ تھا۔ کہ معاویہ کہتا تھا کہ علیؑ اس لئے خلیفہ نہیں کہ ہمیں اور اہلِ شام انتخابِ علیؑ کے وقت حاضر نہ تھے۔ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ آپ کے مسلمات سے ہے۔ کہ شوریٰ مہاجرین اور انصار کا حق ہے اور اہلِ شام نہ مہاجر ہیں نہ انصار۔ جس کا معاویہ کوئی جواب نہ دے سکا۔ بلکہ آج تک معاویہ کے مریدوں سے بھی اس کا جواب نہ بن پڑا۔ اور اس فقرہ کی تشریح اہل السنّت کی مستند کتاب "عقد الفرید" جلد ۳ صفحہ ۱۰۶ اسی خط کے ضمن میں موجود ہے واعلم انك من الطلقاء الذین لا تحل لهم الخلافة ولا یدخلون فی الشوریٰ کہ اے معاویہ تو تو آزاد شدہ اسیروں میں سے ہے جن کیلئے عند المہاجرین والانصار نہ تو خلافت کا حق ہے نہ شوریٰ کا۔

اور فان اجتمعوا علیٰ رجل وسموہ اماما کان ذالك الله رضا یہ کیفیت شوریٰ کا بیان ہے کہ مہاجرین اور انصار کے نزدیک شوریٰ کا یہ مطلب ہے کہ اگر وہ کسی آدمی پر جمع ہو جائیں اور اس کا نام امام رکھ لیں تو وہ اللہ کے نزدیک بھی پسندیدہ ہے۔ مگر جب معاویہ نے علیؑ کو امام نہ مانا تو اپنے مسلّمہ قاعدے کی یہاں بھی خلاف ورزی کی فان خرج عن امرهم خارج بطعن او بدعة ردوه الی ماخرج منه فان ابی قاتلوه۔ یہ شوریٰ کمیٹی کے مرتبہ آئین کی اس دفعہ کا بیان ہے۔ جس کی بناء پہ آپ نے معاویہ اور اس کے اصحاب اور عائشہ اور اُن کے حواریوں کو خارجی اور بدعتی اور واجب القتال قرار دے دیا۔

الغرض اس الزامی خط سے ثلاثہ کی خلافت اور معاویہ کی بغاوت اور عائشہ وغیرہ کے خروج کی قلعی کھول دی۔ اب اگر سُنّی خلافتِ علیؑ کو حق سمجھیں تو معاویہ اور عائشہ کو پناہ نہیں ملتی اگر نہ سمجھیں تو خلافتِ ثلاثہ کی بیخ کنی ہوتی ہے۔ یہ تھا جناب امیرؑ کا الزام۔ اور اس خط کو الزامی ثابت کرنے کے لئے مبلغ اعظم نے اہل السنّت کی مستند کتاب "عقد الفرید جلد ۳ صفحہ ۱۰۶ مطبوعہ مصر سے اس مکتوب کی ابتداء میں یہ تصریحی الفاظ دکھائے" وکتب الی معاویه بعد وقعة الجمل سلام علیك اما بعد فان بیعتی بالمدینة لزمتك وانت بالشام۔ لانه بایعنی الذین الخ"۔

کہ یہ خط جناب امیر نے معاویہ کو واقعہ جمل کے بعد لکھا کہ اما بعد پس میری بیعت کا مدینہ میں ہونا تجھ کو لازم ہے خواہ تو شام میں ہو۔ کیونکہ قانون تمہارے بزرگوں کا یہ ہے۔ الخ

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ جب اس خط کے شروع میں تمہاری اپنی کتاب میں لفظ لن حتاج موجود ہے تو اس کے الزامی ہونے میں کیا شبہ ہے اور اگر شیعہ کتب سے ثبوت الزام مطلوب ہے تو یہ دیکھئے ابن میثم ص۲۷۴ مطبوعہ ایران۔

آپ نے دوران تقریر فرمایا کہ الزامی دلائل تو قرآن مجید میں موجود ہیں، جیسے فان کان للرحمٰن ولد فانا اول العابدین یہ الزام ہے یا تحقیق۔

مناظر اہل سنت

یزید اور مروان مہاجرین نہیں ہیں۔ لہٰذا اُن کی بادشاہت کو خلافت حقہ کہنا غلط ہے۔ کیونکہ لنبوئنھم میں وعدہ مہاجرین سے ہے۔ لوگو دیکھ لیا آپ نے مولوی اسماعیل صاحب نے میری عبارتوں کا کوئی جواب نہیں دیا۔ بہت اچھا اور عبارت پیش کرتا ہوں سُنیئے

استدلال نمبر ۶:۔ نہج البلاغہ جلد ۲ ص۱۰۵ میں ہے الا انی اقاتل رجلین رجلاً ادعی ما لیس لہ۔

ترجمہ:۔ حضرت علی المرتضےٰ فرماتے ہیں۔ میں دو شخصوں سے جنگ کرنے کا عادی ہوں۔ ایک وہ شخص جو ایسے رتبے کا دعوےٰ کرے جس کا وہ اہل نہ ہو۔ فرمائیے اگر خلفائے ثلاثہ خلفاء برحق نہ تھے تو آپ نے ان سے جہاد کیوں نہ کیا؟

اصول کافی ص۱۴۶ میں ہے کہ امام وہ ہوتا ہے جس کے پاس اُنیس چیزیں ہوں

ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ عصائے موسیٰ بھی ہو۔ اگر حضرت علیؑ کے پاس عصائے موسیٰ بھی تھا تو جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے عصا سے فرعون کا کچومر نکال دیا تھا تو حضرت علی المرتضیٰ سے خلافت کیسے چھن گئی؟

تقریرِ مناظرِ شیعہ

مبلغ اعظم نے پھر یہ آیۂ استخلاف تلاوت کی اور فرمایا کہ اپنے ثلاثہ کو موعود من اللہ ثابت کرو۔ یا ان کے حق میں اللہ و رسولؐ کی کوئی نص دکھاؤ ۔ جیسا کہ ہم اہل بیتؑ کے حق میں دکھلاتے ہیں ۔ پھر آپ نے مندرجہ آیات اور احادیث تلاوت فرمائیں کہ کما استخلف الّذین میں کما تشبیہہ کے لئے ہے ۔ لہٰذا طریقِ نصبِ خلافت وہی ہونا چاہیئے جو سابق خلفاء کا تھا ۔ یعنی نص بلا واسطہ یا بالواسطہ جیسا کہ میں پہلی تقریروں میں کہہ چکا ہوں ۔ اور مولوی محمد صدیق سے کوئی جواب نہیں بن پڑا ۔

اور چونکہ سابقہ خلفاء آلِ انبیاء سے ہوتے رہے ہیں ۔ لہٰذا خلافت اب بھی آلِ رسولؐ کا ہی حق ہے ۔ جس کے ثبوت میں آپ نے مندرجہ ذیل آیات پڑھیں فقد اٰتینا اٰل ابراھیم الکتاب والحکمۃ واٰتیناھم ملکًا عظیمًا (پ۵۔س۔نساء) آپ نے فرمایا کہ ملک عظیم آلِ ابراہیم کا حق ہے ۔

وکذٰلک یجتبیک ربّک و یعلّمک من تاویل الاحادیث ویتمّ نعمتہ علیک وعلیٰ اٰل یعقوب سے اتمام نعمت آلِ یعقوب ہو رہی ہے ۔
اعملوا اٰل داؤد شکراً سے آلِ داؤدؑ پر شکرِ خلافت ثابت ہو رہا ہے
واجعل لی وزیراً من اھلی سے خلافت ہارونؑ برادرِ موسیٰؑ اور ان کا داخل اہل بیت ہونا ثابت ہو رہا ہے تو انت منّی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ کا مصداق کیوں خلیفۂ محمدؐ اور داخل اہل بیتؑ نہیں ۔ اس کے بعد آپ نے آیتِ تطہیر پڑھ کر کہا ۔ یہ اصطفا اہل بیتؑ محمدؐ کی دلیل ہے اور آیۂ مودۃ پڑھ کر فرمایا کہ یہ آلِ محمدؐ کے واجب الاطاعت ہونے کی دلیل بیّن ہے ۔ کیونکہ محبت بلا اطاعت ہیچ معنی ندارد ۔

کما استخلف الّذین من قبلھم

اس کے بعد مبلغ اعظم نے فرمایا کہ ثلاثہ کے حق میں ایسے دلائل پیش کرو جیسے میں علیؑ اور اہل بیتؑ کے حق میں پیش کر رہا ہوں۔ پھر آپ نے کتب اہلِ سنت سے مندرجہ ذیل احادیث پیش کیں :-

انی تارک فیکم خلیفتین کتاب اللہ و عترتی (درّ منثور جلد ۲ صہ ۶۰) و جامع الصغیر صہ ۱۵۱

انّ رسول اللہ خرج الی تبوک فاستخلف علیاً (بخاری صہ ۶۳۳) مطبوعہ لاہور

قال ھذا اخی و وصی و وارثی وخلیفتی فیکم فاسمعوا لہ واطیعوا (تفسیر خازن جلد ۵ صہ ۱۰۶) ۔

یا علی انت خلیفتی فی کل مومن بعدی (خصائص نسائی صہ ۲) مطبوعہ لاہور

اور بارہ خلفاء کے حق میں آپ نے یہ حدیث پڑھی :۔ خلفائی کنقباء بنی اسرائیل (تفسیر ابن کثیر) ۔

جب یہ احادیث مبلغ اعظم نے مجمع عام میں پڑھیں تو فضائے مناظرہ آفرین و تحسین کے نعروں سے گونج اٹھی اور سنیوں کے چہرے مرجھا گئے۔

دوست محمد قریشی اور محمد صدیق مناظرِ اہل السنت بمعہ دیگر علمائے اہل السنت و وہابی عرقِ ندامت سے تر ہو گئے۔ کیونکہ ثلاثہ کے لئے قرآن و احادیث میں کچھ تھا ہی نہیں جسے وہ پیش کرتے ۔ چنانچہ جب مولوی محمد صدیق نے میدان کا رنگ بگڑتے دیکھا تو پھیکی اور کھسیانی ہنسی ہنسنے لگا کہ کسی طرح سے عزت بچے۔ مگر کہاں مبلغ اعظم دریا کی روانی کی طرح آیات و احادیث پڑھ پڑھ کر خلافتِ علیؑ اور اہل بیتؑ ثابت کر رہے تھے اور سُنی علماء مبہوت و ششدر اور انگشت بدنداں تھے۔ آپ نے فرمایا کہ کوئی ایسی نص پیش کرو۔ غلبہ تو یزید اور مروان کو بھی حاصل تھا۔ اور یہ جو آپ نے کہا کہ خلافت کا وعدہ صرف مہاجرین سے ہے یہ غلط ہے۔ کیونکہ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ قیامت تک ہے۔ جیسا کہ آپ کی تفسیر فتح القدیر جلد ۴ صہ ۴۵ میں ہے کہ یعنی یہ وعدہ تمام امت کے ساتھ خاص ہے وقد ابعد من قال انھا مختصۃ بالخلفاء الاربعۃ او بالمھاجرین یعنی اور بعید از حقیقت ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ یہ آیت خلفاء اربعہ کے ساتھ مختص ہے۔ یا مہاجرین کے ساتھ خاص ہے اور لنبو ئنھم میں

وعدہ خلافت نہیں۔ مظلوم صحابہ کو مکان دینے کا وعدہ ہے جیسا کہ حضرت بلالؓ وغیرہ کو مدینہ منورہ میں پناہ مل گئی۔ یہی بات میں پہلی تقریر میں بیضاوی شریف سے عرض کر چکا ہوں۔ یہ وعدہ اُن بزرگوں سے نہیں جو کفار کی پناہوں میں رہتے تھے۔ ذرا میری تقریر کا جواب دو گر جرأت و صداقت ہے تو۔

استدلال نمبر۸- الا انی اقاتل رجلین رجل ادعی ما لیس له (نہج البلاغہ)

کا جواب آپ نے یہ فرمایا کہ اس سے مراد اصحاب جنگِ جمل اور جنگ صفین ہیں فرماتیے جب ان سے علیؑ لڑے تو یہ لوگ منکرِ امام اور خارج از جماعت مسلمین ہو کر من شذ فی النار کے مصداق ہوئے یا نہیں۔ اگر نہیں تو اس حدیث کا کیا مطلب ہے۔ اور یہ جو میرے مقابل دوست نے ترجمہ کیا کہ میں ایسے دو شخصوں سے جنگ کرنے کا عادی ہوں۔ یہ ترجمہ غلط ہے بلکہ "اقاتل" صیغہ واحد متکلم مضارع از باب مفاعلہ ہے۔ جس میں دو زمانے شامل ہیں حال اور مستقبل، جس کے معنے یہ ہوں گے کہ میں اب لڑتا ہوں یا لڑوں گا۔ کیونکہ اب میرے پاس فوج موجود ہے اور جہاد کے لئے ظاہری استطاعت شرط ہے ورنہ روحانی استطاعت تو ہر وقت موجود رہتی ہے جیسے حضور نبی اکرمؐ کو روحانی طاقت تو مکہ میں بھی تھی۔ شعب ابی طالب میں بھی۔ غارِ ثور میں بھی تھی۔ مگر جہاد کا حکم اُسی وقت نازل ہوا جب ظاہری استطاعت بھی حاصل ہو گئی۔ عہد ثلاثہ میں یہ ظاہری استطاعت اور فوج جناب امیرؑ کے پاس نہیں تھی اس لئے وہاں صبر کا حکم تھا۔ اور عہد جناب امیر المومنین میں چونکہ یہ چیزیں حاصل تھیں لہٰذا لڑنے کا حکم تھا۔ لیجئے میں آپ کی کتابوں سے صبر و جنگ کے دونوں حکم پیش کرتا ہوں

فرمان حضرت علیؑ کے صبر و جنگ کی وجوہات

دیکھئے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اہل السنت تو کیا بلکہ اہلِ حدیث کے بھی امام اپنی کتاب مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۵۵۵ پر فرماتے ہیں کہ وقتِ اخیر جناب ختمی مرتبتؐ نے حضرت علیؑ کو وصیت کی کہ:-

"بعد از من بتو مکروہات خواہد رسید۔ باید کہ دل تنگ نہ شوی و صبر کنی و چوں بینی کہ مردم دنیا اختیار کنند۔ باید کہ تو آخرت را اختیار کنی"۔

یعنی اے علیؑ! میرے بعد تجھ کو مصیبتیں درپیش آئیں گی۔ لیکن چاہیئے کہ دل تنگ نہ ہونا اور صبر کرنا۔ اور جب تُو دیکھے کہ لوگ دُنیا اختیار کر رہے ہیں تو تُو آخرت کو اختیار کرنا۔

عن علیؑ قال انّ مما عھد الیّ رسول اللّٰہ ان الامت ستغدربک بعدی۔ دیکھو تاریخ طبری ص۳۲۵ جلد۷۔ یعنی حضورؐ نے مجھے وصیّت کی کہ اے علیؑ میری اُمّت تجھ سے غدّاری کرے گی بعد میرے۔ پھر آپ نے صحیح مسلم جلد۲ ص۱۲۹ پیش کر کے آئمہ شر کے مقابلہ میں صبر کا حکم پڑھا کہ :۔

عن عوف بن مالک انّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم قال خیار آئمتکم الّذین تحبّونھم و یحبّونکم و یصلون علیکم و تصلون علیھم و شرار آئمتکم الذین تبغضونھم و یبغضونکم و تلعنونھم و یلعنونکم قیل یارسول اللّٰہ افلا ننابذھم فقال لا ما اقاموا فیکم الصلوٰۃ الخ۔

آپؐ نے فرمایا میرے بعد دو قسم کے امام ہوں گے، آئمہ خیر اور آئمہ شر۔ آئمہ خیر پر مومنین صلوٰت پڑھیں گے اور آئمہ شر پر مومنین لعنت کریں گے۔ اور ان سے بُغض رکھیں گے۔ عرض کیا گیا حضورؐ! کیا ہم اُن سے تلوار لے کر لڑائی نہ کریں۔ فرمایا نہ جب تک تمہارے اندر نماز کو قائم کریں۔ مراد ظاہری شریعت کی پابندی ہے۔ اس کے بعد مبلّغِ اعظم نے فرمایا کہ۔ تبلاؤ یہ کون سے امام ہیں جن کے مقابلہ میں تلوار اُٹھانی ناجائز اور لعنت جائز ہے۔ اگر ان سے مراد معاویہ اور یزید ہیں تو حضرت علیؑ اور امام حسینؑ نے ان سے جنگ کیوں کی اور اس تمہاری حدیث پر عمل کیوں نہ کیا۔ ؎

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زُلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیّاد آ گیا

اس کے بعد آپ نے معاویہ اور یزید سے لڑنے کے حکم کی حدیثیں پڑھیں کہ عن ابی سعید الخدری ان رسول قال لعلی انّکَ تقاتل علی تاویل القرآن کما قاتلت علی تنزیلہٖ۔ (صواعق محرقہ ص۷۴ مطبوعہ مصر)۔

یعنی حضورؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ! تُو تاویلِ قرآن پر لڑے گا جیسا کہ میں تنزیلِ

قرآن پر لڑا ہوں۔

اس کے بعد مبلّغِ اعظم نے معاویہ کا باغی ہونا مشکوٰۃ شریف ص۵۲۲ باب المعجزات سے پیش کیا عن ابن قتادۃ ان رسول اللّٰہ قال لعمار حین یحفر الخندق فجعل یمسح راسہ و یقول بوس ابن سمیۃ تقتلک الفئۃ الباغیۃ کہ حضورؐ نے حضرت عمار کو فرمایا۔ جب خندق کھودی جا رہی تھی اور اس کے سر پہ حضورؐ نے پیار کیا اور فرمایا کہ ہائے ابن سمیہ کی مشکلیں۔ اے عمار تجھ کو گروہ باغی قتل کرے گا۔ آپ نے حاشیہ مشکوٰۃ پڑھتے ہوئے کہا کہ اس گروہ سے مراد آپ کے علماء نے معاویہ اور اس کا گروہ لکھا ہے۔ پھر آپ نے یہ عبارت پڑھی۔ فکانوا طاغین باغین بھذا الحدیث لان عمار کان فی عسکر علی و ھو مستحق للامامۃ فامتنعہ عن بیعۃ (مشکوٰۃ حاشیہ ۹ ص۵۲۳) کہ عمار کا قاتل معاویہ اور اس کا گروہ ہے۔ پس اس حدیث سے وہ باغی اور سرکش ثابت ہوئے۔ کیونکہ عمار فوجِ علیؑ میں تھا اور علیؑ مستحقِ امامت ہے اور معاویہ اور اس کے گروہ نے علیؑ کی بیعت نہ کی، لہٰذا وہ باغی ٹھہرے۔

اور یزید سے امام حسینؑ کے لڑنے کی وجہ اُس کا کفر بواح ہے یعنی کفر ظاہر جیساکہ آپکی بخاری میں ہے کہ الا ان تروا کفرا بواحا ص۱۰۴۵

اس کے بعد مبلّغِ اعظم نے فرمایا کہ علیؑ کو دو حکم تھے۔ خلفاء جور کے مقابلے میں صبر کرنے کا اور گروہِ باغی سے لڑنے کا اور علیؑ نے دو ہی زمانے پائے ہیں زمانہ ثلاثہ اور زمانہ معاویہ۔ اب فرمائیے صبر کا زمانہ کونسا تھا اور گروہِ باغی سے لڑائی تو ظاہر ہے اور اگر صبر کا زمانہ ثلاثہ ہے تو فرمائیے کہ وہ خلفائے شر ہوئے یا نہیں؟

اصول کافی ص۱۴۶ کا جواب آپ نے یہ دیا کہ بیشک امام کے پاس اُنیس چیزیں تھیں اور عصائے موسیٰؑ بھی تھا۔ اور حضرت علیؑ چونکہ مثل ہارونؑ تھے اس لئے فرعون کا تو کچومر نکال دیا اور سامری کے مقابلہ میں بناء بر مصلحت صبر کیا۔

چونکہ انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولاً (پ۲۹۔ سورۃ مزمل) کے مطابق عمرو بن عبدود، ابوجہل، ابوسفیان اور دیگر صنادید عرب، فراعنہ مکہ تھے۔ اور امیر شام بروائتے اصول کافی

اس اُمت کا فرعون تھا۔ لہٰذا اُن کو تو جناب امیرؑ نے ذوالفقار سے بدحال کیا۔ اور سامری کے مقابلہ میں سُنّتِ ہارونیؑ پر عمل کیا۔ اس کے بعد آپ نے سورہ طٰہٰ سے سُنّتِ ہارونی پر یہ آیت پڑھی کہ انی خشیت آن تقول فرقت بین بنی اسرائیل ولم ترقب قولی کہ حضرت ہارونؑ نے بجواب موسیٰؑ یہ کہا کہ میں اس سے ڈر گیا کہ آپ یہ کہیں گے کہ تُو نے بنی اسرائیل میں تفریق پیدا کر دی اور میرے قول کا لحاظ نہ کیا۔ اور اس پہ آپ نے کہا کہ صحیحین کی حدیث کے مطابق آپ مثل ہارونؑ تھے اس لئے آپ نے تفریق بین المسلمین کے خوف سے صبر کیا اور رسُولِ خداؐ کے تلقین بالصبر والے قول کا لحاظ کیا۔ جیسا کہ اہلِ سُنّت والجماعت کی مستند کتاب "عقد الفرید" جلد ۳ صفحہ ۱۰۱ پر صاف تصریح موجود ہے کہ فکنت انا الذی ابیت علیہ مخافۃ الفرقۃ بین المسلمین لقرب عہد الناس بالکفر۔

یعنی جناب امیرؑ نے فرمایا کہ ابوسفیان نے جب مجھے ثلاثہ کے مقابلے میں جنگ کرنے کا مشورہ دیا تھا تو میں نے تفریق بین المسلمین کے خوف سے انکار کر دیا۔ کیونکہ زمانہ کفر قریب تھا اور لوگ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے۔

"مولانا کی یہ تقریر علمی لحاظ سے اپنی مثال آپ تھی۔ جس کو احاطہ تحریر میں لانا طاقت سے باہر ہے۔ البتہ جو کچھ میرے حافظے میں یاد رہا، قارئین کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔ متلاشیانِ حق کے لئے سرمۂ بصیرت ہے انشاء اللہ سامعین کو وہ منظر کبھی نہیں بھولے گا۔ جب کہ آپ ڈھائی تین درجن سُنّی علماء کے سامنے اہل سُنّت کی کتابوں سے دھڑا دھڑ حوالے برسا رہے تھے۔ گویا قدرت نے آپ کو مذہب اہل بیتؑ کی صداقت ثابت کرنے کیلئے ہی تخلیق کیا تھا۔"

تقریر مناظر اہل السُنّت

بیضاوی شریف میں خلفاء ثلاثہ کی نفی موجود نہیں ہے۔ صحیح مسلم میں آثم کاذب اور غادر فاروقِ اعظم کا قول الزام کے طور پہ ہے جبکہ حضرت عباسؓ نے حضرت علیؑ پہ یہ الفاظ استعمال کئے تھے۔

مولوی اسماعیل صاحب اگر نمازی کے ساتھ جنگ کرنا ممنوع ہے تو فرمایئے حضرت علیؓ نے امیر معاویہ اور حضرت عائشہ کے ساتھ جنگ کیوں کی۔

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زُلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

اصل میں مولوی اسماعیل کو اعتراض کرنا آتا ہے جواب دینا نہیں آتا۔ اچھا اور استدلال کا جواب دیجئے۔

استدلال نمبر ۸:۔ قد مضت اصول عن فروعھا۔

(نہج البلاغہ ص۳۸ جلد ۶)۔

دیکھئے اس میں حضرت علیؓ نے خلفاء ثلاثہ کو اصول اور اپنی ذات کو فرع تسلیم کیا ہے۔ اب اگر ان کی خلافت کو برحق نہ مانا جائے تو ان کی خلافت کا بطلان لازم آئے گا۔ معلوم ہوا کہ خلفاء ثلاثہ کی خلافت برحق تھی۔

استدلال نمبر ۹:۔ نیز نہج البلاغہ میں ہے ھو دین اللہ الذی اظھرہ مطلب عہد فاروقی میں جو دین ہے وہ دینِ الٰہی ہے۔ فرمایئے کیا اب بھی انکار کی گنجائش ہے۔

تقریر مناظر شیعہ

مبلغ اعظم نے چوتھی تقریر شروع کرتے وقت آیۂ استخلاف عنوان کرنے کے بعد فرمایا۔ کہ میرے فاضل دوست کے تمام کے تمام دلائل ختم ہو چکے ہیں۔ اس لئے اِدھر اُدھر کی باتوں میں وقت پورا کرنا چاہتے ہیں۔ خلفاء ثلاثہ کی نفی بیضاوی شریف میں موجود ہے۔ کیونکہ آیت میں من بعد ما ظلموا ہے اور اس کے آگے بلال وغیرہ کا نام بتصریح موجود ہے۔ اس لئے یا تو میرے مقابل ثلاثہ کو مظلوم ثابت کریں یا فہرست میں اُن کا نام دکھائیں یا اُن کا نام درج نہ ہونے کی وجہ

بتائیں۔

اس کے بعد آپ نے آیۂ استخلاف کے آخری حصّہ ومن کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون کی تشریح کرتے ہوئے کہا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ منکرِ خلافت فاسق ہے۔ اگر یہ خلفاء برحق ہوتے تو اہل بیتِ رسولؐ کبھی ان کا انکار نہ کرتے اور ان کو بھی اہل بیتِ رسولؐ پر سختی کرنے کی ضرورت نہ ہوتی اور جناب امیرؑ کبھی بھی ان کو آثم، غادر، خائن اور کاذب نہ سمجھتے۔ میرے دوست کا الزام کا دعوے بے بنیاد ہے۔ اگر یہ قول الزامی ہوتا تو جناب امیر اس کی تردید کرتے اور حضرت عباسؓ کے قول سے معارضہ غلط ہے کیونکہ صحیح مسلم اہلِ سُنّت کے مسلّمات سے ہے۔ شیعہ پر حجت نہیں، اگر ہمت ہے تو کسی شیعہ کتاب سے حضرت عباسؓ کا یہ قول پیش کیجئے اور اسی صحیح مسلم کی شرح نووی ص۹ میں اس قول کو حضرت عباسؓ کی طرف منسوب کرنے کی تردید موجود ہے۔ چنانچہ مبلغِ اعظم نے شرح نووی پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"قال المازدی ھذااللفظ الذی وقع لا یلیق ظاھرہ بالعباس وحاشا لعلی ان یکون فیہ لبعض ھذہ الاوصاف فضلا عن کلھا۔

یعنی قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ مازدی کا یہ قول ہے کہ یہ الفاظ جو واقع ہوئے ہیں۔ ان کا ظاہر شانِ عباسؓ کے لائق نہیں۔ اور پناہ بخدا علیؑ میں تو ان چیزوں میں سے ایک بھی نہیں۔

چہ جائیکہ سب ہوں۔ نسبنا الکذب الی رواتھا یہ سب راویوں کے جھوٹ ہیں۔ لیجئے! آپ کی اس کتاب سے حضرت عباسؓ کی تو اس قول کی نسبت نفی ثابت ہو گئی۔ لیکن ثلاثہ کے حق میں ان الفاظ کا ضُعف یا نفی ثابت کیجئے۔

اس کے بعد آپ نے حضرت علیؑ اور خاتونِ قیامت اور حسنین علیہم السّلام کا خلافتِ ثلاثہ سے انکار، ناراضگی اور اختلاف ثابت کیا۔ چنانچہ بخاری جلد۲ ص۱۰۰۹ سے خالف عنّا علی والزّبیر پڑھ کر علیؑ کا خلافت ثلاثہ سے اختلاف ثابت کیا اور بخاری ص۴۳۵ جلد اوّل سے غضبت فاطمۃ کی مکمل روایت پڑھ کر خاتونِ قیامت بنتِ رسولؐ کا غضبناک ہونا اور ابوبکر سے تا وفات قطع تعلقی کرنا ثابت کیا اور صواعق

محرقہ صہ ۱۰۳ سے حسنین شریفین کا انزل عن منبر جدنا کہنا کہ ابوبکر کو منبر رسولؐ سے اترنے کا حکم دینا پیش کیا اور ابوبکر و عمرؓ کا اہل بیتؑ پر تشدد کرنا اور سیدۃ النساءؑ کے گھر پر آگ اور لکڑیاں لیکر بقصدِ احراق بیت فاطمہؑ جانا ظاہر کیا۔ چنانچہ اوّلاً عقد الفرید جلد ۲ صہ ۶۳ سے

الذین تخلفوا عن بیعت ابی بکر علی و العباس و الزبیر وسعد بن عبادۃ فامّا علی و العباس و الزبیر فقعدوا فی بیت فاطمۃ حتّٰی بعث الیھم ابوبکر عمر بن الخطاب یخرجہم من بیت فاطمۃ وقال لہ ان ابوا فقاتلھم فاقبل بقبس من نار علی ان یضرم علیھم الدار فلقیتہ فاطمۃ فقالت یا ابن الخطاب اجئت لتحرق دارنا قال نعم او تدخلوا فیما دخلت فیہ الامۃ۔

کہ بیان اُن لوگوں کا جنہوں نے ابوبکر کی بیعت سے انحراف کیا۔ وہ علیؑ اور عباس اور زبیر اور سعد بن عبادہ ہیں۔ پس علیؑ اور عباس اور زبیر تو جناب سیدہ کے گھر میں بیٹھ گئے۔ حتّٰی کہ ان کی طرف ابوبکر نے عمر بن خطاب کو بھیجا تاکہ ان کو خانۂ فاطمہ سے نکالے اور یہ بھی کہہ دیا کہ اگر وہ انکار کریں تو ان سے لڑائی کر۔

ومن کفر بعد ذالک فاولٰئک ھم الفاسقون

چنانچہ عمرؓ شعلۂ آگ لیکر اس قصد سے آیا کہ وہ گھر اُن پر جلا دیا جائے۔ پس جناب سیدہ نے دروازہ پر آکر عمر بن الخطاب سے کہا کہ اے خطاب کے بیٹے؟ کیا تو ہمارا گھر جلانے کے لئے آیا ہے۔ کہا ہاں۔ یا تم بھی اس امر میں داخل ہو جاؤ جس میں اُمّت داخل ہوئی ہے۔ اس مضمون کے شواہد آپ نے اہل السنّت کی مندرجہ ذیل کتابوں سے بھی پیش کئے۔ مثلاً قرۃ العینین صہ ۸۰ جلد ۲۔ ازالۃ الخلفاء مترجم اُردو صہ ۲۲۶ جلد ۲، تاریخ طبری جلد ۳ صہ ۱۹۸، الفاروق، جلد اوّل صہ ۹۰،

اس کے بعد آپ نے کہا کہ میں نے صرف نمازی کے ساتھ ہی جنگ کرنا ممنوع تو نہیں دکھایا بلکہ میں نے تو آپکی کتاب حدیث صحیح مسلم جلد ۲ صہ ۱۲۹ سے آئمہ شر کی نسبت یہ حکم دکھلایا ہے کہ جب تک وہ ظاہری شریعت کی پابندی کریں اُن کے مقابلہ میں تلوار اُٹھانا منع ہے اور معاویہ اور عائشہ تو نہ امام خیر تھے نہ امام شر بلکہ باغی اور سرکش تھے۔ جن کے ساتھ لڑنے کا حکم ہمارا لنمآبؐ نے فرمایا تھا۔ معاویہ سے لڑنے کے جواز کا ثبوت تو آپ میری پہلی تقریروں میں

سُن چکے ہیں البتہ عائشہ سے لڑنے کا جواز بھی ان کتابوں سے سُن لیجئے۔ عن علی قال امرنی رسول اللہ بقتال الناکثین والمارقین والقاسطین۔
(البدایہ والنہایہ جلد ۷ ص۳۰۵)

حضرت علیؑ نے فرمایا کہ مجھ کو رسولِ خداؐ نے حکم دیا تھا لڑنے کا مارقین اور ناکثین اور قاسطین سے۔ یعنی خوارج اور معاویہ اور اصحاب جنگ جمل سے۔ پھر آپ نے صواعق محرقہ ص۱۱۷ سے یہ روایت پیش کی:۔

اخرج البزاز وابوالنعیم عن ابن عباس مرفوعاً ایتکن صاحبۃ الجمل الاحمر تخرج حتٰی تنبحھا کلاب الحواب فیقتل حولھا قتلی کثیرۃ کہ ابنِ عباس سے مرفوع روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جمل احمر کی صاحبہ تم میں سے کونسی ہے یعنی سُرخ اُونٹ والی کون ہے کہ وہ امام وقت پر خروج کر رہی ہے۔ اور اس پر حواب کے کُتّے بھونک رہے ہیں۔ اور اس کے گرد ہزاروں مقتول پڑے ہوئے ہیں اور اہل سُنّت کی کتاب عقد الفرید جلد ۳ ص۱۰۵ قد قال النبی لھا یا حمیرا کانی بک ینبحک کلاب الحواب تقاتلین علیاً وانت لہ ظالمۃ۔ کہ حضورؐ نے فرمایا کہ اے حمیرا گویا میں تجھ کو دیکھ رہا ہوں کہ تجھ کو مقام حواب کے کُتّے بھونک رہے ہیں اور تُو علیؑ سے لڑ رہی ہے۔ درآں حالیکہ تُو اس پر ظلم کرنے والی ہے

تو حضرات! حضرت علیؑ کی لڑائی یہاں نمازیوں سے نہیں بلکہ باغیوں سے تھی اور حسبِ حکم رسولؐ تھی۔

نوٹ:۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ سُنّی مُلّاں مبلغ اعظم کے سوالوں کا جواب دینے کی کوشش تو کرتے ہیں مگر جواب اُن سے بن نہیں آتے۔ صرف عوام کو دھوکہ دینا جانتے ہیں۔ کہیں عبارات کو کم زیادہ کر دیا، کہیں ترجمے میں گڑبڑ ڈال دی، کہیں جنس اور فصل کی فصل چھوڑ دی۔ الغرض باب مغالطہ سے باہر جانا اور حقیقت پیش کرنا نہیں جانتے یہی اعتراضیں نے دورانِ مناظرہ مولانا دوست محمد قریشی پہ کیا تھا۔ جس پردہ بہت اُچھلے کودے تھے۔ لیکن جب ان کی توجہ قطع و برید کے سلسلے میں اخباری کالموں اور ان کے مطبوعہ رسائل کی طرف کرائی گئی تو خاموش ہو گئے۔

سُنّیوں نے اپنی روئیداد میں لکھا ہے کہ مبلّغ اعظم نے اپنے الفاظ واپس لئے۔ حالانکہ مبلّغ اعظم نے تو یہ کہا تھا کہ میں ان کی اس عادت مستمرہ کا ثبوت ان کے رسائل وغیرہ سے ابھی دیتا ہوں۔ مگر قریشی صاحب ہی اپنی دیانت کا بھانڈہ پھوٹتے دیکھ کر خاموش ہو گئے۔

استدلال نمبر ۸:۔

قد مضت اصول نحن فروعها (نہج البلاغہ جلد ۲ صفحہ ۳۸) کے جواب میں مبلّغ نے فرمایا کہ اب تو مجھے مولوی صدیق کے استدلال پر بے اختیار ہنسی آتی ہے اور ان کے دلائل کی غربت قابلِ رحم ہے۔ ایسی عبارتیں پیش کر رہے ہیں جن کا ثلاثہ سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ یہ عبارت نہج البلاغہ کے خطبہ نمبر ۱۴۱ کے اخیر سے لی گئی ہے۔ جس میں جناب امیرالمومنینؑ نے دنیا کی بے ثباتی اور بے وفائی بیان فرمائی کہ دنیا کا سلسلہ ہی ایسا ہے کہ اس کی اگلی کڑی پچھلی کڑی کے لئے فنا کا حکم دیتی ہے ہماری دنیا میں آمد پرانے لوگوں کی فنا ہے۔ وہ ہمارے اصول یعنی ہماری جڑیں تھے اور ہم ان کی فرع یعنی شاخیں ہیں۔ جب وہی نہ رہے تو ہم کیسے رہیں گے۔ چنانچہ صاف لکھا ہے کہ:۔

فما بقاء فرع بعد ذهاب اصله۔ کہ جب فرع کی اصل نہ ہو وہ کیسے باقی رہ سکتی ہے۔ یعنی جب ہمارے آباء و اجداد ہی فانی تھے تو ہم کیسے باقی رہ سکتے ہیں۔ مگر مولوی محمد صدیق کو ہر جگہ ثلاثہ ہی سوجھتے ہیں۔ سچ ہے بلّی کو چھیچھڑوں کے خواب۔

استدلال نمبر ۹:۔

هو دين الله الذى اظهره (نہج البلاغہ) کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ یہ فقرہ نہج البلاغہ کے خطبہ ۱۴۴ سے لیا گیا ہے اور اس کا سیاق و سباق محمد صدیق صاحب نے کتمانِ حق کی خاطر چھپایا ہے۔ لیجئے میں حقیقت کو منکشف کرتا ہوں۔ یہ فقرہ جناب امیر علیہ السّلام نے اس وقت فرمایا جب عمرؓ نے غزوہ فارس میں صحابہ سے مشورہ طلب کیا اور بعض صحابہ نے کہا کہ جب تک عمرؓ نہ جائے فتح نہیں ہو سکتی اور دین نہیں بچتا۔ اس پہ آپ نے فرمایا یہ غلط ہے۔

ان ھذا الامر لم یکن نصرہ و لا خذلانہ بکثرۃ ولا قلۃ وھو دین اللہ الذی اظھرہ وجندہ الذی اعدہ و امدہ حتّٰی بلغ ما بلغ وطلع حیثما طلع ونحن علی موعود من اللہ واللہ منجز وعدہ وناصر جندہ

یعنی یہ امر اسلام اس کی عزّت اور ذلّت، کثرت اور قلّت پر موقوف نہیں اور وہ دینِ الٰہی ہے جس کو اُس نے خود غالب کیا ہے اور اس کا وہ لشکر ہے جس کو اس نے خود تیار کیا اور خود امداد فرمائی ہے۔ حتّٰی کہ یہ پہنچ گیا جہاں تک پہنچا اور طلوع ہو گیا، اور ہم اللہ کے وعدے کے منتظر ہیں۔ اللہ اپنے وعدے کا پورا کرنے والا ہے اور اپنے لشکر کو غلبہ دینے والا ہے۔ اور یہ غلط ہے کہ اگر عمرؓ نہ جائے تو دین مٹ جائے گا۔ خدا کا دین عمرؓ کے سہارے نہیں بلکہ دین خدا کا ہے اور ہم اہل بیت موعود من اللہ کے منتظر ہیں۔

مبلغِ اعظم نے فرمایا کہ سُنّی ہمیشہ قرآن اور اسلام کو ثلاثہ کا ہی محتاج ٹھیراتے رہے اور خدا اور اہل بیت ان کی تردید کرتے رہے۔ جیسا کہ یہ کہتے ہیں کہ قرآن کی حفاظت عثمان نے کی اور خدا کہتا ہے کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ پ۱۴ کہ قرآن کی حفاظت کرنے والا میں خود ہوں۔ اور اسی طرح یہ بھی کہتے ہیں کہ اسلام کو عمرؓ نے بچایا حالانکہ خدا کہتا ہے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ (پ۲۶ سورۂ فتح)۔

اسی آیت کی جناب امیر نے تفسیر فرمائی ہے کہ دین اللہ کا ہے اور وہی اس کا حافظ و ناصر ہے۔ وہ اپنے دین کی مدد جس طرح چاہے کرتا ہے۔ وہ موسیٰؑ کو فرعون کے گھر پال سکتا ہے۔ موسیٰؑ کی ماں کو فرعون سے تنخواہ دلوا سکتا ہے اور یوسف علیہ السّلام کو شاہِ مصر کے خزائن شاہی کا حفیظ وامین بنا سکتا ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف جلد۲ صــ ۹۷۷، ۶۰۴ میں حضورؐ کی زبانِ غیب ترجمان سے خود عمرؓ کی زبانی یہ کہلوا چکے ہیں کہ

فقم یا فلان فاذن ان لا یدخل الجنۃ الا مومن ان اللہ یؤید الدین بالرجل الفاجر۔

کہ حضورؐ نے فرمایا۔ اُٹھ اے فلاں پس منادی کر تمام لشکر میں کہ جنّت میں تو مومن ہی داخل ہوں گے۔ مگر اللہ اپنے دین کی مدد مرد فاجر سے بھی کروا لیتا ہے۔ بخاری

کے حاشیہ ۱۲ صفحہ ۲۶۰ پر ہے کہ بروایت بیہقی حضورؐ نے عمرؓ سے منادی کروائی۔ اب تو مطلع صاف ہوگیا کہ فاجر فاجر ہی رہیں گے خواہ ان کے ہاتھ سے کتنی ہی تائیدِ دین کیوں نہ ہو جائے۔ چنانچہ بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۹ کے حاشیہ ۸ پر لکھا ہے کہ الرجل الفاجر کا الف لام جنسی ہے یعنی ہر فاجر کو شامل ہے۔ یہ ہے جناب امیر المؤمنین کے خطبہ کے اس فقرے کا مطلب کہ دین کی مدد اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ وسیلہ خواہ نیک ہو یا بد عہدِ فاروقی کی بات نہیں، دین قیامت تک رہے گا۔

آگیا خدا کے نیک بندے بھی حق پر قائم رہیں گے خواہ کتنے انقلاب کیوں نہ آئیں۔ جیسا کہ صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۴۳ میں ہے کہ عن جابر ابن عبد اللہ یقول سمعت رسول اللہ یقول لا تزال طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین الی یوم القیمۃ۔

کہ حضورؐ نے فرمایا کہ ایک گروہ ہمیشہ میری امت سے لڑتا رہے گا اور قیامت تک نہ مٹے گا۔ اس تقریر کے بعد تو سنی سٹیج کی رہی سہی جان بھی ختم ہوگئی۔ اگر انہیں عوام کے برگشتہ ہو جانے کا خطرہ نہ ہوتا تو شاید بستر اٹھا کر چل دیتے۔ مگر حالت یہ تھی کہ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔ مگر واہ رے غازیو! خدا خدا کر کے وہاں سے جان چھڑائی، اور گھر آتے ہی فتح کا رسالہ چھاپ دیا، اور کراچی کے رسالہ صحیفہ اہل حدیث تک فرضی فتح کا ڈھنڈورا پیٹا۔ اگر اسی کا نام فتح ہے تو معلوم نہیں آپ کی لغت میں شکست کسے کہتے ہیں۔

تقریر مناظر اہل سُنّت

افسوس تو یہ ہے کہ مولوی اسماعیل کو جھوٹ بولنے کی عادت ہے۔ مولوی صاحب سے ذرا یہ تو پوچھ لیا جائے کہ وہاں خلفاء کا لفظ ہے یا آئمہ کا۔

نیز وہاں یہ بھی تحریر نہیں ہے کہ یہ اہل سُنّت کے امام تھے۔ بلکہ وہاں تو اُن بادشاہوں کا ذکر ہے جن پر لوگ کثیر التعداد میں جمع ہوتے ہیں۔

تقریر مناظر شیعہ

حضرات! مبلّغ اعظم کی پانچویں تقریر کو نقل کرتے ہیں تو سُنّی حضرات نے دیانت کا دیوالیہ نکال دیا ہے۔ مثلاً تین سطروں میں پورے بیس منٹ (کیونکہ دس منٹ کی تقریر کی دس ٹرنیں تھیں جن کا خلاصہ سُنّی مؤلّف نے پانچ منٹ میں لکھا ہے) کی تقریر کو ختم کر دیا ہے۔ حالانکہ مبلّغ اعظم نے فرمایا تھا کہ حضرات اہل سُنّت کے نزدیک نص وغیرہ تو معیارِ خلافت ہے نہیں البتہ غلبے کے قائل ہیں یعنی جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔ اگر یہی معیار ہے تو یزید وغیرہ بھی ان کے خلیفے ہیں۔ کیونکہ انہیں بھی قہر و غلبہ حاصل تھا جیسا کہ ان کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے شرح فقہ اکبر صـ۸۲ سے یہ عبارت پڑھی کہ فالاثنا عشرهم الخلفاء الراشدون الاربعة ومعاوية وابنه يزيد وعبدالملك بن مروان و اولاده الاربعة وبينهم عمر بن عبد العزيز۔

کہ وہ خلفاء اثناء عشر جن کا ذکر رسول اللہؐ نے فرمایا ہے اور صحیحین میں آیا ہے وہ خلفاء اربعہ اور معاویہ اور اس کا بیٹا یزید اور عبدالملک بن مروان اور اس کے چاروں بیٹے (یزید ثانی، سلیمان، ہشام اور ولید) اور ان کے درمیان عمر بن عبدالعزیز ہے لہٰذا یہ ان کے وہ بارہ خلفاء ہیں جن کا ذکر حضورؐ نے فرمایا تھا۔ اس کے بعد آپ نے صواعق محرقہ صـ۱۲ سے یہ عبارت پیش کی:۔

والذی اجتمعوا علیه للخلفاء الثلاثة ثم علی الی

ان وقع امر الحکمین فی صفین فتسمی معاویۃ یومئذ بالخلافۃ ثم اجتمعوا علیہ عند صلح الحسن ثم علی ولدہ یزید ولم ینتظم للحسین امر بل قتل قبل ذالک -

کہ وہ بارہ جن پر اجماعِ اُمت ہوا وہ خلفاء ثلاثہ ہیں۔ پھر علیؓ ہیں مگر امر حکمین کے واقع ہونے تک پھر علیؓ پر اجماع اُمت نہ رہا۔ اور معاویہ خلیفہ نامزد ہو گیا پھر صُلح حسنؓ کے وقت تو معاویہ پر پورا اجماع ہو گیا۔ پھر اس کے بیٹے یزید پہ پورا اجماع ہو گیا اور حسینؓ کیلئے امرِ خلافت منتظم نہ تھا بلکہ وہ اس سے قبل قتل ہو گئے۔

حضرات! یہ ہے اہلِ سُنّت کی خلافت۔ علیؓ کو حکمین میں معزول کیا گیا اور حسنؓ کو خلع بیعت پر مجبور کر دیا گیا۔ حسینؓ قتل کر دیئے گئے اور ثلاثہ، معاویہ اور یزید پہ پورا اجماع ہو گیا۔

اس کے بعد مبلّغ اعظم نے بخاری شریف ص۱۰۵۳ سے عبداللہ بن عمر بن الخطاب کی زبان سے یزید کی بیعت کو اللہ و رسولؐ کی بیعت ماننا ثابت کیا۔ اور یہ روایت پیش کی عن نافع لما خلع اھل المدینۃ یزید بن معاویۃ جمع ابن عمر حشمہ و ولدہ فقال انی سمعت النبی یقول ینصب لکل غادر لواء یوم القیامۃ و انا قد بایعنا ھذا الرجل علی بیع اللہ و رسولہ و انی لا اعلم عذرا اعظم من ان یبایع رجل علی بیع اللہ و رسولہ ثم ینصب لہ القتال و انی لا اعلم منکم خلعۃ ولا تابع فی ھذا الامر الا کانت الفیصل بینی و بینہ -

نافع سے روایت ہے کہ جب اہلِ مدینہ نے یزید کی بیعت توڑنی چاہی تو عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے خواص اور عزیز و اقارب کو جمع کیا اور کہا کہ یزید کی بیعت نہ توڑو۔ کیونکہ میں نے نبی کریمؐ سے سُنا ہے کہ بیعت کر کے توڑنے والوں کی پُشتوں پہ قیامت کے دن غداری کا جھنڈا ہو گا۔ ہم نے اس شخص یعنی یزید کی بیعت اللہ و رسولؐ کی بیعت پر کی ہے۔ اس سے بڑی غداری اور کیا ہو گی۔ کہ پہلے تو ایک شخص کی بیعت اللہ و رسولؐ کی بیعت پر کی جائے پھر اُس کے مقابلے میں جنگ کھڑا کر دیا جائے۔ اگر میرے علم میں آ گیا کہ تم میں سے کسی نے اُس کی

بیعت توڑی ہے اور اس امر خلافت میں اس کی تابعداری نہیں کرتا، تو میرا اور اس کا بائیکاٹ ہوگا۔

پھر اس کے بعد آپ نے کتاب صحیح مسلم ص۱۲۸ عبداللہ بن عمر کا یہ فتویٰ بھی پیش کیا کہ یزید کی بیعت توڑنے والے جہالت اور کفر کی موت مریں گے

عن نافع قال جاء عبد الله بن عمر الی عبد الله بن مطیع ما کان زمن یزید بن معاویة قال سمعت رسول الله یقول من خلع یدًا من طاعة لقی الله یوم القیامة لا حجة له ومن مات ولیس فی عنقه بیعة مات میتة جاهلیة۔

نافع سے روایت ہے عبداللہ بن عمر عبداللہ بن مطیع کی طرف آئے۔ ایام حرۃ میں یزید بن معاویہ کے زمانے میں لوگ یزید کی بیعت توڑ رہے تھے۔ عبداللہ بن مطیع نے کہا۔ کہ ابوعبدالرحمٰن (عبداللہ بن عمر کی کنیت ہے) کے لئے تکیہ لاؤ۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا میں تمہارے پاس بیٹھنے کے لئے نہیں آیا بلکہ میں تو تمہیں ایک حدیث سنانے آیا ہوں کہ میں نے رسولِ خدا سے خود سنا ہے کہ جو شخص اطاعتِ امیر سے ہاتھ کھینچے گا یعنی اس کی بیعت توڑے گا، قیامت کے دن جب اللہ کے سامنے جائے گا تو ان کے پاس حجت اور برہان نہ ہوگی۔ اور جو شخص مرگیا در آں حالیکہ اس کی گردن میں امیر کی بیعت نہیں وہ جہالت کی موت مرگیا۔

گویا اہل سنت کے نزدیک بقول عبداللہ بن عمر بن الخطاب بروایت صحیح مسلم شریف یزید کی بیعت کے بغیر مرنا جہالت اور کفر کی موت مرنا ہے (اللّٰھم نعوذ بك من هذه العقیدة الباطلة)۔

پھر آپ نے موطا امام مالک مترجم وحید الزمان ص۴۰۶ مطبوعہ اصح المطابع کراچی سے یہ عبارت پیش کی کہ محققین اہل سنت والجماعت یزید کی بخشش کے بھی قائل ہیں، اور صواعق محرقہ ص۱۳۳ سے قولِ غزالی پیش کیا۔ کہ یزید پر لعنت نہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ وہ عند اہلِ سنت مومن ہے۔ جب مولوی دوست محمد قریشی اور مولوی محمد صدیق نے شور مچایا کہ یہاں لفظ خلیفہ ہے امام نہیں۔ تو مبلغ اعظم نے فرمایا کہ اوّلاً تو شرح فقہ اکبر کے اسی ص۸۴

پر دیکھو امام کا لفظ موجود ہے۔ اس بارہ والی روایت کی تمہید یوں شروع ہوتی ہے
والروافض تواالی بدل العشرۃ المبشرۃ بالجنۃ اثنا عشر اماماً ولم
یأت ذکر الائمۃ الاثنی عشر الا علی صفۃ ترد قولھم وتبطلہ۔
——— کہ روافض نے عشرہ مبشرہ کے بدلے بارہ اماموں کی محبت شروع کر دی
ہے۔ حالانکہ ذکر آئمہ اثناء عشر نہیں آیا۔ مگر ایسی صفت پر جو ان کے قول کو رَد کرتی ہے
اور اس کو باطل کرتی ہے۔

اس پر آپ نے فرمایا کہ بتائیے لم یأت ذکر الائمۃ الاثنی عشر کے بعد الا استثناء کا ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو یہ حدیث بقول مُلّا علی قاری سُنّیوں کے بارہ اماموں کی صفت ہوئی نہ کہ شیعوں کے۔ اگر یہاں ذکر نہ بھی ہوتا تو بھی آپ کے نزدیک خلیفہ اور امام میں کوئی فرق نہیں۔ کیونکہ ابوبکر کا قول الائمۃ من القریش شرح عقائد نسفی ص۱۱۲ یعنی امام قریش سے ہوں گے اور بارہ خلفاء والی حدیث میں بھی لفظ قریش موجود ہے اور آئمہ خیر و شر کا ذکر بھی کتاب صحیح مسلم ص۱۲۹ سے پیش کر چکا ہوں اور وہاں بھی لفظ آئمہ ہی ہے۔ معلوم ہوا کہ آپ کے نزدیک لفظ آئمہ اور خلیفہ میں کوئی فرق نہیں۔ جو آپ کے امام ہیں وہی آپ کے خلیفے ہیں اور جو خلیفے ہیں وہی امام۔

آپ کا یہ کہنا۔ وہاں یہ بھی تحریر نہیں ہے کہ یہ اہل السنت کے امام تھے۔ بلکہ وہاں تو ان بادشاہوں کا ذکر ہے جن پر لوگ کثیر تعداد میں جمع ہوئے ہوں۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ بارہ آپ کے امام نہیں ہیں سچ ہے۔

الحق ما شھدت بہ الاعداء یہی میں آپ کو منانا چاہتا تھا کہ یہ امام نہیں بلکہ بادشاہ ہیں۔ چونکہ ان بارہ میں پہلے تین ابوبکر، عمر اور عثمان ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ بھی بادشاہ اجماعی ہیں امام اور خلیفے نہیں۔ اور ان کے بعد چونکہ یزید اور معاویہ کا ذکر ہے اور سارے ایک سلک میں منسلک ہیں۔ معلوم ہوا کہ جیسے معاویہ اور یزید بادشاہ ہیں ویسے ہی یہ بادشاہ۔ جب آخر آ کر یہی کہہ دینا تھا کہ یہ امام حق نہیں بلکہ بادشاہ ہیں تو اتنا وقت کیوں ضائع کیا۔ لیجئے میں اقرار کرتا ہوں کہ یہ معاویہ اور یزید والی لڑی ہیں بادشاہ ہیں۔

اس کے بعد مبلغِ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! یہ تو ان کے خلیفے ہیں مگر ہمارے تو وہ ہیں جن کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔ ولنبلونکم بشیٍٔ من الخوف

والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اولئک علیھم صلوٰۃ من ربھم ورحمۃ واولئک ھم المھتدون۔ پ۲

جن کو خوف اور بھوک و پیاس سے آزمایا گیا۔ اور مالوں اور جانوں اور جگر کے پھلوں سے ان کی آزمائش ہوئی۔ مگر وہ نہ گھبرائے نہ پہاڑوں پر چڑھے "لا تحزن" کی تسلی کے محتاج ہوئے بلکہ ہر چیز قربان کر کے صلوٰۃ و درود کے مصداق ہوئے۔ ان پر خدا کی رحمت برسی وہی ہادی ہدایت یافتہ ہوئے۔ علم و حکمت، زہد و تقویٰ، عبادت و طہارت، شجاعت، سخاوت ان سے لوگوں نے سیکھی۔ ان کی نعشیں گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال ہوئیں۔ راہِ حق میں شہید ہوئے۔ ان کا خوف ظہورِ مہدیؑ کے وقت امن سے بدل جائے گا۔ خلافت کے دونوں زمانے ان کو نصیب ہوئے اوّلاً خوف کا دوسرا من بعد خوفھم امنا کا۔ اہل السنت کا یزید خلیفہ ہے اور ہمارا حسینؑ خلیفہ ہے جس کی لاشِ اطہر پر اس کی بہن نے فرمایا انت خلیفۃ الماضین وثمال الباقین۔

آخری تقریر مولوی محمد صدیق نے پانچ منٹ کی جس میں وہ کوئی نئی بات پیش نہ کر سکا وہی پرانے دلائل دہراتا رہا۔ جیسا کہ ان کی روئیداد کے ص۱۰ پر ذکر ہے کہ "آخری تقریر میں کوئی نئی دلیل پیش نہ ہو سکی" سنیوں کے چہرے فق ہو گئے۔ شیعہ باوجود روکنے کے خوشی کے نعرے لگا رہے تھے۔ پبلک نے اندازہ لگا لیا کہ نہ تو ثلاثہ کے پلے حقائق تھے اور نہ ان کے مریدوں کے اگر ان لوگوں کو حقائق سے دُور کا بھی واسطہ ہوتا تو اس قسم کے کھوکھلے دلائل دیکر سنیوں کی مٹی پلید نہ کرتے۔ محمد یعقوب سُنّی نے اور مولوی دوست محمد نے خفت مٹانے کے لئے مولوی محمد صدیق کو پانچ پانچ روپے دیئے اور چند آنے اور دونیاں اور بھی لوگوں نے محمد صدیق کو دیں جن کا شمار نہیں ہو سکا۔ موٹی رقمیں یہی تھیں۔ ؎

اسلام کے دامن میں بس دو ہی تو چیزیں ہیں
اِک ضربِ یداللّٰہی اِک سجدۂ شبیری

مناظرہ نمبر ۲

موضوعِ مناظرہ

اسلام و ایمانِ شیعہ

مدعی

مبلغِ اعظم مولینا محمد اسمٰعیل صاحب آف گوجرہ

معترض

مولوی محمد صدیق صاحب آف تاندلیانوالہ

شیعہ کا ایمان اور اسلام

تقریر مناظر شیعہ مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب

خطبہ کے بعد مبلغ اعظم نے آیتہ مبارکہ ان من شیعتہ لابراھیم پ۲۳۔ والصافات کہ "تحقیق اُس کے تابعداروں سے البتہ ابراہیم ہے" تلاوت کی۔ اس کے بعد فرمایا کہ حضرات! اس موضوع کا مطلب یہ دیکھنا ہے کہ شیعہ مومن اور مسلم ہیں کہ نہیں؟ سو یہ آسان بات ہے، ایمان اور اسلام کی تعریف کر کے دیکھ لیجئے کہ وہ کون سی چیزیں ہیں جن پر ایمان ضروری ہے اور وہ کون سے ارکان ہیں جن کا نام اسلام ہے۔ وہ چیزیں شیعہ میں پائی جائیں تو شیعہ مومن اور مسلم ہیں اور اگر نہ پائی جائیں تو نہیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ سُنیوں کے نزدیک واجب الایمان تین چیزیں ہیں توحید، نبوت، اور قیامت، سو بفضلہ تعالیٰ شیعوں کا ان تینوں پر کامل ایمان ہے۔

مبلغِ اعظم نے کتب شیعہ سے توحید، نبوت اور قیامت کے متعلق عبارتیں پڑھ کر اپنا عقیدہ ظاہر کیا اور فرمایا کہ مولوی محمد صدیق صاحب کو چاہیئے کہ وہ ہمیں ایمان اور اسلام سے خارج کرنے کے لئے ہماری کتابوں سے توحید، نبوت اور قیامت کا انکار دکھائیں۔ ہم اللہ کو وحدہٗ لاشریک، انبیاء علیہم السلام کو معصوم مبعوث من اللہ اور قیامت کو بمعنی حشر بالاجساد مانتے ہیں یعنی قیامت کو انہی جسموں کے ساتھ اُٹھنے کے قائل ہیں۔ چنانچہ آپ نے اعتقادیہ شیخ صدوقؒ سے اپنے دعویٰ کی تائید میں یہ عبارت پڑھی:۔

اعلم ان اعتقادنا فی التوحید ان اللہ واحد احد لیس کمثلہ شیئ قدیم لم یزل ولا یزال سمیعًا بصیرًا علیمًا حکیمًا حیًا قیومًا عزیزًا قدوسًا عالمًا قادرًا غنیًا لایوصف بجوھر ولا حرکۃ ولا سکون ولا زمان وانہ تعالیٰ متعال عن جمیع صفات خلقہ خارج عن الحدین حد الابطال وحد التشبیہ و

شیٔ لا کاشیا احد صمد لم یلد فیورث فلم یولد فیشارک ولم یکن لہ کفواً احد...... ومن نصب الی الامامیۃ غیر ما وصف فی التوحید فھو کاذب۔

ترجمہ:۔ واضح ہو کہ ہمارا عقیدہ توحید میں یہ ہے کہ اللہ ایک ہے یکتا ہے۔ کوئی چیز اس کی مثال نہیں۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہ ہر آواز کو بے آواز سنتا ہے۔ وہ ہر شئے کو بے آنکھ دیکھتا ہے (جانتا ہے وہ باخبر ہے۔ اس کا ہر علم بے عیب ہے۔ وہ زندہ ہے اُسے زوال نہیں۔ وہ غالب ہے وہ پاکیزہ ہے۔ وہ عالم ہے۔ وہ قادر ہے۔ وہ محتاج نہیں۔ نہ وہ جوہر ہے اور نہ عرض۔ نہ وہ جسم ہے اور نہ وہ صورت نہ وہ خط ہے اور نہ وہ سطح۔ نہ وہ ثقل ہے اور نہ خفت۔ نہ وہ حرکت ہے اور نہ سکون نہ وہ مکان ہے نہ زمان۔ وہ اپنی مخلوق کی صفتوں سے برتر ہے۔ اللہ دونوں حدوں سے خارج ہے۔ نہ حدِ ابطال میں ہے (کہ اس کے لئے کمال نہ ہو) اور نہ حدِ تشبیہ میں ہے (کہ اس کا کمال مخلوق کے مشابہ ہو) وہ شئے ہے مگر اشیاء کے مانند نہیں۔ وہ یکتا بے نیاز ہے۔ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا کہ اُسے اپنا وارث بنائے۔ نہ وہ کسی شئے سے پیدا ہوا کہ اس کا شریک کہلائے۔ کوئی اس کا ہمسر نہیں اور ہم رُتبہ بھی نہیں۔ جو شخص مذہب امامیہ کی طرف ان کے ماسوا کو نسبت دے۔ جو باب توحید میں مذکور ہوئے وہ جھوٹا ہے۔

اس کے بعد آپ نے نہج البلاغۃ اور صحیفہ سجادیہ سے توحید اور حمد کے خطبوں کی طرف توجہ دلائی۔ اور فرمایا کہ جو شخص اللہ کی توحید کی معرفت حاصل کرنا چاہے وہ آئمہ علیہم السّلام کے کلام میں توحید اور حمد کے بہتے ہوئے دریا دیکھے۔ اس کو تشبیہ کی بجائے تنزیہہ کے انوار نظر آئیں گے۔

عقیدہ نبوّت

آپ نے فرمایا کہ ہم انبیاء علیہم السّلام کو مبعوث، معصوم اور مطہر مانتے ہیں اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کافۃ للناس رحمۃ للعالمین اور خاتم النّبیّین مانتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے نہج البلاغۃ جلد اوّل ص ۱۸۵

سے جناب امیرالمومنین علیہ السلام کا یہ کلام فاستودعهم فی افضل مستودع واقرّهم فی خیر مستقرّ تناسختهم کرائم الاصلاب الی مطهرات الارحام کلّما مضیٰ منهم سلف قام منهم بدین الله خلف حتیٰ انفضت کرامة الله سبحانه الی محمّد صلی الله علیه و آله وسلم فاخرجه من افضل المعادن منبتاً ، واعز الاورمات مغرسا من الشّجرة الّتی صدع منها انبیاءه وانتخب منها امناءه۔

ترجمہ :- انبیاء علیہم السّلام کو امین بنایا۔ بہترین امانت میں اور بہترین مقام میں اُن کو قرار بخشا۔ ان کو شریف پشتوں، پاک رحموں کی طرف منتقل کیا، ان میں سے جب کوئی بزرگ گذرا تو دینِ خدا کے قیام کے لئے دوسرا ان میں سے خلیفہ ہوگیا۔ حتّٰی کہ خدا کی کرامت نے ان تمام شرافتوں کو محمّد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تک پہنچا دیا۔ پس آپ کو خدا نے بلحاظ منبع و مولد بہترین معادن یعنی خاندان اور بلحاظ پیدائش عزیز ترین خانوادہ میں پیدا کیا۔ وہ ایسا شجرۂ طیبہ ہے جس سے اُس نے اپنے انبیاء کو مخصوص کیا اور اپنے امینوں کو چُنا"۔

ختمِ نبوّت

مبلّغِ اعظم نے اس کے بعد فرمایا۔ کہ ہم حضورِ پُر نُور کو خاتم النّبیّین مانتے ہیں۔ جیسا کہ ہمارے مولا جناب امیر علیہ السّلام نے فرمایا کہ بابی انت وامّی یا رسول الله لقد انقطع بموتك مالم ینقطع بموت غیرك من النبوّة والانباء واخبار السماء۔

ترجمہ :- یعنی یا رسول اللہؐ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ کی موت سے وہ چیز قطع ہوگئی جو آپ کے غیر کی موت سے قطع نہیں ہوتی تھی۔ یعنی اخبارِ وحی اور اخبار آسمانی۔ دیکھئے نہج البلاغت جلد ۲ ص ۲۵۵ مطبوعہ مصر۔ پھر آپ نے اصول کافی مطبوعہ ایران ص ۸۱ سے بقول صادق آلِ محمدؐ و باقرؑ علوم انبیاء

علیہما السلام سے یہ حدیث پڑھی لقد ختم اللہ بکتابکم الکتب و ختم نبیکم الانبیاء۔ کہ اے اللہ کے بندو (اے امتِ محمدیہ) تمہاری کتاب کے ساتھ تمام کتابوں کو ختم کر دیا اور تمہارے نبیؐ کے ساتھ تمام نبیوں کو ختم کر دیا پھر آپ نے اعتقادیہ شیخ صدوقؒ ص۵۷ سے اعتقاد بعثت بعد الموت اور اعتقاد فی الحوض الکوثر اور اعتقاد فی الشفاعت پیش کیا۔

اس کے بعد مبلغِ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! اب

مولوی محمد صدیق اور اس کے مذہب کا عقیدہ

بھی سن لیجئے۔ ارشاد فرمایا کہ سنیوں کا نہ تو خدا ہی منزہ ہے نہ ہی نبی معصوم ہیں اور نہ ہی یہ لوگ آقائے نامدار کی ختمِ نبوت کو مانتے ہیں اور نہ ہی قیامت میں عدلِ خداوندی کے قائل ہیں۔ ان کے تنزیہہِ خداوندی کا تو یہ حال ہے کہ روزِ قیامت خداوند تعالیٰ اپنا قدم جہنم میں ڈال دے گا۔ جیسا کہ صحیح بخاری جلد ۲ ص۹۸۵ اور کتاب الاسماء والصفات بیہقی کے ص۲۵۳ مطبوعہ الہ آباد ہند، اور اس کی پنڈلی ننگی ہو جائے گی اور اس کا بازو بالشت، انگلیاں اور ہتھیلی سب موجود ہیں۔ دیکھو کتاب الاسماء والصفات ص۲۳۰ اور عدلِ خداوندی کا تو یہ حال ہے کہ خیرہ وشرہ سے ہر نیکی بدی خدا کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ باقی رہا عصمتِ انبیاء کا قصہ تو اہلِ سنت کی تفسیر کبیر جلد ۸ میرے ہاتھ میں ہے اس کے ص۲۲۴ کی عبارت سنیئے کہ:۔

فاعلم ان بعض الناس ذھب الی انہ کان کافرا فی اول الامر ثم ھداہ اللہ وجعلہ نبیا قال الکلبی وجدک ضالا یعنی کافرا فی قوم ضلال فھداک للتوحید و قال السدی کان علی دین قومہ اربعین سنۃ وقال مجاھد وجدک ضالا عن الھدیٰ فھداک لدینہ۔

یعنی علمائے اہل السنت سے بعض لوگ اس طرف بھی گئے ہیں کہ حضورؐ ابتدائے امر میں کافر تھے (معاذ اللہ) پھر اللہ نے آپ کو ہدایت کی اور نبی بنایا۔ اور کلبی نے کہا ہے کہ

وجدک ضالاً کا یہ مطلب ہے کہ خدا نے حضورؐ کو قوم گمراہ میں کافر پایا۔ پس توحید کی ہدایت کی۔ اور سدی کا قول ہے کہ حضورؐ چالیس سال تک اپنی قوم کے دین پر ہی تھے۔ اور مجاہد نے کہا ہے کہ وجدک ضالا کا یہ مطلب ہے کہ خدا نے آپ کو ہدایت سے گمراہ پایا (معاذاللہ)۔ پس اپنے دین کی ہدایت کی۔

مبلغ اعظم نے پوچھا۔ حضور یہ سدی، کلبی، مجاہد وغیرہم کس مذہب کے ہیں اور تفسیر کبیر کس مذہب کی کتاب ہے؟ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اگر حضورؐ اصلاب طاہرہ سے ارحام طاہرہ کی طرف ہوتے آئے ہیں تو پھر تم حضورؐ کے آباء و اجداد کو کافر اور مشرک کیوں کہتے ہو؟ انما المشرکون نجس کی رو سے تو مشرک نجس ہیں۔ اور جو نجس ہوگا وہ طاہر کیسا؟ اگر کافر و مشرک نہیں کہتے ہو تو تمہاری ان کتابوں کا کیا مطلب ہوا؟ اگر اب بھی آپ کی تسلی نہ ہو تو دیکھئے یہ فقہ اکبر میرے ہاتھ میں ہے اس کے صنہ ۱۳۰ کی عبارت سنیئے و والدا رسول اللہ ماتا علی الکفر یعنی بقول امام اعظم ابوحنیفہ حضورؐ کے والدین کریمین (معاذاللہ) کافر تھے۔

تفسیر کبیر جلد ۴ صنہ ۱۱ سے درباب آباء و اجداد رسالتمآب شیعہ سنی کے اعتقاد کی عبارت بھی ذرا غور سے سُنیئے:۔

قالت الشیعۃ ان احداً من اباء الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام و اجدادہٗ ماکان کافراً۔

یعنی شیعہ اس بات کے قائل ہیں کہ حضورؐ کے آباء و اجداد میں سے کوئی بھی کافر نہ تھا اس پر وہ قرآنی دلیل دیتے ہیں و اما اصحابنا فقد زعموا ان والد رسول اللہ کان کافرا۔ لیکن ہم اہل سنت کے اصحاب کا یہ زعم ہے کہ حضور کا والد معظم کافر تھا (معاذاللہ)۔

مبلغ اعظم نے بآواز بلند فرمایا کہ لوگو! یہ ہے مذہب سنی میں خاندان رسول کی شرافت و نجابت، کیا اسی کا نام اسلام ہے؟ باقی رہا

ختم نبوت

اگر یہ لوگ ختم نبوت کے قائل ہوتے تو مرزا قادیانی جیسے لوگ اصحاب ثلاثہ کی خلافت

کو مان کر اور کتب صحاح ستہ کو بھی صحیح جان کر اصولاً و فروعاً سنیوں کے ساتھ متفق ہو کر دعویٰ نبوت کیوں کرتے ؟ چنانچہ آپ نے موضوعات ملا علی قاری صـ۵۸ سے یہ عبارت پیش کی :-

فلا ینافض قولہ تعالیٰ خاتم النبیین اذا لمعنی انہ لا یاتی نبی بعدہ ینسخ ملتہ ولم یکن من امتہ -

یعنی حضورؐ کے بعد کسی نبی کا آنا خدا کے قول خاتم النبیین کے مخالف نہیں ہے - کیونکہ اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ حضورؐ کے بعد کوئی نبی ایسا نہیں آئے گا جو آپ کی ملت کو منسوخ کردے اور آپ کی اُمت سے نہ ہو"

تو سُنی علماء کے رنگ زرد ہو گئے - آپ نے فرمایا یا معشر العلماء باللہ - خبردار او احرار و تنظیم کے عالمو ! تاج و تخت ختم نبوت کے جھوٹے محافظو ! خدا لگتی کہو کہ ملا علی قاری اور مرزا قادیانی کے ترجمہ میں کیا فرق رہا -

اگر مرزا قادیانی کافر ہے تو ملاّ علی قاری کیا ہیں ؟

یہ ہے تمہاری ختم نبوت جس کے لیے عوام کو لوٹتے پھرتے ہو - بتاؤ تمہارا ایمان ثابت ہو رہا ہے یا ہمارا ؟ کیا ایمان و اسلام کی جملہ شرائط اہل سُنت میں موجود ہیں یا شیعوں میں ؟ اس کے بعد آپ نے تعریفِ اسلام میں مشکوٰۃ شریف صـ۱۲ سے یہ حدیث پیش کی عن ابن عمر قال رسول اللہ بنی الاسلام علی خمس شھادۃ ان لا الہ الا اللہ و ان محمد رسول اللہ و اقام الصلوٰۃ و ایتاء الزکوٰۃ و الحج وصوم رمضان -

کہ حضورؐ نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے " اولاً توحید ثانیاً نبوت ثالثاً نماز ، روزہ ، حج ، زکوٰۃ کا قائل ہو"

آپ نے پوچھا کہ اگر شیعہ خارج از اسلام ہیں تو مذکورہ ارکانِ اسلام میں سے وہ کون سے رُکن ہیں کہ جن کے شیعہ قائل نہیں ؟ کسی شیعہ کتاب سے تو ثابت کرو -

مبلغ اعظم نے فرمایا حضرات ! شریعت کی ابتداء حضرت نوح علیہ السلام سے ہوتی ہے - جیسا کہ خداوند عالم کا ارشاد ہے :- شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحاً اور مذہب شیعہ کی ابتداء حضرت ابراہیمؑ سے ہوئی ہے - جیسا کہ میں پہلے پیش کر چکا

ہُوں کہ انّ من شیعتہٖ لابراھیم یعنی بانیٔ شریعت حضرت نوحؑ ہیں اوران کے شیعہ حضرت ابراہیمؑ اور ہم ساری اُمّتیں ملّتِ ابراہیمؑ پر چلنے والے لوگ ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ مذہب شیعہ جب محمدؐ و آلِ محمدؐ علیہم السّلام کا مذہب ہے تو ان لوگوں کے مومن و مسلمان ہونے میں کیا کلام ہے۔ کیا محمدؐ و آلِ محمد علیہم السّلام کے متبع بھی کافر ہو سکتے ہیں؟ چنانچہ آپ نے اپنے دعویٰ کے اثبات میں مندرجہ ذیل ثبوت اہل سُنّت کی کتابوں سے پیش کئے۔

۱۔ شرح مواقف ص۷۵۲ الفرقۃ الثانیہ فی کبار الفرق الاسلامیہ الشیعۃ ھم الذین شایعوا علیًا و قالوا انّہ الامام بعد رسول اللہ بالنّص اما جلیا و اما خفیا و اعتقدوا انّ الامامۃ لا یخرج عنہ و عن اولادہ۔

یعنی اسلام کے بڑے فرقوں سے دوسرا فرقہ شیعہ ہے اور شیعہ وہ لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے علیؑ علیہ السّلام کی پیروی کی ہے اور وہ اس امر کے قائل ہیں کہ بعدِ رسُولؐ علیؑ امام حق ہے ساتھ نص کے۔ خواہ نص جلی ہو یا خفی۔ اور ان کا یہ اعتقاد ہے کہ امامت علیؑ اور اولادِ علیؑ سے باہر نہیں جاسکتی۔

۲۔ الملل والنّحل مطبوعہ بمبئی ص۶۷ میں بھی شیعہ کی یہی تعریف ہے۔

۳۔ تاریخ طبری جلد ۶ ص۳۶ مطبوعہ مصر ثبت علیہ الشیعۃ فقالوا فی اعناقنا بیعۃ ثانیۃ نحن اولیاء من والیت واعداء من اعدیت۔

کہ جب علی علیہ السّلام کو اصحابِ جمل اور اصحاب جنگِ صفین اور قوم خوارج نے چھوڑ دیا تو شیعہ حضرات علیؑ کے ساتھ ثابت قدم رہے اور کہا کہ اے امیرالمؤمنینؑ! ہماری گردن میں دوبارہ بھی آپ ہی کی بیعت ہے۔ ہم اُس کے دوست ہیں۔ جس کے آپ دوست ہیں اور اس کے دشمن ہیں جس کے آپ دشمن ہیں۔

۴۔ قاموس جلد ۳ ص۴۱ اور

۵۔ تفسیر مدارک مطبوعہ ہند ص۴۳ حاشیہ ۷ سے بھی شیعہ کی یہی تعریف پیش کی۔

آپ نے فرمایا حضرات! اگر شیعہ اسلام و ایمان سے خارج ہوتے تو حضورؐ مہبط وحی و انوار۔

شیعہ کے حق میں پیشین گوئی

کیوں فرماتے کہ عن جابرؓ بن عبد اللہ قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فاقبل علی فقال النبی والذی نفسی بیدہ ان ھذا و شیعتہ لھم الفائزون یوم القیامۃ۔

کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق ہم حضور پُرنور کے پاس بیٹھے تھے۔ پس حضرت علیؑ آئے پس نبی کریمؐ نے فرمایا۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے "تحقیق یہ علیؑ اور اس کے شیعہ روزِ قیامت ضرور کامیاب اور نجات پانے والے ہوں گے۔"

دیکھئے تفسیر فتح القدیر جلد ۲ ص۴۶۴ اور یہ ہے تفسیر درمنثور جلد ۶ ص۳۷۹ اور تفسیر ابن جریر جلد ۳۔ ان میں بھی یہی روایت موجود ہے۔ کیا اب بھی شیعوں کے اسلام اور ایمان میں شک ہے؟ لیجئے صواعق محرقہ ص۹۶ کی عبارت بھی سن لیجئے اور یہی عبارت فتح القدیر میں بھی ہے:۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال لما نزلت ھذہ الآیۃ ان الذین آمنوا وعملوا الصٰلحٰت اولٰئک ھم خیر البریہ قال رسول اللہ لعلی ھو انت وشیعتک یوم القیامۃ راضیین مرضیین۔

کہ حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ تحقیق وہ لوگ جو ایمان لائے اور اُنہوں نے اچھے اعمال کئے وہی ساری دنیا سے بہتر ہیں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے امیر المومنین کو فرمایا کہ وہ آپ اور آپ کے شیعہ ہیں۔ روزِ قیامت خدا ان سے راضی ہوگا اور وہ خدا سے راضی ہوں گے۔

حضرات! یہ تھی اصل تقریر مبلغ اعظم کی جسے مولوی محمد صدیق وغیرہم نے درذیل سطروں میں ہی درج کر کے اپنی دیانت کا ثبوت دیا ہے۔ شیعہ مناظر کی تقریر کے جواب میں سُنّی مناظر مولوی محمد صدیق صاحب نے جو تقریر کی یا بعد میں گھڑی اس کو ہم من وعن اُن ہی کی مطبوعہ روئیداد ص۱۹ سے نقل کرتے ہیں۔

مناظر اہل سُنّت کی تقریر

حضرات! مولوی محمد اسماعیل صاحب نے انّ من شیعتہٖ لابراھیم پڑھ کر لوگوں کو مغالطے میں مبتلا کر دیا ہے۔ کیونکہ بات موجودہ شیعوں کے ایماندار اور بے ایمان ہونے پر چل رہی ہے۔ حضرت ابراہیم شیعہ تھے یا سُنّی اس میں گفتگو نہیں ہے۔ مولوی صاحب نے خواہ مخواہ غلط مبحث کر دیا ہے۔

نیز حضرات! ابراہیم علیہ السلام بھی کسی کے تابعدار ہوں۔ نیز حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے کبھی بھی اپنے کو شیعہ نہیں کہا بلکہ کان حنیفًا مسلمًا یعنی وہ پاک مسلمان تھا اور اگر حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے متعلق وارد شدہ لفظ شیعہ سے شیعہ مذہب کی حقانیت کو تسلیم کر لیا جائیگا تو مولوی صاحب جواب دیں۔

آیت ۱: انّ الّذین فرّقوا دینکم وکانوا شیعا منھم فی شئ۔

ترجمہ:۔ جن لوگوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور بن گئے شیعہ۔ اے محمّد مصطفیٰ تُو ان میں سے نہیں ہے۔

(سُنّی مناظر صاحب نے تو اس آیت کا ترجمہ ہی غلط کیا تھا۔ مگر مؤلّف صاحب نے تو آیت ہی سرے سے غلط لکھ دی۔ صحیح آیت اور صحیح ترجمہ ہماری جوابی تقریر میں ملاحظہ فرمائیے۔)

آیت ۲: انّ فرعون علا فی الارض وجعل اھلھا شیعًا۔

ترجمہ:۔ بیشک فرعون نے زمین میں تکبّر کیا تھا اور اپنے اہل وعیال کو شیعہ بنا دیا تھا۔

آیت ۳: فو ربّك لنحشرنھم والشیٰطین ثم لنحضرنھم حول جھنّم جثیا ثم لننزعن من کلّ شیعۃ ایّھم اشدّ علی الرّحمٰن عتیاً۔

ترجمہ:۔ مجھے تیرے خدا کی قسم اے محمّد ضرور ان کو اور شیطانوں کو ہم قیامت کے دن کھڑا کر دیں گے، اس کے بعد حاضر کریں گے دوزخ کے اردگرد زانو کے بل۔ پھر ضرور نکالیں گے تمام شیعوں سے اُس شیعہ کو جو کہ رب کا سب سے بڑا نافرمان ہے۔

مولوی محمد صدیق مناظر اہلِ سنت نے اس قسم کی متعدد آیتیں پڑھ کر یہ ثابت فرمایا کہ شیعہ سے مراد اگر مذہب شیعہ ہے تو پھر مولوی صاحب کو چاہیئے کہ ان آیات کا جواب دے۔

و نہج البلاغہ ص مطبوعہ بیروت میں ہے قال علی علیہ السلام سیھلک فی صنفان محب مفرط یذھب بہ الحب الی غیر الحق۔

حضرت علیؑ نے فرمایا۔ میرے متعلق دو ٹولے ہلاک ہوں گے۔ ایک وہ جو میری محبت کی وجہ سے حق کو چھوڑ دیں گے۔ ظاہر ہے کہ اس سے مراد اہلِ تشیع کے سوا اور کوئی نہیں معلوم ہوا کہ تم ہی ہو جو مطابق ارشاد حضرت علی مرتضےٰ ہلاک ہونے والے ہو اور ناحق مذہب سے وابستہ ہو۔

شیعہ مناظر کی تقریر

مبلغ اعظم نے اپنے پیش کردہ دلائل کا سنی مناظر سے جواب نہ پاتے ہوئے اپنی دوسری تقریر میں بھی دوبارہ انّ من شیعتہ لابراھیم کی آیت تلاوت کرنے کے بعد فرمایا کہ حضرات! مولوی محمد صدیق صاحب نے میری پیش کردہ عبارتوں، آیتوں اور احادیث کا کوئی جواب نہیں دیا۔ مگر لیجئے میں ان کی ہر بات اور ہر اعتراض کا جواب عرض کرتا ہوں۔

نوٹ از مؤلف:۔ حضرات یہاں پر مولوی محمد صدیق صاحب کی اصل تقریر اور روئیداد نقل کردہ تقریر کا اختلاف ہوگیا ہے۔ دورانِ تقریر تو مولوی محمد صدیق صاحب نے انّ من شیعتہ لابراھیم کے جواب میں کہا تھا کہ حضرت ابراہیمؑ آذر کی پارٹی سے ہیں اور ان من شیعتہ میں ھو کی ضمیر کا مرجع آذر ہے۔ مطلب یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام گروہِ آذر سے تھے۔ اس پر مبلغ اعظم نے سنی تفاسیر کا انبار میز پر لگا دیا کہ دیکھو من شیعتہ کی ضمیر حضرت نوح علیہ السلام کی طرف جاتی ہے۔ مطلب یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نوح علیہ السّلام کے شیعوں میں سے تھے۔ چونکہ مولوی محمد صدّیق صاحب مناظرہ حضرت کیلیانوالہ تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ میں بھی اس

کے جواب سے عاجز آ گئے ہوئے تھے اور آپ اس مناظرہ میں بھی ان تفاسیر کے جوابات کی بجائے دم بخود ہو کر رہ گئے اور ان کے اپنے ساتھی احراری تنظیمی اور دیوبندی علماء نے بھی ان کی ملامت کی۔ لہٰذا اپنی مرتب کردہ روئیداد میں اصل تقریر کو چھپا گئے۔ تاکہ حلقۂ علماء میں آپ کی رسوائی نہ ہو۔ مگر ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش
من انداز قدت را می شناسم

یہ ہے ان حضرات کی دیانت لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

یہ جو لکھا ہے "بات موجودہ شیعوں کے ایماندار ہونے میں چل رہی ہے لہٰذا ابراہیمؑ شیعہ تھے یا سُنّی اس میں گفتگو نہیں۔

یہ میرے دوستوں کی چالاکی ہے۔ بات اسی میں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ شیعہ تھے یا سُنّی۔ کیونکہ وہ ہمارے امام ہیں اور ہمیں حکم خداوندی بھی ہے کہ فاتبع ملۃ ابراھیم حنیفا۔ یعنی دیگر مذاہب سے بیزار ہو کر ملتِ ابراہیمؑ کا اتباع اور پیروی کرو۔ سو ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم شیعان حیدر کرار حضرت ابراہیمؑ کی اصل ملت پر ہیں۔ اور درود ابراہیمی میں صلوٰۃ و درود، محمدؐ و آلِ محمدؐ اور ابراہیمؑ و آلِ ابراہیمؑ پر بھی ہے جس کا معنیٰ یہ ہے کہ امامت و خلافت حضرت ابراہیمؑ سے لے کر محمد مصطفےٰ تک آلِ ابراہیم کا حق ہے اور محمد مصطفےٰ سے لیکر قیامت تک آلِ محمدؐ کا حق اور یہی عقیدۂ شیعہ ہے۔

اصول و فروع میں کون سی بات موجودہ شیعوں کی ملتِ ابراہیمی کے خلاف ہے؟ اور جو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نبی تھے اور شیعہ متبع کے معنی کے ساتھ مستعمل ہوتا ہے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ حضرت ابراہیم بھی کسی کے تابعدار ہوں" تو یہ مولوی محمد صدیق اور ان کے رفقاء کی بے علمی پر دال ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت ابراہیمؑ نبی بھی تھے اور تابعدار بھی۔ نبوت اور اتباع میں کوئی تضاد نہیں۔ فبھدٰھم اقتدہ حضورؐ کو حکم ہے کہ آپ سابقہ انبیاء کی اقتداء کرو اور فاتّبع ملّۃ ابراھیم میں بھی حضورؐ کو ہی حکم ہے کہ آپ ملتِ ابراہیم کی تابعداری کرو۔ نبی ہونا اس کے منافی نہیں۔ کہ دوسرے کا اتباع کیا جائے۔ حضرت ابراہیمؑ

اپنی جگہ پر مستقل نبی بھی تھے اور حضرت نوح علیہ السّلام کے تابعدار بھی تھے۔ یہی ترجمہ شاہ عبد القادر اور شاہ رفیع الدین نے کیا ہے اور یہی سُنّی تفاسیر میں لکھا ہے دیکھو درسی تفسیر جلالین ص۲۷۶ وان من شیعتہ ای فمن تابعہ فی اصل الدین لابراھیم وان طال الزمان بینھما وھو الفان وستمائۃ واربعون سنۃ وکان بینھما ھود وصالح کہ ان من شیعتہ کا ترجمہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ ان لوگوں سے تھے جنہوں نے حضرت نوح علیہ السّلام کی اصولِ دین میں تابعداری کی۔ اگرچہ ان دونوں کے درمیان بہت دراز عرصہ گذر چکا تھا۔ یعنی دوہزار چھ سَو چالیس سال اور دو نبی ھودؑ اور صالحؑ علیہ السّلام بھی ان دونوں کے درمیان گذر چکے تھے۔ اور یہی دیگر اہل سُنّت کی تفاسیر میں بھی ہے۔ باقی رہے مولوی محمد صدیق صاحب کی پیش کردہ آیات۔ سو ان میں بھی ان کی دیانت وخیانت اور جہالت کا نمونہ دیکھ لیجئے۔

آیت ۱ ان الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعًا لست منھم فی شئ۔ اس کا مولوی صاحب نے ترجمہ کیا ہے۔ کہ جن لوگوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور بن گئے شیعہ۔ اے محمدؐ تُو ان میں سے نہیں ہے۔

حضرات! اس میں مولوی محمد صدیق صاحب کی خیانت یہ ہے کہ لفظ شیعا جمع ہے۔ اور اس کا ترجمہ بن گئے شیعہ بصورت واحد کردیا ہے۔ جمع کا ترجمہ واحد کرنا جہالت نہیں تو اور کیا ہے؟ بسا اوقات کسی شئے کا واحد اچھا ہوتا ہے اور جمع بُری جیسے ءَ ارباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القھار کی آیت صاف پکار رہی ہے کہ لفظ رب جو واحد ہے بہتر اور اس کی جمع ارباب بُری ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ارباب نہ بناؤ۔ تو رب بھی نہ بناؤ۔ لفظ رب واحد توحید پہ دال ہے۔ اور ارباب شرک پہ سو وہ بُرا ہے۔ اسی طرح لفظ شیعہ جس کے معنی ایک مذہب، ایک ملت، ایک فریق اور ایک گروہ کے ہیں بہتر ہے، وحدت اسلامی پر دال ہے اور لفظ شیعا اس کی جمع جس کے معنی مختلف گروہ مختلف فرقے ہیں تشتت اور تفریق پر دال ہے ان الذین فرقوا میں باب تفعیل خود فرقوں کی کثرت پر دلالت کرتا ہے۔ وحدتِ اسلامی اور اتحاد بین الملل کے خلاف ہے۔ چنانچہ یہی ترجمہ اس آیت کا اہلحدیث اور اہلسنّت

کی مستند کتاب "اعلام الموقعین" جلد ۲ صفحہ ۳۲۱ مطبوعہ مصریہ علامہ ابن قیّم فرماتے ہیں کہ :-

ان الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا وھولاء ھم اھل التقلید باعیانھم بخلاف اھل العلم فانھم وان اختلفوا لم یفرقوا دینھم ولم یکونوا شیعا بل شیعۃ واحدۃ متفقۃ علی طلب الحق وایثارہ عند ظھورہ نقدیمہ علی کل ما سواہ فھم طائفۃ واحدۃ قد اتفقت مقاصدھم وطریقھم فالطریق واحد والقصد واحد والمقلدون بالعکس مقاصدھم شتّٰی وطرقھم مختلفۃ فلیسوا مع الائمۃ فی القصد ولا فی الطریق -

ترجمہ :- علامہ ابن قیّم فرماتے ہیں کہ الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا سے مراد اہلِ تقلید ہیں جو جُدا جُدا اپنے اماموں کی تقلید کرتے ہیں (یعنی حنفی ، شافعی ، مالکی ، حنبلی وغیرہم) برخلاف اہلِ علم کے - پس وہ باوجود اختلاف فی المسائل کے اپنے دین میں تفرقہ نہیں پیدا کرتے اور نہ ہی وہ مختلف فرقے بنتے ہیں بلکہ ایک شیعہ ہو کر طلبِ حق پر متفق رہتے ہیں اور حق کو ہر چیز پہ مقدم سمجھتے ہیں - فھم طائفۃ واحدۃ وہ ایک ہی مذہب اور گروہ کے پیروکار ہوتے ہیں - ان کا طریق ، طریقِ واحد ہوتا ہے اور اس کے برخلاف مقلدوں کے مقاصد بھی مختلف ہوتے ہیں اور راستے بھی مختلف - پس وہ آئمہ حق کے ساتھ نہ قصد میں اور نہ ہی راستے میں جمع ہوتے ہیں -

حضرات ! یہ ہے مطلب اس آیت کا کہ شیعہ واحد بنو نہ کہ متعدد مذاہب میں بٹو - اور یہی مطلب ہے فرمان خداوندی واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا کا خدا نے اختلاف کرنے سے روکا ہے - مگر مولوی محمد صدیق صاحب از راہِ جہالت یا خیانت عوام کو مذہب شیعہ خیر البریہ کی رد میں یہ آیت سُنا رہے ہیں -

آیت ۲ :- ان فرعون علا فی الارض وجعل اھلھا شیعا کا ترجمہ

مولوی صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ بیشک فرعون نے زمین پر تکبر کیا تھا، اور اپنے اہل و عیال کو شیعہ بنا دیا تھا۔

واہ! عالم اہل حدیث اور پھر اتنے علماء میں منتخب شدہ مناظر کی یہ حالت ع
ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیئے

حضرات! یہاں تو مولوی صاحب محمد صدیق اینڈ کمپنی نے تو کمال ہی کر دیا مجھے تو ان کی علمیت اور عربی دانی میں بھی شک ہو رہا ہے اور حیرت کا مقام ہے کہ اس قدر احراری، دیوبندی اور تنظیم اہل سنت کے علماء ان کے ارد گرد سٹیج پر بیٹھے ہیں وہ انہیں نہیں سمجھا سکتے۔ اور اگر یہ سب کچھ عمداً ہی کیا یا کرایا جا رہا ہے تو یاد رکھو قرآن مجید کے ساتھ جو لکھیا عمداً کرے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اب ذرا سنیئے **اھلھا** کی ضمیر مؤنث ہے اور فرعون مذکر اور ترجمہ فرمایا ہے کہ "اپنے اہل و عیال اور ضمیر ہا کو فرعون کی طرف پھیر دیا۔ حالانکہ وہ ارض یعنی زمین کی طرف پھر رہی ہے۔ حاصل مطلب یہ کہ فرعون نے زمین کے لوگوں کو مختلف مذاہب میں تقسیم کر دیا تاکہ باہم لڑتے رہیں اور اس کی شاہی کو کوئی خطرہ نہ ہو۔ چنانچہ شاہ عبدالقادر صاحب اس آیت کا یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ فرعون چڑھ رہا تھا ملک میں، اور کر رکھے تھے وہاں کے لوگ کئی جتھے۔ اور شاہ رفیع الدین صاحب یہ ترجمہ کرتے ہیں۔ کہ تحقیق فرعون نے تکبر کیا بیچ زمین کے اور کیا تھا لوگوں کو اس نے فرقے مختلف۔ اور تفسیر حسینی میں ہے کہ **جعل اھلھا** اہل مصر را از قبطیاں و سبطیاں شیعا گروہ گروہ و ہر گروہے را بکارے نامزد کردہ۔ اور تفسیر بیضاوی ص ۸۲ جلد ۲ میں ہے کہ **او اخزا بابان اعز و بینھم العداوۃ کی لا یتفقوا علیہ** یعنی فرعون نے اہل مصر کے کئی گروہ اور حزب بنا دیئے تاکہ اُن میں عداوت رہے اور وہ اس کے بر خلاف اتفاق کر کے اس کی حکومت کو نقصان نہ پہنچا سکیں۔

حضرات! یہاں بھی حق تعالیٰ نے مختلف فرقے بننے اور بنانے کی مذمت کی ہے نہ کہ شیعہ واحدہ فرقہ واحدہ اور مذہب واحد کی اور ہمیشہ جب مختلف فرقے بنتے ہیں تو ایک فرقہ حق پر ہوتا ہے اور باقی مصنوعی نقلی اور کاذب ہوتے ہیں۔ چنانچہ اہل مصر کے گروہوں میں بھی ایک گروہ حق پر تھا اور وہ حضرت موسیٰؑ کا گروہ تھا۔ جیسا کہ خداوند عالم نے اسی آیت کے آگے ہی فرمایا ہے۔ لیجئے ہم پوری آیت پیش کرتے ہیں۔ ان

فرعون علا فی الارض وجعل اھلھا شیعا یستضعف طائفۃ منھم یذبح ابناء ھم ویستحی نساء ھم انہ کان من المفسدین۔

یعنی تحقیق فرعون نے تکبّر کیا بیچ زمین کے، اور کیا تھا اس نے لوگوں کو مختلف فرقے۔ ضعیف جانتا تھا ایک فرقے کو اُن میں سے اور ذبح کرتا تھا اُن کے بیٹوں کو تحقیق تھا وہ مفسدوں سے۔

مبلّغِ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! مولوی محمد صدیق صاحب سے پوچھ کر طائفہ کی ضمیر شیعًا کی طرف جاتی ہے یا نہیں۔ اگر جاتی ہے تو شیعہ واحدہ اور طائفہ واحدہ حق پر ہوا یا نہیں اور وہ فرقہ بنی اسرائیل کا تھا یا نہیں؟ اور اسی فرقہ کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے یا نہیں کہ و دخل المدینۃ علی حین غفلۃ من اھلھا فوجد فیھا رجلین یقتتلان ھذا من شیعتہ وھذا من عدوہ فاستغاثہ الذی من شیعتہ علی الذی من عدوہ۔ پ۲۰ سورہ قصص۔

یعنی موسیٰ علیہ السّلام شہر میں لوگوں کی غفلت کے وقت داخل ہوئے پس اس میں آپ نے دو آدمی لڑتے ہوئے پائے، یہ آپ کے شیعوں میں سے تھا۔ اور یہ آپ کے دشمنوں میں سے۔ پس فریاد کی اس نے جو آپ کے شیعہ سے تھا۔ اوپر اُس شخص کے جو آپ کے دشمنوں سے تھا۔ دیکھئے اس آیت نے صاف فیصلہ کر دیا کہ فرعون نے اگرچہ زمین میں بے شمار گروہ بنا دیئے تھے مگر سچا گروہ بنی اسرائیل کا تھا اور انہی کا نام شیعہ موسیٰ ہے۔ باقی خدا و رسولؐ کے عدو یعنی دشمن تھے۔ اور یہی مطلب ہے حضور رسالتمآب صلعم کی اس حدیث کا ستفترق امتی علی ثلاثۃ وسبعین فرقۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ (ابن ماجہ باب افتراق الامت)۔ یعنی میری اُمّت کے تہتر فرقے ہو جائیں گے، تمام دوزخ میں جائیں گے۔ مگر ایک مذہب جنّت میں جائے گا۔ اور دوسری حدیث میں حضورؐ نے فرمایا کہ جنّت میں جانے والے علیؑ اور اس کے شیعہ ہیں۔ جیسا کہ پہلی تقریر میں بیان کر چکا ہوں کہ وہ شیعہ ہیں۔ بموجب اُس حدیث کے یا علی انت و شیعتکؑ فی الجنۃ (صواعق محرقہ ص۹۶)

آیت ۳۔ جو مولوی محمد صدیق صاحب نے پیش کی ہے کہ ثمّ لننزعنّ من کلّ

شیعۃ ایھم اشد علی الرحمٰن عتیا۔ (پ۱۶۔ سورۃ مریم)۔

اس میں بھی مولوی محمد صدیق صاحب نے پوری خیانت کا مظاہرہ کرتے ہوئے خوفِ خدا تک نہیں کیا اور عوام کو دھوکہ دینے کی پوری پوری کوشش کی ہے یا پھر اپنی بے علمی کا ڈھنڈورہ پیٹا ہے۔ حالانکہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ روزِ قیامت ہر اُمّت میں سے ان لوگوں کو علیحدہ کر دیا جائے گا جو جہنمی اور دوزخی ہیں۔ اور یہ کُل مجموعی نہیں بلکہ انفرادی ہے اور من کل شیعۃ کا ترجمہ من کل امۃ ہے۔ جیساکہ بیضاوی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۸ پر مذکور ہے، لیجئے یہ بیضاوی میرے ہاتھ میں ہے غور سے سنئے

من کل امۃ شایعت دینا ایھم اشد علی الرحمٰن عتیا من کان اعصیٰ و اعتیٰ منھم فنظرھم فیھا و فی ذکر الاشد تنبیہ علی انہ تعالیٰ یعفوا کثیرا من اھل العصیان۔

یعنی ہر اُمّت میں سے جس نے کسی دین کی بھی پیروی کی ہے ہم نکالیں گے ان لوگوں کو جو رحمان کے بہت ہی نافرمان ہیں، اور ان کو جہنم میں ڈال دیں گے۔ اور بہت ہی نافرمان کی قید اسلئے ہے کہ خداوند تعالیٰ بہت سے گنہگاروں کو بخش دے گا۔ مگر جن کے گناہ ناقابلِ معافی ہونگے اُن کو داخلِ جہنم کر دے گا۔

حضرات! اس آیت کا مطلب تو یہ بھی نہ نکلا کہ کُل شیعہ یعنی ہر اُمّت جہنّم میں جائیگی۔ اور نہ ہی یہ نکلا کہ ہر گنہگار جہنّم میں جائے گا۔ بلکہ یہ ثابت ہوا کہ از آدم تا خاتم علیہم السّلام ہر اُمّت کا نام باصطلاحِ قرآن پاک شیعہ ہے اور ہر اُمّت داخلِ جنّت ہوگی۔ مگر ان میں سے جن کے گناہ ناقابلِ معافی ہوں گے وہ علیحدہ کر دیئے جائیں گے۔ اور یہی مطلب ہے سُورۃ یٰسین کی آیت کا کہ وامتازوا الیوم ایھا المجرمون۔ رہا یہ سوال کہ جہنّم کے گرد تمام اُمّتیں جمع ہوں گی تو کوئی حرج نہیں۔ اس کی تفسیر تو ساتھ ہی لکھی ہوئی ہے مگر مولوی محمد صدیق صاحب کو نظر نہیں آئی۔ لیجئے میں دکھا دیتا ہوں۔ ارشاد ہے وان منکم الا واردھا کان علی ربک حتما مقضیا ثم ننجی الذین اتقوا و نذر الظالمین فیھا جثیا (سورۃ مریم) کہ اور نہیں کوئی تم میں سے مگر واردِ جہنّم ہوگا۔ یہ تیرے رب کا حتمی فیصلہ ہے۔ مگر جب نجات دیں گے اُن کو جو پرہیزگاری کرتے ہیں۔ اور

چھوڑ دیں گے گنہگاروں کو اسی میں گرے ہوئے اور یہی مطلب تھا من کل شیعتنا کا کہ روزِ قیامت شیعہ اور عتیا یعنی نافرمان علیحدہ علیحدہ کر دیئے جائیں گے۔

رہا نہج البلاغہ سے مولوی محمد صدیق کا یہ عبارت پیش کرنا قال علی علیہ السلام سیھلك فی صنفان محب مفرط یذھب بہ الحب الی غیر الحق۔ تو اس عبارت سے امیر المومنین علیہ السلام نے اس حدیث کا خلاصہ ارشاد فرمایا ہے جو مشکوٰۃ کے صفحہ ۵۶۵ پر بھی موجود ہے کہ:-

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیك مثل من عیسیٰ ابغضۃ الیھود حتی بھتوا امہ واحبہ النصاریٰ حتی انزلوہ بالمنزلۃ التی لیست لہ ثم قال یھلك فی رجلان محب مفرط یقرظنی بما لیس فی و مبغض یحملہ شنأنی علی ان یبھتنی (رواہ احمد)۔

یعنی حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ رسولِ کریمؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ تیرے اندر عیسیٰ کی صفات ہیں۔ اُس سے یہودیوں نے بُغض کیا۔ حتیٰ کہ اس کی ماں پر بہتان لگا دیا۔ اور نصاریٰ نے اُس سے محبت کر کے اُسے اُس مقام تک پہنچا دیا جو اس کی منزلت نہیں۔ پھر امیر علیہ السّلام نے فرمایا کہ میرے باب میں دو آدمی گمراہ ہوں گے ایک محب مفرط جو میری ایسی مدح کرے گا جو میری نہیں اور دوسرا مجھ سے بُغض کرنے والا جس کو میری دشمنی میرے بہتان پر برانگیختہ کرے گی۔

اس کی تشریح کرتے ہوئے مبلّغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! بیشک علیؑ کے بارے میں تین گروہ ہیں جیسا کہ حضرت عیسےٰؑ کے بارے میں ہیں۔ ایک وہ جو حضرت عیسےٰؑ کو گالیاں دینے والا ہے اور دوسرا ان کو ابن اللہ کہنے والا، تیسرا اُن کے اصلی منصب یعنی رسُول اللہ، روح اللہ محی باذن اللہ ماننے والا۔ اور اسی طرح جناب امیر المومنینؑ کے باب میں بھی تین گروہ ہیں۔ دو اہل سُنّت کے اور ایک شیعہ کا۔ اہل سُنّت کے دو میں سے ایک صوفیاء ہیں جو حضرت علیؑ کو خدا تک کہہ جاتے ہیں۔ اور دوسرے ناصبی ہیں جن کے پیرو مُرشد حضرت معاویہ ہیں، وہ حضرت علیؑ کو گالیاں دیتے ہیں اور تیسرے شیعہ ہیں جو آپ کو امام معصوم منجانب اللہ، خلیفۂ رسُولؐ اور صاحبِ معجزات باذن اللہ مانتے ہیں۔

نہ ہی ان کو خدا کہتے ہیں اور نہ ہی آپ کے منصب حقہ سے نیچے گراتے ہیں۔
اس پر مبلغِ اعظم نے اولاً اس بات کا ثبوت دیا کہ صوفیاء حضرت علیؑ کو خدا کہتے ہیں
چنانچہ آپ نے تحفہ اثناء عشریہ اصل فارسی کے صہ سے یہ عبارت پیش کی کہ:۔
بعض کلمات مرتضوی راکہ درجات سکر و غلبہ حال کہ اولیاء اللہ رامی باشد مثل
انا حی ولا یموت انا باعث من فی القبور وانا مقیم القیامۃ۔
یعنی شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے حالتِ
مستی اور غلبۂ حال میں جو اولیاء اللہ کا ہوتا ہے۔" فرمایا کہ میں زندہ ہوں جسے کبھی موت نہیں۔
اور میں اٹھانے والا ہوں قبروں میں سے مُردوں کو اور میں ہی قیامت قائم کرنے والا ہوں۔"
مبلغِ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! کیا یہ صفاتِ خداوندی ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو
حضرت علیؑ کی طرف اس کو کس نے منسوب کیا؟ شاہ عبدالعزیز صاحب نے یا شیعوں
نے؟ اگر شاہ عبدالعزیز نے تو بتاؤ غالی کون ہوئے؟ شیعہ یا سنی؟ اور مولوی
جامی صاحب وغیرہ کا

زمین آسماں عرش کرسی بحکمش
علیؑ واں علیٰ کُلِّ شَیءٍ قَدِیرًا

کہنا مشہور ہے اور کلیات میں موجود ہے عام صوفیاء کا تو کیا ذکر ہے۔

وہابیوں کے پیر و مرشد اسمٰعیل شہید

دہلوی بھی زبانِ صوفیاء سے انا الحق کے آوازے لگا رہے ہیں۔ دیکھو صراطِ مستقیم
صہ۱۳ پر زمزمۂ انا الحق ولیس فی جبیبی سوا اللّٰہ۔ رہا حضرت علیؑ کو گالیاں دینا
اور بہتان لگانا سو وہ بھی وہابیوں اور ناصبیوں کے پیر و مرشد معاویہ کی سنت ہے۔
مبلغِ اعظم نے صحیح مسلم جلد ۲ صہ۲۷۸ خصائص نسائی، طبرانی شریف اور عقد الفرید

جلد ۳ ص۶۳ سے یہ عبارت پیش کہ:۔

قال امیر معاویہ بن ابی سفیان سعدً فقال ما منعک ان تسبّ ابا التراب۔

کہ معاویہ بن ابی سفیان نے سعد بن ابی وقاص کو حکم دیا کہ حضرت علیؑ کو سبّ کیوں نہیں کرتا اور گالیاں کیوں نہیں دیتا اور:۔

فامرہ ان یشتم علیاً قال فابی سھل فقال اما اذا ابیت فقل لعن اللہ ابا التراب۔ (مسلم شریف جلد ۲ ص۲۷۸)۔

کہ معاویہ کے گورنر نے سہل بن سعد کو بلا کر حکم دیا کہ حضرت علیؑ کو سبّ وشتم کر اور گالیاں دے۔ تو گورنر نے کہا کہ اگر لفظ علیؑ کہہ کر تجھے گالیاں دینے سے انکار ہے تو لعن ابوتراب کر دو۔ (معاذاللہ) خاکم بدہن۔ نقلِ کفر کفر نباشد۔ حضرات یہ ہیں وہابیوں اور ناصبیوں کے پیرو مرشد کے کارنامے۔ لہٰذا بہتان لگانے والے بھی یہی ہیں اور خدا کہہ کر گمراہ ہونے والے بھی یہی ہیں۔ اور:۔

شیعہ کا عقیدہ

درباب امیرالمومنین علیہ السّلام

یہ ہے کہ اَشھد اَنّکَ اخو رسول اللہ و وصیہ و وارث علمہ و امینہ علی شرعہ وخلیفتہ فی امتہ۔

یعنی مَیں گواہی دیتا ہُوں کہ اُے اللہ! امیرالمومنین آپ کے رسُول اللہ کے بھائی اور آپؐ کے وصی۔ آپ کے علم کے وارث اور آپ کی شریعت پر امین اور آپؐ کی اُمت میں آپ کے خلیفہ ہیں (مفاتیح الجنان ص۳۶۴ مطبوعہ ایران)۔

حضرت مبلّغ اعظم نے فرمایا۔ اہلِ انصاف غور فرمائیں کہ کیا ایسے متوسط اور صحیح عقیدے کو افراط وتفریط سے تعبیر کیا جاسکتا ہے؟ ہر گز نہیں۔ بلکہ یہی وہ عقیدہ ہے جو آپؐ کے منصب حقیقی کا آئینہ دار ہے۔

نوٹ اَز مؤلف:۔ کتاب عقد الفرید جب درباب سبّ وشتم پیش کی گئی

تو علمائے اہلِ سُنّت نے انکار کر دیا کہ یہ ہماری کتاب نہیں ہے۔ اس پر تاریخ ابن خلقان مشمولہ بی۔اے کورس عربی ص۶۲ سے اور خاتمہ عقد الفرید جلد ۴ ص۳۹۹ سے اس کی توثیق میں ابن عبد البر الاندلسی کا مالکی المذہب ہونا پیش ہوا تو سُنّی علماء کی سٹیج پر سکوت طاری ہو گیا اور مبہوت ہو کر آپس میں ہی ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔

تقریر مناظر اہلِ سُنّت

نماز روزہ کا ذکر کے مولوی صاحب اپنے عیب چھپانا چاہتے ہیں۔ کیا امیر معاویہ اور یزید نماز نہیں پڑھتا تھا۔ اگر اس پر اسلام کی مدار ہے تو تم ان کو بے ایمان کیوں کہتے ہو۔

شیعہ کے بے ایمان ہونے میں کیا شک ہے جبکہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہیں۔ اس مسئلے پر میرے پاس متعدد شیعی کتب کی عبارتیں موجود ہیں۔

عبارت نمبر ۱:۔ الصافی شرح اصول کافی جزو ششم ص۷۵ میں ہے کہ اصلی شیعوں کا قرآن سترہ ہزار آیات پر مشتمل ہے۔ معلوم ہوا کہ موجودہ قرآن سے تمہارا کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ یہ چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیات پر مشتمل ہے۔

عبارت نمبر ۲:۔ رجال کشی ص۷۵ میں ہے۔ حضرت علیؑ نے ابن سبا کو جلا دیا تھا۔ اور یہ بھی ہے کہ مذہب شیعہ عبداللہ بن سبا سے شروع ہوا ہے جو کہ ایک یہودی تھا۔ جس نے دین میں مختلف فتنے ڈالے تھے۔ اصول کافی میں ہے ومن یطع اللہ فی ولایۃ علی فقد فاز فوزاً عظیماً۔ دیکھئے شیعوں نے اس آیت میں لفظ بڑھا کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ موجودہ قرآن غلط ہے۔ اصل میں قرآن مجید یوں تھا۔

عبارت نمبر ۳:۔ لقد عہدنا الی آدم من قبل کلمات فی محمّد و علی و فاطمۃ والحسن والحسین والائمۃ من ذریّتھم۔ یعنی قرآن مجید کی اصل آیت اتنی لمبی تھی۔ اب قرآن مجید میں یہ آیت ناقص ہے۔

تقریرِ مناظرِ شیعہ

مُبَلّغِ اَعْظَمْ نے خطبہ پڑھنے کے بعد فرمایا کہ حضرات! سُنّی مناظر کے دلائل تو ختم ہو چکے ہیں، اب اِدھر اُدھر ہاتھ پاؤں مار کر گذارہ کرنا چاہتا ہے۔ مگر میں اس کی ہر بات کا جواب دیتا رہوں گا۔ سُنیئے! معاویہ اور یزید کو ہم اس لئے بے ایمان کہتے ہیں کہ وہ مُنکرِ امامت اور قاتلِ امام ہیں اور امامت ہمارے اصولِ دین میں داخل ہے۔ تمہارے نزدیک تو عقیدہ امامت داخلِ ایمان نہیں ہے جس کا میں اپنی پہلی تقریر میں مفصل ذکر کر چکا ہوں۔ لیکن تم بتاؤ کہ تم شیعوں کو کس بنا پہ کافر کہتے ہو۔ جبکہ وہ تمہارے مسلّمہ اصول توحید، نبوت اور قیامت کے قائل ہیں۔ یا تو اپنا کوئی ایسا چوتھا اصول بتاؤ جس کے انکار پر شیعوں کو کافر کہا جاسکے یا پھر شیعوں کو مُسلم و مومن مانو۔ باقی رہا یزید۔ اجی وہ تو باوجود قاتلِ امام مظلوم ہونے کے آپ کا چھٹا خلیفہ اور مومن ہے۔ تمہاری اپنی مستند کتاب صواعقِ محرقہ میں علّامہ ابن حجر مکّی کا فتویٰ موجود ہے جسے میں ص۱۳۳ سے پڑھتا ہوں سُنیئے:۔

امّا سبّ یزید ولعنہ فلیس شان المومنین وان صح انہ قتلہ او امر بقتلہ وقاتل الحسین لا یکفر بذالک۔

کہ یزید پر لعنت اور سبّ کرنا شانِ مومن نہیں۔ اگرچہ صحیح ہو جائے کہ وہ قاتل امام حسینؑ ہے یا اس نے امام حُسین علیہ السّلام کے قتل کا حکم دیا۔ کیونکہ قاتلِ حسینؑ کافر نہیں ہو سکتا یہ ہے آپ کی رواداری کہ امام مظلوم کے قاتل کو تو مومن بنا دیا اور آلِ محمّد علیہم السّلام کے ماننے والوں کو کافر بنا رہے ہو۔

ع

جو چاہے آپ کا حُسن کرشمہ ساز کرے

باقی رہا تحریفِ قرآن کا سوال تو یہ آپ کی ظاہراً شکست ہے کہ آپ اصل موضوع کو ترک کر کے دوسری طرف نکل آئے۔ جس کا موضوع سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن چونکہ جھوٹے کو اس کے گھر تک پہنچانا چاہیئے، لہٰذا سُنیئے:۔

حضرات! اہلِ سُنّت کے ہاں قائلِ تحریف کافر نہیں۔ یہ ہے تفسیر اتقان میرے ہاتھ میں اس

کے صفحہ ۸ پر بالتصریح موجود ہے کہ:۔

بل بخبر الاحاد ولا یثبت بہ قرآن ولا یکفر جاحدہ و بئس ما صنع اذ جحدہ۔ جو قرأتیں باخبارِ احاد ثابت ہیں اُن کے ساتھ قرآن ثابت نہیں ہوتا اور نہ ان کا مُنکر کافر ہے۔ ہاں ان کا انکار بُرا ضرور ہے۔ پھر آپ کے نزدیک تو ثابت اور منقول بامصحف عثمانی کے مُنکر کو بھی کافر نہیں کہتے جیسا کہ اسی تفسیر القرآن صفحہ ۸۱ جلد اوّل میں ہے کہ کان عبد اللہ ابن مسعود یحک المعوذتین من مصاحفہ و یقول انہما لیستا من کتاب اللہ اور سُنیئے یہ تفسیر ابن کثیر میرے ہاتھ میں ہے۔ اس کی جلد ۴ صفحہ ۵۷۱ کی عبارت بھی قابلِ غور ہے۔ یعنی حضرت عبد اللہ بن مسعود معوذتین (سورۃ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) کو اپنے مصحفوں سے مٹا دیا کرتے کہ یہ دونوں سُورتیں قرآن مجید میں سے نہیں ہیں۔ اور اسی بناء پر اہلِ سُنّت کے فقیہہِ اعظم قاضی خاں کا فتویٰ ہے و من زعم ان المعوذتین لیستا من القرآن ذکر فی النوازل انہ لا یکون کافرا۔ دیکھئے فتاویٰ قاضی خاں صفحہ ۸۸۸ یعنی جس شخص نے یہ زعم کیا کہ قرآن مجید کی پچھلی دونوں سُورتیں قرآن سے نہیں ہیں۔ نوازل میں ذکر کیا گیا ہے کہ وہ کافر نہیں ہے۔ اور مزید برآں آپ تو مُنکرِ بسم اللہ کو بھی کافر نہیں سمجھتے۔ کیونکہ اہلِ سُنّت کے نزدیک بسم اللہ کے آیتِ قرآن ہونے میں شک ہے۔ دیکھو نور الانوار صفحہ ۹ لکھا ہے کہ قولہ بلا شبہۃ احتراز عن التحیۃ لان فیہا شبہۃ و لذا لم یکفر جاحدہا۔ یعنی بلا شبہ کی قید اس لئے ہے کہ بسم اللہ سے احتراز ہو جائے کیونکہ اس کے قرآن ہونے میں شُبہ ہے۔ اس لئے اس کا مُنکر کافر نہیں۔

مُبَلّغِ اَعْظَمْ نے فرمایا حضرات! چلو چھٹی ہوئی۔ قرآن بسم اللہ سے شروع ہو کر والناس پر ختم ہوتا ہے۔ مگر سُنّیوں کو ابتدا میں بھی شُبہ اور انتہا میں بھی شُبہ۔ نہ تو یہ اوّل کے مُنکر کو کافر سمجھتے ہیں اور نہ ہی آخر کے مُنکر کو۔ اور اس پہ دعویٰ ایمان بھی ہے۔

اسکے علاوہ اہل سُنّت کی کُتب تحریفِ قرآن سے ممادہ ہیں۔ دیکھئے سب سے مایہ ناز کتاب اصح الکتب بعد از کلام باری سمجھی جاتی ہے یعنی بخاری شریف اس کی جلد دوسری صفحہ ۱۴۸ سے عبارت پڑھنے لگا ہوں غور سے سُنئے:۔

عن ابن عباس قال کانت عکاظ و مجنہ و ذوا لمجاز اسواق الجاھلیۃ فتاثموان یتجروا فی المواسم فنزلت لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم فی مواسم الحج

کہ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں عکاظ مجنہ اور ذوا لمجاز کے بازار لگا کرتے تھے۔ بنا بریں صحابہ کرام نے موسم حج میں تجارت کو گناہ سمجھا۔ پس یہ آیت نازل ہوئی کہ لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم فی المواسم الحج۔

حضرات! اب میں حفاظ کرام خصوصاً حافظ تنظیم اللہ ؔسایا صاحب (جو وہاں براجمان تھے) سے پوچھتا ہوں کہ مواسم الحج کس قرآن میں نازل ہؤا تھا اور کیا اب موجود ہے یا نہیں، اگر نہیں تو کہاں گیا۔ اور اگر یہ تفسیری اضافہ ہے تو نزلت کے ماتحت کیوں؟ کیا تفسیر بھی نازل ہوتی ہے؟ اور منزل من اللہ کو قرآن سے کیوں نکالا گیا؟

حضرات لیجئے بخاری شریف صـ۷۴۳ سے ایک اور روایت بھی سن لیجئے:۔

عن ابن عباس قال لما نزلت وانذر عشیرتک الاقربین ورھطک منھم المخلصین۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ وانذر عشیرتک الاقربین ورھطک منھم المخلصین الخ

مبلغ اعظم نے فرمایا او حافظو اور قاریو! بتاؤ ورھطک منھم المخلصین کس قرآن کی آیت ہے۔ اگر منسوخ ہوگئی تو اس کی ناسخ کون سی آیت ہے۔ اگر تفسیری نوٹ ہے تو نازل ہونے کے کیا معنی؟ اور عبداللہ بن عباس جیسے حبر الامۃ اور ترجمان القرآن نے اس کی قرأت کیسے کی؟ اور کان عبد اللہ یقرأ واللیل اذا یغشی والذکر والانثیٰ کہ ابو دردا اور ابن عبداللہ مسعود واللیل اذا یغشی کے بعد والذکر والانثیٰ پڑھتے تھے اور وہ اس کا دعویٰ کرتے تھے کہ ہم نے رسول اللہ صلعم سے ایسا ہی سنا ہے کیا یہ موجودہ قرآن میں زیادتی نہ ہوئی اور پہلی دونوں روایتوں کے مطابق کمی نہ ہوئی اگر کمی یا زیادتی ہے تو پھر سنّی:۔

از روئے بخاری شریف قرآن پاک میں کمی یا زیادتی

کے قائل ہو گئے یا نہیں۔ اور پھر آپ کے نزدیک تو حضرت عائشہ کی بکری بھی کچھ آیات چر گئی تھی دیکھئے ابن ماجہ ص۱۴۱ عن عائشۃ قالت لقد نزلت ایۃ الرجم ورضاعت الکبیر عشراً ولقد کان فی صحیفۃ تحت سریری فلما مات رسول اللہ وتشا غلنا بموتہ دخل داجن فاکلھا۔ یعنی حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آیت رجم اور رضاعت کبیر کی ایک آیت نازل تو ہوئی تھی۔ اور وہ میرے صحیفہ میں بھی تھی۔ لیکن صحیفہ میرے بستر کے نیچے تھا۔ پس جب ہم حضورؐ کی وفات میں مشغول ہوئے تو بکری داخل ہوئی اور اس نے اس کو کھالیا حد ہو گئی

بکری بی بی عائشہ کی قرآن کھا گئی اور ایمان خراب ہو گیا شیعہ کا

کیوں مولوی صاحب! بی بی عائشہ کی بکری کا تعلق شیعہ سے ہے یا سنیوں سے۔ اور اگر بکری کے کھانے سے قرآن کم نہیں ہو گیا تو موجودہ قرآن میں آیۂ رجم دکھاؤ؟

نوٹ از مؤلف:۔ مولوی محمد صدیق صاحب نے مناظرہ حضرت کیلیانوالہ میں تو ارشاد فرمایا تھا کہ اس کا راوی محمد بن اسحاق شیعہ ہے۔ مگر جب مبلغ اعظم نے ثبوت طلب کیا تو شرم سے گردن جھکالی اور اپنی غلطی کو تسلیم کرتے ہوئے معافی مانگ لی تھی۔ میرے خیال میں مولوی صاحب اس واقعہ سے انکار نہیں کر سکتے۔

——— کیونکہ بھرے مجمع میں یہ واقعہ ہوا تھا۔ اور اس فاش غلطی کے بعد تو ایسے اکھڑے تھے کہ اخیر مناظرہ تک پاؤں نہ لگ سکے اور اختتام مناظرہ پر خیر سے بدھو گھر کو آئے کا ورد کرتے ہوئے داخل فی الحجرہ ہو گئے تھے۔ (خادم بخاری)

مبلغ اعظم نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے محققین تحریف قرآن کے قائل ہی نہیں ہیں۔ ہماری کسی مستند اور صحیح غیر مسئول روایت سے تحریف قرآن ثابت ہی نہیں۔

چنانچہ ہماری مستند کتاب تفسیر صافی میں لکھا ہے کہ انا نحن نزلنا الذکر وانالہ لحافظون من التحریف والتغییر والزیادۃ والنقصان۔ کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم اس قرآن کے محافظ ہیں۔ تغیر سے، تحریف سے زیادتی سے نقصان سے۔ اس کے بعد آپ نے نہج البلاغۃ جلد ۲ ص۸ سے یہ عبارت پیش کی انما حکمنا القرآن وھذا القرآن انما ھو خط مستور بین الدفتین۔

جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہم اس قرآن کے سوا جو دفتین کے درمیان لکھا ہوا ہے۔ کسی کو حکم نہیں مانتے۔ اس کے بعد آپ نے علامہ قطب راوندی کی کتاب الخرائج والجرائح کے صلا سے یہ آیت پڑھی کہ القرآن الذی بین ایدینا اتی نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم انما دخلت الشبھۃ علی قوم لم ینکشف لھم وجہ اعجاز لتغافلھم وقد کشفنا ذالک کہ حضورؐ کا پہلا معجزہ قرآن کریم ہے جو ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ جس کو ہم پڑھتے اور سنتے ہیں اور لکھتے ہیں اور حفظ کرتے ہیں کسی کو اس سے انکار کا امکان نہیں۔ یہ قرآن پاک وہی ہے جس کو ہمارے نبی کریمؐ لائے۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کیونکہ یہ حضورؐ کا معجزہ ہے اور شبہ اس قوم پر واقع ہوا جس نے اس کی وجہ اعجاز کو اپنی غفلت کی وجہ سے نہیں سمجھا۔ اور ہم نے مستقل کتاب میں اس کی وجہ اعجاز بیان کر دی ہے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ لیجئے میں آپ کی پیش کردہ تمام عبارت کا جواب بالصواب عرض کرتا ہوں، گوش ہوش سے سنیئے :۔

اوّلاً جو آپ نے الصافی شرح اصول کافی جزششم ص۵۶ پیش کیا ہے کہ شیعوں کا اصل قرآن سترہزار آیات پر مشتمل ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ چھ ہزار چھ صد چھیاسٹھ آیات قائم رہیں اور باقی منسوخ ہو گئیں۔ جیسا کہ آپ کی بھی تفسیر اتقان جلد ا ص۷۲ پر آپ کے خلیفہ ثانی

حضرت عُمر کا بیان

درج ہے کہ اخرج الطبرانی عن عمر ابن الخطاب مرفوعاً القرآن الف الف حرف وسبعۃ وعشرون الف حرف فمن قرءہٗ صابراً محتسبا کان لہ بکل حرف زوجۃ من الحور العین۔

یعنی طبرانی نے حضرت عمر بن خطاب سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ قرآن مجید کے دس لاکھ ستائیس ہزار حروف تھے۔ جس نے ایک حرف صابر ہو کر بامیدِ ثواب پڑھا اُس کیلئے ایک حُور ہو گی، حُورانِ جنت سے۔

اَب فرمائیے ! علامہ ابن کثیر کے حساب سے موجودہ قرآن کے تو حرف تین لاکھ چالیس ہزار سات سو چالیس حروف ہیں ۔ بقایا چھ لاکھ چھیاسی ہزار دو سو ساٹھ حروف کہاں ہیں ؟ ان تمام حروف کو ملا کر دیکھئے ۔ کیا ستر ہزار آیات بنتی ہیں یا نہیں اگر بنتی ہیں تو ہم پر اعتراض کیسا ؟ اگر یہ حروف منسوخ ہیں تو وہ آیات بھی منسوخ سمجھ لیجئے ، کیا حَرج ہے ۔

باقی جو آپ نے اصُول کافی سے ومن یطع اللہ فی ولایۃ علی فقد فاز فوزاً عظیماً ط اور لقد عھدنا الی ادم من قبل کلمات فی محمد وعلیؑ و فاطمۃ والحسن والحسین والائمۃ من ذریتھم ؑ پڑھا ہے ۔ ان دونوں روایتوں میں لفظ " فی " تو بطور تفسیر واقع ہوا ہے ۔ اس میں لفظ نزلت یا قرأت دکھلائیے ورنہ .... کیونکہ یہ ماتحت لفظ " فی " مندرج ذیل ہے ۔ جیساکہ تفسیر معانی ص۲۱ پر صاف مذکور ہے کہ ان بعض المحذوفات کان من قبیل التفسیر والبیان ولم یکن من اجزاء القرآن یعنی محذوف شدہ حروف جن کا کُتب شیعہ میں ذکر ہے وہ اَز قسم تفسیر اور بیان ہیں اور اجزائے قرآن میں سے نہیں ہیں ۔

لھٰذا آپ کے پیش کردہ حوالے آپ کے مدعا کی تائید نہیں کرتے ۔ اگر اَیسے نوٹوں سے تحریف ثابت ہوتی ہے تو فرمائیے آپ کے نزدیک ان عبارتوں کا کیا جواب ہے :۔

۱۔ تفسیر دُرِّ منثور جلد ۵ ص۱۹۱ عن عبد اللہ بن مسعودؓ کان یقرءُ ھذا لحرف وکفی اللہ المومنین القتال بعلی بن ابی طالب ۔

یعنی حضرت عبد اللہ بن مسعود اِس حرف کو اِس طرح پڑھتے تھے ۔ کفی اللہ المومنین القتال بعلی بن ابی طالب فرمائیے اس روایت میں لعلی بن ابی طالب بطور تفسیر واقع ہے یا اصل آیت میں داخل تھا ؟

۲۔ تفسیر دُرِّ منثور جلد ۵ ص۱۸۳ میں ہے کہ عن ابن عباس انہ یقرء ھٰذہ الایۃ النبی اولی بالمؤمنین من یقرءُ انفسھم و ھو اب لھم وازواجہ امّھا تہم ۔ یعنی حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اس آیت میں ھو اب لھم کا حرف زیادہ پڑھتے تھے ۔ بتائیے یہ بطور تفسیر تھا یا تنزیل ؟

۳۔ الاتقان جلد ۲ صـ۳ عن ابن عباس انہ کان یقرء وما یعلم تاویلہ الا اللہ ویقول الراسخون فی العلم آمنا بہ فرمایئے اس میں لفظ یقول بطور تفسیر ہے یا تنزیل ؟

۴۔ تفسیر فتح القدیر جلد ۲ صـ۵۳ عن ابن مسعود قال کنّا نقرأ علی عہد رسول اللہ یا ایہا الرسول بلّغ ما انزل الیک من ربک انّ علیاً مولیٰ المؤمنین۔ یعنی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے یا ایہا الرّسول بلّغ ما انزل الیک من ربک انّ علیاً مولی المومنین۔ فرمایئے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اس آیت میں انّ علیاً مولی المؤمنین کی زیادتی بطور تفسیر پڑھتے تھے یا تنزیل ؟

۵۔ مؤطا امام مالک صـ۴۹ حافظوا علی الصّلوٰۃ والصلوٰۃ الوسطیٰ وصلوٰۃ العصر وقوموا للہ قانتین میں لفظ والصلوٰۃ العصر بطور تنزیل واقع ہوا ہے یا تفسیر ؟

۶۔ تفسیر ابن جریر صـ۱۴۳ جلد ۳ مطبوعہ مصر۔ عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ انّ اللہ اصطفیٰ اٰدم ونوحاً واٰل ابراہیم واٰل عمران واٰل یٰسین واٰل محمّد میں لفظ اٰل یٰسین واٰل محمّد کے الفاظ تفسیر ہیں یا تاویل ؟

اگر یہ سب کچھ تفسیر ہے تو اصول کافی کی دو روایتیں کیوں محمول بہ تفسیر نہیں ؟ ذرا جواب تو دیجئے، اور پھر وہ الفاظ تو آپ کی کتابوں میں بھی آئے ہیں۔

سُنیئے ذرا غور سے سُنیئے تفسیر دُرِّ منثور۔ جلد ۱ صـ۶۰ سے پڑھ رہا ہوں :۔

عن ابن عباس قال سالت عن رسول اللہ عن الکلمات التی تلقہا اٰدم من ربہ فتاب علیہ قال سأل بحق محمّد وعلی وفاطمہ والحسن والحسین کہ وہ کلمات جو حضرت آدمؑ نے خدا سے سیکھے تھے وہ پنجتن پاک کے نام تھے۔ اور یہ ہے تفسیر کلمات کی جو کافی میں مذکور ہے۔ اگر یہ تفسیر ہے تو وہ بھی تفسیر ہے۔

باقی جو آپ نے پیش کیا ہے کہ ان القرآن الذی بین اظہرنا لیس بتمامہ (تفسیر صافی) اس میں بھی آپ نے خیانت سے کام لیا ہے۔ حالانکہ اس کے آگے صاف لکھا ہے کہ ان روایات سے ثابت یہ ہوتا ہے کہ وہ سب ضعیف اور ناقابلِ قبول ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید کا

دعویٰ ہے انہ لکتاب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ و قال انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون فکیف یتطرق الیہ التحریف والتغییر کہ کلام مجید ایسی کتاب ہے کہ باطل نہ تو اس کے پیچھے سے داخل ہو سکتا ہے نہ آگے سے۔ کیونکہ خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ ہم نے ہی اُسے نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ بس ان دونوں آیتوں کے ہوتے ہوئے قرآن مجید میں تحریف و تغییر کیسے راستہ پا سکتی ہے۔ مولوی صاحب! افسوس کہ آپ اعتراض تو پڑھتے ہیں مگر جواب نہیں پڑھتے۔ حالانکہ صاف لکھا ہے کہ قرآن کو ناقص ماننے کا عقیدہ غلط ہے۔

اور آپ نے جو عبارت مرأۃ العقول ص۱۷۱ سے ان الاخبار علی نقصہ متواترۃ پیش کی ہے اُس میں بھی عجیب چالاکی، بے ایمانی اور تحریف لفظی و معنوی سے کام لیا ہے۔

اوّل:۔ تو یہ عبارت اگر مرأۃ العقول کے ص۱۷۱ پر دکھا دیں تو انعام کے قابل ہیں۔

دوسرا:۔ الفاظ یہی ہوں۔

تیسرا:۔ آگے اس کی تردید نہ ہو۔

چوتھے:۔ مطلب یہی ہو۔

معلوم ہوتا ہے

مولوی محمد صدیق نے مرأۃ العقول دیکھی ہی نہیں

ورنہ اس طرح قطع و برید نہ کرتے۔ لیجئے اس سارے صفحہ میں زیاتی علی کتاب اللہ اگر آپ دکھا دیں تو آپ مستحق انعام ہیں۔ باقی رہی کمی سو اس کا جواب آپ کی تفسیر اتقان سے دے چکا ہوں۔ رہا تغیر سورتوں کے آگے پیچھے ہونے سے یا بعض آیات کے تقدم و تاخر سے واقع ہوا ہے۔ آپ کا دعویٰ تو تحریف کے باب میں تھا سو یہ روایات در باب تحریف ہیں۔ ابھی یہ وہ تغیر نہیں ہے جس کا ذکر بی بی عائشہ تفسیر اتقان جلد۲ ص۲۵ پر یوں فرماتی ہیں کہ:۔

قالت قرأ فی مصحف عائشۃ ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبیؐ یا ایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما و

علی الذین یصلون الصفوف الاول قالت قبل ان یغیر عثمان المصاحف
کہ مصحف عائشہ میں وعلی الذین یصلون الصفوف الاول کا فقرہ بھی تھا۔ جو موجودہ قرآن
میں نہیں ہے۔ بی بی صاحبہ فرماتی ہیں کہ عثمان کے تغیر و تبدل کرنے سے پہلے قرآن میں ایسا ہی تھا
گویا بی بی صاحبہ قرآن میں تغیر کی بھی قائل ہیں۔ یہ ہے آپ کے ہاں تغیر فی القرآن کی مثال مشتے نمونہ
از خروارے، اگر جرأت ہے تو جواب دو۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ مرأۃ العقول ص ۵۳۶ جلد ۲ میں عبارت یہ ہے کہ:-
"عندی ان الاخبار فی ھذا الباب متواتر یعنی اول تو لفظ عندی سے ظاہر ہے کہ
یہ ملا باقر مجلسی علیہ الرحمۃ کا انفرادی قول ہے جو سید المرتضیٰ علم الہدیٰ اور شیخ صدوق اور شیخ
مفید اور شیخ ابو جعفر طوسیؒ جیسے بزرگوں کے سامنے کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ کیونکہ سید مرتضیٰ
علم الہدیٰؒ فرماتے ہیں۔ کہ نقلوا اخبار ضعیفۃ ظنوا صحتھا (تفسیر صافی ص ۱۱)۔
یعنی جتنے روایات در باب تحریف نقل ہوئے تمام ضعیف ہیں۔ جن کو لوگوں نے اپنی غلطی سے
صحیح گمان کیا ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ ھذا الباب سے کیا مراد ہے کمی یا زیادتی۔ اگر کمی ہے
تو منسوخ آیات کے نکل جانے سے واقع ہو چکی ہے۔ اگر زیادتی ہے تو اس کا ثبوت پیش کرو
باقی رہا تواتر تو وہ معنوی ہے لفظی نہیں۔ اور آپ تواتر معنوی کا خلاف کرتے ہیں۔ جیسا کہ
تفسیر اتقان جلد ۱ ص ۸۱ میں ہے کہ فھذہ الاحادیث تعطی التواتر المعنوی بکونہا
قرآنا منزلا فی اوائل السور۔

یعنی ان احادیث سے یہ بات بطور تواتر معنوی ثابت ہے کہ بسم اللہ قرآن ہو کر سورتوں کے شروع میں
نازل ہوئی ہے۔ مگر آپ ہیں کہ پھر بھی اس کو قطعی قرآن نہیں مانتے اور اس کے منکر کو کافر نہیں سمجھتے۔ اور
نمازوں میں بھی بالجہر نہیں پڑھتے۔ حالانکہ اس کو تواتر معنوی کے علاوہ منقول فی المصاحف ہونے
کا شرف بھی حاصل ہے۔ لہٰذا اس کے سامنے تواتر معنوی کی قدر مشترک کی کوئی حقیقت نہیں۔ اس کے بعد
ملا محمد باقر مجلسیؒ کی یہ رائے اگر ہوتی بھی تو صائب نہ تھی۔ جیسا کہ غلبی کا یہ قول باوجود اہل سنت والجماعت
ہونے کے در باب تشابہات غلط ہے۔ دیکھئے آپ کے علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں لکل
جواد کبوۃ ولکل عالم ھفوۃ کہ ہر گھوڑے کو کبھی نہ کبھی ٹھوکر لگتی ہے اور ہر عالم
سے کبھی نہ کبھی غلطی بھی ہو جاتی ہے۔ حالانکہ دیکھئے اس مرأۃ العقول جلد ۲ ص ۵۳۶ پر اسکی
رد موجود ہے انہ یوجب رفع الاعتماد علی القرآن کہ یہ روایات اس لئے غلط

لئے غلط ہیں کہ ان کو صحیح ماننے سے قرآن سے اعتماد اُٹھ جاتا ہے اور ھٰذا القرآن والعمل بہ متواتر اور حالانکہ قرآن کریم اور اس پر آئمہ طاہرین کا عمل کرنا تواتر سے ثابت ہے۔ لہذا ان کا تواتر معنوی عند المجلسی بھی غلط ثابت ہوا۔ باقی رہا آپ کا تفسیر فتح القدیر سے ان علیاً مولی المومنین کے نوٹ کو تفسیری کہنا۔ سو غلط ہے کیونکہ وہاں لفظ تفسیر نہیں۔ بلکہ لفظ قرأت موجود ہے اور تفسیر قرأت میں داخل نہیں۔ بلکہ وہاں تو صاف لکھا ہے کہ کنا نقرأ علی عہد رسول اللہ یعنی ہم حضور رسالت مآب کے زمانہ میں اس طرح اس آیت کو پڑھتے تھے۔ رہا :-

اصول کرخی کی نسبت آپ کا کہنا کہ عبارت کو کاٹ کر پیش کیا گیا ہے۔ یہ غلط ہے آپ ہی صحیح عبارت پیش کر دیجئے اور جواب دیجئے تاکہ عوام کو حق و باطل میں تمیز کرنے کی آسانی ہو اور اگر آپ کے پاس اصول کرخی نہیں تو ہم سے سُنئے :-

ان کل آیۃ تخالف **قول اصحابنا فانہا تحمل علی النسخ** ۔ اب فرمایئے کہ اس میں کونسا لفظ ہے جس کو کاٹا گیا ہے۔ اسکا صاف مطلب یہ ہوا کہ ہر وہ آیت جو ہمارے صحابہ کے قول کے خلاف ہو منسوخ سمجھی جائیگی جس کی مثال شارح نے صاف لکھی ہے کہ :-

بقولہ تعالیٰ ولرسولہ ولذی القربیٰ فی الآیۃ ثبوت سھم ذوی القربیٰ فی الغنیمۃ ونحن نقول تنسیخ ذالک باجماع الصحابۃ یعنی ولرسولہ ولذی القربیٰ کی آیت میں ذوی القربیٰ کے حصے کا ثبوت فی الغنیمۃ قرآن میں تو موجود ہے مگر ہم (اہل سُنت) کہتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہوگئی ہے صحابہ کے اجماع سے۔

سبحان اللہ! آپ کے صحابہ میں کتنی طاقت ہے کہ مل کر قرآنی آیات کو بھی منسوخ کر سکتے ہیں۔

نوٹ از مؤلف :- اجی وہ مل کر کیا نہ کر سکتے تھے۔ سب کچھ کر سکتے تھے مل کر اجماع سے قرآن کی آیات کو منسوخ کر سکتے تھے۔ مل کر اجماع سے سیدہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کو حقِ پدر سے محروم کر سکتے تھے اور مل کر اجماع سے ہی بنت رسولِ اکرمؐ کے دروازے پر لکڑیاں لا کر دھمکیاں دے سکتے تھے۔ بلکہ سچ پوچھو تو نواسہ رسولؐ کے قتل کے منصوبے بھی تو اجماع ہی کے طفیل ظہور میں آئے۔

افسوس! مسلمان کیا جانیں کہ اس اجماع کی اوٹ میں مسلمانوں نے اولادِ رسولؐ پر کیا کیا مصیبتوں کے پہاڑ ڈھائے۔ حتیٰ کہ آئمہ معصومین میں سے کسی کو بھی چین سے موت نصیب نہ ہوئی اور مسلمان بے گناہوں کے قتل پر اجماع کرتے رہے۔

کاش مسلمان غور کرتا

مُبَلّغِ اَعظَمُ نے فرمایا۔ باقی جو آپ نے یہ فرمایا ہے کہ "بخاری شریف میں بما سواہ من القرآن کے جلانے کا ذکر ہے۔ جو کہ کھجوروں کے پٹھوں پر لکھا ہوا تھا وہ بھی دھونے کے بعد" آپ کے اس ارشاد سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بخاری شریف کا مطالعہ نہیں فرمایا، لیجئے میں آپ کے شکوک رفع کرتا ہوں۔ یہ میرے ہاتھ میں بخاری جلد ۲ ہے اس کے ص ۷۴۶ کی یہ عبارت اب ذرا غور سے سُننا کہ امر بما سواہ من القرآن فی کل صحیفۃ او مصحف ان یحرق۔

اب اس کا ترجمہ میں نہیں کرتا بلکہ آپ اپنے مترجم اعظم مرزا حیرت دہلوی کی زبانی سُنیئے لکھتا ہے" اور پہلے کے جو قرآنی مسودات تھے ان کو جلانے کا حکم دے دیا (ترجمہ بخاری جلد ۲ ص ۶۶۷ مطبوعہ کراچی) اور آپ کے بزرگوں نے تو اس فعل سے قرآن اور کتابوں کو جلانے کا جواز نکالا ہے۔ دیکھئے بخاری شریف حاشیہ ۷ ص ۷۴۶ کہ رخص بعض فی تحریق ما یجتمع عندہ من الرسائل فیھا ذکر اللہ کہ بعض نے ان رسائل کے جلانے کا جواز اس حدیث سے نکالا ہے جس میں اللہ کا ذکر ہو۔ اور سُنیئے آپ کے ایک اور بزرگ ابن بطال اسی صفحہ کے حاشیہ ۷ پہ فرماتے ہیں۔ کہ ان کتابوں کا جلانا جائز سمجھتا ہوں جن میں اللہ کا اسم موجود ہو۔ اور طاؤس کی نسبت لکھا ہے کہ وہ ایسے رسائل روز جلایا کرتے تھے جن میں بسم اللہ لکھی ہوتی تھی۔ اور صحیح مسلم شریف شرح نووی جلد ۲ ص ۳۶۳ تو ذرا ملاحظہ فرمائیے۔ لکھا ہے کہ:۔ جواز احراق ورقتہ فیھا ذکر اللہ لمصلحۃ کما فعل عثمان والصحابۃ۔ کہ ان اوراق کا جلانا جائز ہے جن میں اللہ کا ذکر ہو۔ جیسا کہ حضرت عثمان نے کیا۔ اور ان کے پیرو دیگر صحابہ نے۔

اور پھر ان کے ہاں قرآن کی بے اَدبی اور بے احترامی کا سلسلہ یہاں ہی ختم نہیں ہوتا بلکہ ان کے بزرگوار فتاوی قاضی خاں کے صفحہ ۷۸ پر یہاں تک لکھ گئے ہیں کہ والذی رعف فلا یرقاء دمہ فاراد ان یکتب بدمہ علی جبھتہ شیئا من القرآن قال ابو بکر الاسکاف یجوز قیل لو کتب بالبول قال لو کان فیہ شفاء لا بأس بہ۔

یعنی جس شخص کے نکسیر پھوٹے اور خون نہ ٹھہرے۔ پس اُس نے ارادہ کیا کہ اس کی پیشانی پر نکسیر کے خون سے لکھا جائے۔ تو ابو بکر اسکاف نے کہا کہ جائز ہے۔ کہا گیا کہ اگر قرآن کو پیشاب سے لکھا جائے تو ابو بکر نے کہا کہ اگر اس میں شفا ہو تو کوئی حرج نہیں۔

مبلّغِ اعظم نے فرمایا کہ افسوس، خداوند عالم تو اس پاک کتاب کے حق میں فرمائے کہ لا یمسّہٗ الا المطھّرون یعنی قرآن مجید خدائے قدوس کی طاہر و مطہر کتاب ہے اس کو ناپاک مت چھوئے لیکن مذہب اہلسنّت اسکو پیشاب سے لکھنا جائز قرار دے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

اس توہینِ قرآن کی روایت سُن کر تو شیعہ وسُنّی انگشت بدنداں رہ گئے اور آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ افسوس جس مذہب میں قرآن کی یہاں تک بے اَدبی کرنی لکھی ہے اُس مذہب کے .... ہونے میں کیا شُبہ باقی رہ گیا۔

باقی رہا جو آپ نے ابن ماجہ کی روایت کا جواب دیا ہے کہ قرآن سینوں میں محفوظ ہے وہاں نہ بکری پہنچ سکتی ہے نہ گائے۔ تو فرمائیے کہ آیت رجم اور رضاعت کبیر والا قرآن کہاں ہے؟ کس سینہ میں ہے۔ یہ ہے آپ کے ایمان بالقرآن کی حقیقت۔

نہ تم مشقِ ستم کرتے نہ ہم فریاد یُوں کرتے
نہ کھُلتے رازِ سربستہ نہ یُوں رُسوائیاں ہوتیں

مناظر اہل سُنّت

حضرات! مولوی صاحب نے نہج البلاغہ اور تحفہ اثنا عشریہ کی عبارتیں پیش کر کے حقائق پر پردہ پوشی کی ہے۔ اگر مولوی صاحب نے حقیقت کی ترجمانی کی ہے تو مجھے بتائیں کہ تفسیر صافی کی اس عبارت کا کیا مطلب ہے۔ **ان القرآن الذی بین اظہرنا لیس بتمامہ** ۔ یعنی وہ قرآن جو ہمارے سامنے ہے پورا نہیں ہے۔

اسی طرح **مرآۃ العقول ص۱۷۱ ان الاخبار علی نقصہ متواترہ**

کیا ان عبارتوں کی موجودگی میں آپ چالاکیوں سے جیت سکتے ہیں۔ آپ کا نہ قرآن پر ایمان ہے اور نہ توحید پر ایمان۔

لیجئے عبارت سنیئے۔ تاریخ الآئمہ ص۵۳ میں ہے (علیؓ کی ذات ہر شے پر قادر) کیا اس شرک کے باوجود بھی تم اپنے کو ایماندار کہہ سکتے ہو۔ سچی بات تو یہ ہے کہ تم وہ ہو جن کے فکر میں حضور علیہ السلام نے حضرت علیؓ سے فرمایا تھا۔ **ھم شیعتك فسلم ولدك منھم ان یقتلو ھم** کہ وہ تیرے شیعہ ہیں۔ پس اپنے بچے کو ان سے بچانا کہ وہ اسے قتل نہ کر ڈالیں۔ فروع کافی ص۱۲۲ جلد۳ معلوم ہوا کہ حسینؓ کے قاتل بھی تم ہو۔

جلاء العیون ص۴۸۲ میں ہے کہ شیعوں نے میری نصرت سے ہاتھ اٹھالیا۔ جلاء العیون ص۴۳۱ میں ہے۔ قاتلانِ حسینؓ شیعہ تھے۔

تقریر مناظر شیعہ

حضرت مبلغ اعظم نے بعد خطبہ پھر آیتہ (انّ من شیعتہ لابراھیم) کی آیت کو تلاوت کیا اور فرمایا کہ حضرات! مذہب شیعہ حضرت ابراہیمؑ سے شروع ہوا جیسا کہ پہلی تقریروں میں ثابت کر چکا ہوں۔ اگر یہ یہودیوں کا مذہب ہوتا تو نبی کریمؐ شیعوں کو جنتی نہ فرماتے۔ پھر دیکھو تفسیر فتح القدیر، صواعق محرقہ اور تفسیر ابن جریر کے حوالے۔

شیعہ تو کشتی نوحؑ میں سوار ہیں

بھلا کشتی نوحؑ کو دوزخ سے کیا واسطہ؟ باقی رہا عبداللہ بن سبا کا جلانا سو صحیح ہے کون انکار کرتا ہے۔ کیونکہ اس نے آپ کے صوفیاء کی طرح حضرت علیؑ کو خدا کہا تھا جو اسکی سُنت پر چل کر انا الحق کے نعرے مار کر قتل ہوتے رہے ہیں۔ لیکن کوئی شیعہ آج تک الوہیت کا دعویٰ کر کے قتل نہیں ہوا۔ سب آلِ محمد علیہم السلام کی حمایت میں ہی شہید ہوتے رہے ہیں انا الحق کا دعویٰ کرنیوالا بفضلہ تعالیٰ شیعوں میں کوئی نہیں گذرا۔

رہا ال کشتی میں لفظ "قال بعض" ہے کہ بعض مخالفین کا یہ قول ہے۔ سو طعن مخالف حجت نہیں۔ باقی یہ جو کہا جاتا ہے کہ تاریخ الآئمہ ص۵۳ میں ہے کہ علیؑ کی ذات ہر شئے پر قادر ہے۔ اس کی اصل عبارت پیش کرو۔ (مگر مولوی محمد صدیق صاحب عبارت پیش نہ کر سکے) مؤلف

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ یہ تو تمہارے جامی صاحب فرماتے ہیں کہ:- ع

علیؑ دان علیٰ کلّ شئیٍ قدیرا

جیسا کہ میں خود پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں۔ رہا آپ کا یہ قول کہ فسلم ولدك منھم ان یقتلو ھم یعنی بس اپنے بچوں کو ان سے بچانا کہ وہ اُسے قتل نہ کر ڈالیں۔ کسقدر تعجب خیز

چوری اور سینہ زوری ہے۔ امانت میں خیانت اور عوام کو دھوکہ دہی۔ اسی لئے آپ نے ساری روایت پیش نہیں کی تاکہ آپ کا دھوکہ کھُل نہ جائے۔ لیجئے ہم پوری عبارت پیش کرتا ہوں سُنیئے :۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السّلام فی قول اللہ عزّ وجل
فاما ان کان من اصحاب الیمین فسلام لك من اصحاب الیمین
فقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھم شیعتك
فسلم ولدك منھم ان یقتلو ھم۔

یعنی حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ قولِ باری تعالیٰ میں اگر مُردہ اصحاب یمین سے ہے۔ پس سلامتی ہے واسطے اصحاب یمین کے روزِ قیامت جن کے دائیں ہاتھ میں اعمال نامے ہوں گے۔ رسُولِ خدا نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ اصحاب یمین سے مراد تیرے شیعہ ہیں۔ پس تیرے واسطے ان کی طرف سے سلامتی ہے۔ کیونکہ تیرے بچوں کے لیئے وہ قاتل نہیں ہیں۔ بلکہ تیرے دشمن قاتل ہیں۔ تیرے شیعہ تو تیری اہل بیت کے معاون و مددگار ہیں۔ پس تیرے واسطے انہی کی طرف سے سلام ہے۔ کیونکہ تیرے اہل بیت اُن کے ہاتھ اور زبان سے بچا دیئے گئے ہیں۔

اگر شیعہ قاتل ہوتے تو وہ

اصحابِ یمین کیوں ہوتے

اور قرآن پاک میں اصحاب یمین کی اصحاب شمال کے مقابلہ میں تعریف کیوں آتی فرمائیے اصحاب یمین تو شیعوں کا نام ہے۔ قاتلِ امام کا جنّت کے ساتھ کیا تعلق؟ مگر آپکی فریب دہی کے قربان۔ جس طرح آپ نے نصف روایت کو کھایا اور باقی نصف کا ترجمہ بدل دیا وہ آپ ہی کا حصّہ ہے۔

گر ہمیں مکتب است و ایں مُلّاں
کارِ طفلاں تمام خواہد شُد

باقی رہا جلاء العیون صہ ۴۳۱ سے آپ کا یہ کہنا کہ قاتلانِ امام حسینؑ شیعہ تھے یہ بھی آپ کا دروغ بے فروغ ہے اور کھُلی ہوئی بے ایمانی۔ اگر آپ وہاں یہ لفظ دکھادیں

کہ قاتلانِ حسینؑ شیعہ تھے " تو آپ کو مبلغ پانصد روپیہ انعام دیتا ہوں۔ ورنہ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن اور اگر خط لکھنے سے استدلال ہے تو ذرا یہ تو بتلائیے کہ حضرت امام حسینؑ کو تو شیعہ خط لکھ رہے تھے لیکن یزید کو کس نے خط لکھا کہ امام حسینؑ کوفے میں آرہے ہیں؟ کہیں یہ بزرگوار

آپ کے صحابی عشرہ مبشرہ والے کے فرزندِ ارجمند عمرؓ بن سعد

تو نہیں ہیں؟ اور مدینہ میں امام حسین علیہ السّلام سے بیعت طلب کرنے والا کون ہے کیا آپ کا چھٹا خلیفہ یزید بن معاویہ تو نہیں؟ جب دربارِ ابنِ زیاد میں امام مظلوم کا سرِ اقدس کٹ کر آیا تو آپ کے جلیل القدر بزرگ انس بن مالک جیسے لوگ کرسیوں پر جلوہ افروز نہ تھے؟ کربلا سے لیکر شام تک اور شام میں سرِ مبارک سیدالشہداء علیہ السّلام کس کے دربار میں پیش ہوا؟ کیا اُسی کے تو نہیں جس کی بیعت بقول آپ کے خلیفہ زادہ عبداللہ بن عمر بن خطاب اللہ و رسولؐ کی بیعت ہے۔ سیدھی بات کیوں نہیں کہتے کہ حکمِ یزید سے حسینؑ قتل ہوئے؟ یزید اگر شیعہ ہے تو شیعہ قاتل اور سُنّی ہے تو سُنّی قاتل۔ مگر شیعہ تو یزید پر لعنت کرتے ہیں بلکہ اس کے بزرگوں پر بھی۔ مگر آپ کے ہاں یہ کیوں لکھا گیا۔

فلم یلعن یزید ا بعد موت
سوی المکثار فی الاغواء غالی
(قصیدۂ امالی مصنفہ حرزی)

کہ یزید پر آج تک سوائے گمراہوں اور غالیوں کے کسی نے لعنت نہیں کی۔ اگر شیعہ قاتل تھے تو پھر وہ کون سے شیعہ تھے جن کو آپ کی تاریخ طبری یہ کہہ رہی ہے کہ وہ معرکۂ کربلا میں حسینؑ کے مددگار تھے اور بعد قتل ان کے سر کٹ کر دربارِ یزید میں پہنچے۔ اور کون تھا جس کو عذرا بن قیس نے میدانِ کربلا میں کہا کہ یا زھیر ما کنت عندنا من شیعۃ اھل ھذا البیت اما کنت عثمانیا قال افلست تستدل بموقف ھذا انی منھم۔

کہ اے زہیر ہمارے خیال میں تو تُو آلِ محمدؐ کا شیعہ نہیں تھا۔ تُو تو عثمانی ہوا کرتا تھا۔ تو زہیر نے جواب دیا کہ تجھے میرے اس مقام میں کھڑا ہونے سے بھی معلوم نہ ہوا کہ

ہیں شیعانِ آلِ محمدؐ سے ہوں۔ دیکھو یہ ہے میرے ہاتھ میں تاریخ طبری جلد ۶ صفحہ ۲۵۷ اور فرمائیے۔ یہ کون تھا جس نے معرکۂ کربلا میں نصرتِ امام میں کھڑے ہوکر یہ کہا کہ انا البجلی انا علی دین علیؑ کہ میرا نام بجلی ہے اور میں دینِ علیؑ پہ ہوں اور وہ مزاحم بن حریث کون تھا جس نے اُس کے مدِمقابل یزید کی حمایت میں یہ کہا کہ انا علی دین عثمان۔ یعنی میں عثمان کے دین پہ ہوں۔ دیکھئے تاریخ طبری جلد ۶ صفحہ ۲۴۶ اور فرمائیے یہ کون تھے؟ جس کی نسبت آپ کی مستند تاریخ طبری کہتی ہے دیکھو جلد ۶ صفحہ ۲۶۴ کہ زحیر بن قیس نے یزید کو یُوں خوشخبری سنائی کہ ابشر یا امیر المومنین بفتح اللہ ونصرہ ورد علینا الحسین بن علی فی ثمانیہ عشرہ من اہل بیتہ وستین من شیعتہ فسرنا علیہم الخ

یعنی بشارت ہو اے امیر المومنین اللہ کی فتح و نصرت کی۔ حسینؑ بن علیؑ اٹھارہ بنی ہاشم اور ساٹھ اپنے شیعہ لے کر ہم پر وارد ہوئے۔ ہم نے ان پہ سوال کیا کہ حکم امیر تسلیم کرو۔ یا لڑائی کو اختیار کرو۔ پس اُنہوں نے تسلیم کی بجائے لڑائی کو ترجیح دی۔ ہم سورج کے طلوع ہوتے ہی اُن پہ کود پڑے اور ہر طرف سے ان کا احاطہ کر لیا۔ حتیٰ کہ تلواریں ان کے سروں پہ برسنے لگیں۔ وہ ٹیلوں اور گڑھوں میں پناہ لیتے پھرتے تھے جیسے کبوتر شکرے سے پناہ تلاش کرتا ہے۔ پس خدا کی قسم اے امیر المومنین! اتنی دیر لگی ہوگی جتنے میں اُونٹ ذبح کرکے اس کا گوشت تقسیم کر دیا جاتا ہے یا دوپہر کا قیلولہ ہوتا ہے حتیٰ کہ ہم اُن کے آخری کے سر پہ آگئے۔ پس ایلو! ان کے جسم برہنہ پڑے ہیں۔ ان کے لباس ریگ آلودہ اور رخسار خاک آلودہ ہوگئے۔ سُورج کی دھوپ اُن پہ چمکتی ہے۔ ہوائیں اُن پہ چلتی ہیں۔ جنگل کے درندے ان کے زوار ہیں۔ پسر عبید اللہ بن زیاد نے حسینؑ کی بچیوں اور بیٹیوں کو برہنہ پشت اونٹوں پہ سوار کرکے اور علیؑ بن حسینؑ کی گردن میں طوق پہنا کر آپ کے پاس بھیج دیا۔

الغرض مبلغ اعظم نے تاریخ طبری سے امام مظلوم اور ان کے شیعوں کی شہادت کو کچھ ایسے طریق سے ادا کیا کہ اپنے بیگانے سب متاثر ہوگئے۔ (مؤلف)

پھر آپ نے تاریخ طبری کا یہ فقرہ پڑھا کہ ولما قتل الحسین بن علی جئی بروس من قتل معہ من اہل بیتہ وشیعتہ وانصارہ۔ یعنی جب

حسین علیہ السّلام قتل ہوئے تو اُن لوگوں کے سر لائے گئے جو آپ کے ساتھ اہل بیت سے اور آپ کے شیعہ سے اور مددگاروں سے قتل ہوئے ۔ طرف عبیداللہ بن زیاد کے ۔

جس کے بعد آپ نے فرمایا ۔ کہ حضورؐ! شیعہ قاتل نہیں بلکہ مقتول ہیں ۔ قاتل تو یزید اور اسکے حامی ہیں جو آج ذکرِ حسینؑ اور آپ کی تعزیہ داری کو روکتے ہیں ۔ تاکہ کسی طرح لوگوں کو نواسۂ رسولؐ کے قاتلوں کا صحیح پتہ نہ چل سکے ۔

تقریرِ مناظرِ سُنّی

حضرات ! آپ نے دیکھ لیا کہ مناظر اہلِ تشیع نے میری پیش کردہ عبارتوں کا قطعًا جواب نہ دیتے ہوئے مطاعن سے کام لینا شروع کر دیا ۔ ایں کار از تو آید مرداں چنیں کنند ۔ پچھلے دلائل مولوی صاحب پہ بطور قرض باقی تھے ہی کہ اب یہ بھی ان کے ساتھ مل گئے ۔ مجھے یقین ہے کہ قیامت تک اس سے جواب نہ بن سکے گا ۔ خیر بہر حال ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کی ہر بات کا جواب دیں ۔

فتح القدیر کی عبارت میں جس عبارت کا حوالہ دیا گیا ہے وہ ایک قسم کے تفسیری نوٹ تھے ۔ وہاں یہ موجود نہیں ہے کہ وہ قرآن کی آیت اس طرح نازل ہوئی تھی ۔

اصول کہ جی کی آیت کو کاٹ کر پیش کیا گیا ہے ۔ بخاری شریف میں ماسواہ من القرآن کے جلانے کا ذکر ہے جو کہ کھجوروں کے پٹھوں پہ لکھا ہوا تھا اور وہ بھی دھونے کے بعد ۔ جیساکہ مسئلہ ہے ، نہ کہ بغیر الغسل ۔

ابن ماجہ کی روایت پیش کر کے مناظر صاحب بڑے خوش ہو رہے ہیں ۔ حالانکہ قرآن کو خدا نے سینوں میں محفوظ رکھ دیا ہے جہاں بکری نہ پہنچ سکے ، اور کیا سارے جہان میں صرف وہی قرآن تھا ۔ مولوی صاحب کیا کچی باتیں کرتے ہیں ۔

اچھا اب پھر موضوع کی طرف آتا ہوں ۔ تفسیر خلاصتہ المنہج میں ہے جو ایک دفعہ متعہ کرے تو اس کو درجہ امام حسنؑ کا ملے اور دو متعوں سے درجہ امام حسینؑ ، تین متعہ کرنے سے

درجہ مولا علیؑ کا اور چار متعے کرنے سے درجۂ رسولِ مقبولؐ کا۔ سبحان اللہ زنا سے تم نے درجاتِ علیا کو برابر کر دیا۔ کیا اب بھی تمہارے بے ایمان ہونے میں شبہ ہے۔

تقریرِ مناظرِ شیعہ

بعد خطبہ مبلغ اعظم مدظلہٗ نے فرمایا، حضرات! سُنّی مناظر اصل موضوع کو ثابت نہیں کر سکا۔ لہٰذا اِدھر اُدھر ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔ اصل موضوع ہے "شیعہ کا ایمان اور اسلام"۔ مسئلہ متعہ موضوع نہیں ہے۔ مگر مولوی محمد صدیق صاحب کے ہاتھ پہلے ہی جب کچھ نہیں رہا تو متعہ کا مسئلہ چھیڑ بیٹھے۔ مگر سنیئے میں اس کا بھی جواب دیئے دیتا ہوں۔

اوّلاً تو متعہ قرآن مجید سے ثابت ہے فما استمتعتم بہ منھن فاتوھن اجورھن فریضۃ (پ۵۔ سورہ نساء) یعنی پس جو متعہ کیا تم نے ساتھ اُس کے اُن عورتوں میں سے پس دیدو تم اُن کو اجر اُن کے جو مقرر ہوئے۔

کُتب اہلسنّت سے متعہ کے ثبوت

اہل سُنّت کی تفسیروں میں لکھا ہے کہ یہ آیت در باب متعہ نازل ہوئی ہے۔ دیکھئے تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۱۹۵ کی عبارت پڑھتا ہوں سُنئے! ان المراد بھذہ الآیۃ حکم المتعۃ کہ مراد اس آیت سے حکم متعہ ہے اور تفسیر ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۴۷۴ کی عبارت بھی سُن لیجئے قد استدل بعموم ھذہ الآیۃ علی نکاح المتعۃ کہ اس آیت سے استدلال کیا گیا ہے اوپر نکاح متعہ کے اور یہ دیکھئے تفسیر بیضاوی جلد ۱ صفحہ ۱۰۱ نزلت الآیۃ فی المتعۃ کہ یہ آیت متعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اس کے بعد آپ نے مسلم شریف جلد اوّل صفحہ ۴۵۰ سے یہ حدیث پیش کی کہ رخص لنا ان تنکح المرأۃ بالثوب الی اجل ثم قرء عبد اللہ یا ایھا الذین اٰمنوا لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین۔

کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ہم کو کپڑا دیکر نکاح متعہ کرنے کی اجازت دیدی - پھر عبداللہ نے یہ آیت پڑھی - کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - "اے لوگو! جو ایمان رکھتے ہو - خدا کی حلال کردہ پاک چیزوں کو حرام نہ کہو - اور اللہ کی حدود سے آگے نہ بڑھو" اب صحیح مسلم کی دوسری حدیث بھی سن لیجئے - کہ قال اخرج علینا منادی رسول اللہ فقال ان رسول قد اذن لکم ان تمتعوا یعنی متعتہ النّساء -

"کہ حضورؐ کے منادی نے ندا دی کہ تحقیق رسُول خدا نے تم کو متعہ کرنے کا اِذن دیدیا ہے یعنی متعۃ النساء - عورتوں سے متعہ"

پھر مبلغِ اعظم نے اہل سُنّت کی تفسیر ابن جریر جلد ۵ صہ ۹ مطبوعہ مصر سے حضرت علی علیہ السّلام کا یہ قول پیش کیا کہ قال علی علیہ السّلام لولا انّ عمر نھی عن المتعتہ ما زنی الا شقی - کہ اگر عمر متعہ کو منع نہ کرتا - تو سوائے شقی ازلی کے کوئی زنا نہ کرتا - اور فرمایا کہ آپ کا متعہ کو زنا کہنا غلط ہے - کسی تفسیر یا حدیث سے متعہ بمعنی زنا دکھائیے؟ باوجود اصرار شدید کے مولوی محمد صدیق صاحب اس کو زنا ہی کہتے رہے اور شیعوں کو خواہ مخواہ بے ایمان کہہ کر اپنا ایمان تباہ کرتے رہے - (مؤلف)

مبلغِ اعظم نے فرمایا ، مولوی محمد صدیق صاحب ! ذرا توجہ فرمائیے - میرے ہاتھ میں تفسیر مظہری جلد ثانی ہے - اس کے صفحہ ۲۷ سُورۂ نساء سے روایت سُنیئے :-

روی النسائی والطحاوی عن اسماء بنت ابی بکر قالت فعلناھا علی عھد رسول اللہ -

کہ حضرت اسماء ابوبکر کی بیٹی فرماتی ہیں کہ ہم نے رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں خود متعہ کیا ہے -

اب فرمائیے مولوی محمد صدیق صاحب کہ حضرت ابوبکر کی بیٹیاں بھی رسُول خدا کے زمانے میں متعہ کیا کرتی تھیں یا زنا کیا کرتی تھیں - اگر متعہ کیا کرتی تھیں تو تم ان کے فعل کو زنا کیوں کہتے ہو - کچھ تو شرم کرو خلیفہ اوّل کی بیٹیوں کی عصمت پر حملہ نہ کرو -

اَب تو متعہ کو زنا نہ کہو گے!

بس پھر کیا تھا سُنّی مناظر کے طوطے اُڑ گئے۔ دنیا اس کی حماقت پر ہنسنے لگی اور تالیاں بج گئیں۔ سُنّی علماء ایک دوسرے کو خود ہی ملامت کرنے لگے۔ ایک کہتا کہ جب پہلے ہی مولوی محمدؐ صدیق سے کہا تھا کہ متعہ کا مسئلہ نہ چھیڑنا۔ تو اس نے ایسا کیوں کیا دوسرا کہتا تھا کہ سخت غلطی کی۔ تیسرا کہتا تھا، خواہ مخواہ شرمساری اُٹھانا پڑی۔ اور صدر محترم حضرت لال حسین صاحب اختر یٰوح رداں تحریک ختم نبوّت مارے شرمندگی کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر اپنا چہرہ چھپانے کی بے سُود کوشش میں مصروف نظر آرہے تھے۔

اس روایت کے پیش ہونے پر سُنّی مذہب کی عوام پر حقیقت کھُل گئی۔ اس شرمندگی سے بچنے کے لئے سُنّی علماء نے شیعہ مناظر سے کتاب طلب کی۔ جب کتاب بھیج دی گئی تو اس عبارت کو دیکھ کر رہے سہے ہوش و حواس بھی جاتے رہے اور ایک دوسرے کا مُنہ تکنے لگے۔ تاکہ کہیں سے چلّو بھر پانی میسّر آئے تو ڈوب کر اس ندامت سے خلاصی کرائیں۔ مگر اُگلے ہوئے الفاظ واپس نہ ہو سکتے تھے۔ بالآخر سُنّی مناظر اپنے پرانے حربے یعنی ڈھٹائی کو بروئے کار لاکر "مرتا کیا نہ کرتا" یوں گویا ہُوا۔

تقریر مناظر اہل سُنّت

متعہ کرنا اور بات ہے۔ اس کا درجہ درجات پاکیزہ کے برابر ماننا دین میں جسارت ہے اگر آپ کے پاس جواب ہے تو مولوی اسماعیل صاحب جلدی دیں۔

لیجئے! یہ میرے ہاتھ میں مسلم شریف ہے۔ اس میں متعہ تا قیامت حضور اکرمؐ نے حرام قرار دیا ہے۔

تقریر مناظر شیعہ

حضرات! سچ ہے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ میں پھر وہی بات عرض کرتا ہوں

کہ حضرت اسماء وغیرہ متعہ کو پاکیزہ سمجھ کر کرتی تھیں یا گناہ سمجھ کر۔ اگر گناہ سمجھ کر کرتی تھیں تو پھر ان کی پاکدامنی کہاں؟ اور اگر پاکیزہ سمجھ کر کرتی تھیں تو اعتراض کیسا؟ مولوی صاحب کی حالت پر مجھے خود رحم آتا ہے۔ اب ان کو متعہ کے خلاف تو کوئی دلیل نہیں ملتی، اس لئے فرماتے ہیں کہ متعہ کرنا اور بات ہے اور پاکیزہ ماننا اور بات۔ یہ ان کے اچھے ہتھیار ہیں اور صحابہ کرام کی بہو بیٹیوں پر حملہ ہے۔ اگر یہ کام پاکیزہ نہ ہوتا تو کرتی کیوں؟

مولوی محمدؐ صدیق صاحب کے پاس اگر کوئی جواب ہوتا تو وہ ضرور دیتے۔ رہے متعہ کے درجات تو جو چیز بحکم خدا و رسولؐ و آئمہ طاہرین علیہم السلام ثابت ہوتی ہے تو اس کے درجات کیوں نہ ہوں۔ اور خصوصیت سے یہ کہ جب عمر نے اس کو مٹانا چاہا تو اس کے زندہ کرنے کا ثواب کیوں نہ ہو؟ جب کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہے (دیکھئے مشکوٰۃ شریف ص۳۰)

من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائۃ شہید

کہ جس نے میری سنت کو پکڑا فسادات کے وقت پس اس کے لئے سو شہید کا ثواب ہوگا۔

باقی رہ گیا لفظ درجہ سو اس کا مطلب مولوی محمد صدیق صاحب کیا جانیں۔ دیکھئے ترمذی شریف ص۶۱۹

ان النبی اخذ بید حسنؑ و حسینؑ و قال من احبنی و احب ھذین وابا ھما و امھما کان معی فی درجتی یوم القیامۃ۔

"حضورؐ نے حسنؑ اور حسینؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ کہ جس نے مجھ سے محبت کی اور ان دونوں کے ماں اور باپ سے محبت کی تو وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجے میں ہوگا۔

فرمائیے! اس حدیث کا کیا مطلب ہوا۔ کہ کیا وہ شخص رسول بن جائے گا؟ یا یہ مطلب ہے کہ وہ قرب رسولؐ میں ہوگا۔ اگر اس کے معنے قرب رسولؐ کے ہیں تو پھر متعہ والی روایات میں قرب کا مطلب کیوں نہیں لیا جاتا۔ کہ در باب متعہ عمر کو چھوڑ کر حکم متعہ کو ماننے والا شخص محمدؐ و آلِ محمد علیہم السلام کے قرب میں ہوگا۔ کیونکہ اس نے ان کے مذہب کی تائید کی اور بدعتِ عمری کا ستیاناس کیا۔ اور یہی مطلب حضور پرنور نے مشکوٰۃ شریف کے ص۳۰

پر صاف اور واضح طور پر فرمایا ہے کہ من احب سنتی فقد احبنی کان معی فی الجنۃ (رواہ الترمذی)۔ کہ جس نے میری سنّت سے محبت کی وہ میرے ساتھ ہوگا۔

حضرات! یہ ہے درجے کا مطلب شاید اسی درجہ کی اُمید میں حضرت اسماء بنتِ ابی بکر نے متعہ کیا ہو۔ باقی رہا آپ کا یہ کہنا کہ "مسلم شریف میں ہے کہ متعہ تا قیامت حرام ہے" حضور! اوّل تو صحیح مسلم تمہاری اپنی کتاب ہے۔ اگر جراُت ہے تو کسی شیعہ کتاب سے پیش کرو۔ کیونکہ دلیل ہمیشہ مسلماتِ خصم سے دی جاتی ہے۔ اصولِ مناظرہ کو کیوں چھوڑتے ہو۔ اگر مسلم شریف کے مطابق تا قیامت متعہ حرام ہو گیا تھا۔ تو رسول خداؐ کے بعد صحابہؓ کرام حضرت ابو بکر کے عہد میں اور نصف خلافت حضرت عمرؓ تک مُٹھی مُٹھی آٹے اور کھجوروں پر کیوں کرتے رہے۔ ذرا آنکھیں کھول کر اپنی صحیح مسلم جلد اوّل ص۴۵۱ کی یہ روایت دیکھو۔ سُنیئے اخبرنی ابو الزبیر قال سمعت جابر بن عبد اللہ یقول کنا نستمتع بالقبضۃ من التمر والدقیق الایام علی عہد رسول اللہ وابی بکر حتّٰی نہٰی عنہ عمر فی شان۔

"کہ حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں۔ کہ ہم زمانۂ رسولِ خدا اور خلافتِ ابی بکر میں برابر متعہ کرتے رہے۔ حتّٰی کہ عمر نے اپنی کسی مصلحت سے اس کو منع کر دیا۔"

پس پھر کیا تھا۔ مولوی محمد صدیق صاحب سے کوئی جواب بن نہ پڑا۔ آخری پانچ منٹ بھی ملے۔ مگر یوں رحم و کرم کی اپیل کر کے بیٹھ گئے کہ بھائیو! مناظرہ بخیر و خوبی ختم ہو گیا۔ خدارا نعرے نہ لگانا اور تالیاں نہ بجانا۔ مگر شیعہ جوشِ مسرت سے نہ رہ سکے نعرے لگائے اور قصائد پڑھے۔ مبلغِ اعظم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مدظلہٗ کے گلے میں تقریباً تین صد روپیہ کا ہار پرو کر ڈالا گیا۔

اُسی وقت مندرجہ ذیل افراد نے شیعہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ اور سیّد مظفر علیشاہ صاحب بخاری دام اقبالہٗ باوجود سُنّی ہونے کے مولوی محمد صدیق صاحب کی لاجوابی، خفت اور بے اعتدالی دیکھ کر ان کو چھوڑ گئے اور شیعہ مناظر کی تہذیب، تعلیم اور مذہب حقّہ کے دلائل سے بہت متاثر ہوئے۔ مبلغِ اعظم کے گلے میں سادات بڈھا اکبر شاہ نے مبلغ تین روپیہ کے نوٹوں کا ہار ڈالا۔ عوام نے فرطِ خوشی سے

فلک شگاف نعرے لگائے۔

۱۔ حافظ عبدالرحمٰن صاحب ساکن واہی جمن شاہ۔ فارغ التحصیل مدرسہ دارنی۔
۲۔ جمعہ قوم کھواہرہ۔ ۳۔ غوثوں کھواہرہ ولد جندوڈہ۔ ۴۔ برکت علی پنجابی۔
۵۔ الٰہی بخش ولد جام دین۔ ۶۔ جمال ساکن بستی گل محمد۔ ۷۔ جام مقبول ساکن واہی جمن شاہ۔ ۸۔ جام قابل ساکن۔ ۹۔ جام کبیر حسین ساکن باگوں۔ ۱۰۔ بڑے بڑے عالم اہل سنّت والجماعت کے نام مصلحتاً نہیں دیئے گئے۔ علاقہ غازی پور۔ حلقہ جھجہ عباسیاں ریاست بہاولپور میں تقریباً ۱۹/۲ گھر قبولیت مذہب حقہ کا اعلان کرچکے ہیں۔

اہلحدیث حضرات سے

ایک اور مناظرہ

یہ مناظرہ بتاریخ ۲۶ دسمبر ۱۹۶۵ء **بمقام لامبڑے متصل منڈی مریدکے ضلع شیخوپورہ** میں جماعت اہل حدیث سے ہوا۔ کوٹ سمابہ میں مولوی محمد صدیق صاحب کی شکست سے اہل حدیث طبقہ مایوس ہوچکا ہوا تھا۔ لہٰذا اب کی مرتبہ حافظ عبدالقادر صاحب درجن بھر علماء اہل حدیث کی معیت میں اور اپنے شیخ الحدیث جناب مولوی عبداللہ صاحب روپڑی کے زیر سایہ شیعہ مناظر حضرت مبلغ اعظم مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مدظلہ کے مقابلہ پر تشریف فرما تو ہو گئے۔ مگر آپ خالص گھر کی کمک کے باوجود مولوی محمد صدیق صاحب سے بھی پست ہمت ثابت ہوئے۔ مختصراً رپورٹ درج ذیل کی جاتی ہے:۔

موضع لامبڑے ایک گجروں کا موضع ہے جس کے واحد مالک چوہدری حاجی سلطان خاں صاحب ہیں۔ اس مناظرہ کی ابتداء یوں ہوئی کہ چوہدری دل محمد راجپوت ساکن بھٹیاں ضلع شیخوپورہ کو عالی جناب معلّی القاب حاجی سلطان خاں صاحب گجر رئیس اعظم لامبڑے نے اس کو شیعہ ہونے کی وجہ سے بہت ہی سست کہا۔ حتّٰی کہ اس کو شیعہ ہونے کی وجہ سے اسلام سے خارج کرنے کی کوشش کی۔ اور چوہدری دل محمد چونکہ بے علم تھا لہٰذا مولوی صاحب کے حملہ کی تاب نہ لاسکا اور کہا کہ میں کوئی مولوی نہیں ہوں۔ اگر ہمارا

کوئی عالم ہوتا تو آپ کی ہر بات کا جواب دے دیتا۔ اس پر جناب چوہدری سلطان صاحب رئیس اعظم لامبڑے نے از راہِ مراسم شاہانہ و آداب خسروانہ فرمایا کہ لڑو جھگڑو نہیں ہم اگرچہ سُنّی ہیں لیکن ہم جانبین کا خرچ برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اپنے اپنے علماء کو بلا کر ہماری کوٹھی پر مناظرہ کر کے مسائل کا تصفیہ کر والو۔ ہم خرچ بھی برداشت کریں گے اور انتظام بھی کریں گے اور انشاء اللہ انصاف بھی کریں گے۔ اس پر چوہدری دل محمد اور مولوی محمد بشیر امام مسجد اہل سنّت نے اپنے اپنے علماء بلانے کا انتظام کیا اور مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۵۶ء تاریخ مقرر ہوئی۔ جس پر اہل حدیث کے تقریباً درجن بھر علماء پہنچ گئے جن میں حافظ عبداللہ روپڑی اور حافظ عبدالقادر اور حافظ عبدالرحیم کے خصوصاً اسمائے گرامی قابلِ ذکر ہیں۔ اور شیعہ کی طرف سے چوہدری دل محمد کی ہزار تگ و دَو کے باوجود صرف مبلغ اعظم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب ہی میدانِ مناظرہ میں پہنچ سکے۔

اس مناظرہ کیلئے چار موضوع مقرر ہوئے تھے:۔

۱۔ اُمّ المومنین حضرت عائشہ اور اعتراضاتِ شیعہ

۲۔ خلافت اصحاب ثلاثہ

۳۔ مسئلہ متعہ

۴۔ مسئلہ ماتم حسین علیہ السّلام

وقت مقررہ پر علماء اہل حدیث جنگِ جمل، اور سُورۃ تحریم اور مسئلہ متعہ سے اپنی دُور اندیشی کے پیش نظر ویسے ہی جواب دے گئے اور مسئلہ خلافت سے بھی بھاگتے تھے مگر مبلغ اعظم نے کہا کہ حضرات! کم از کم دو موضوع تو ہوں لیکن وہ اپنی درباب بدعت اور شرک خاص تیاری کے ماتحت کے صرف مسئلہ ماتم پر ہی بحث کرنا چاہتے تھے۔ مگر بصد مشکل لوگوں کے اصرار سے مسئلہ اصحاب ثلاثہ زیر بحث آیا۔ مگر پھر ان کی خلافت کے اثبات سے پہلوتہی کرتے رہے اور صرف ایمانِ ثلاثہ پر بحث کرنا چاہتے تھے۔ مگر مبلغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات! آپ ان کے ایمان کو کیوں زیر بحث لاتے ہو۔ اگر خلافتِ راشدہ ثابت ہو گی تو سب کچھ ثابت ہو جائے گا۔ کیونکہ خلافت کے لئے ایمان کامل شرطِ اوّل ہے (۱) اگر وہ خلافت پر قبضہ نہ کرتے علی علیہ السّلام سے بجبر بیعت نہ مانگتے۔ (۲) سیّدہ ناراض نہ ہوتی۔ (۳) واقعہ احراق۔ (۴) اور قرطاس ہوتا تو شاید

ہم ان کے اعمال سے تعرض بھی نہ کرتے ۔ فساد ونتیجہائے سداد صرف مسئلہ خلافت ہے ۔ یہ بھی لوگوں کے بصد اصرار سے ان کو منوایا گیا ۔ مگر جس چیز سے وہ دوڑتے تھے وہی پیش آئی ۔ خلافت ثابت نہ کر سکے ۔ پھر اس پر بڑی بحث ہوئی کہ مسئلہ ماتم پر بحث مقدم ہے یا مسئلہ خلافت پر علمائے اہل حدیث اس پر بضد تھے کہ پہلے ماتم پر بحث ہو ۔ مبلّغ اعظم نے فرمایا ۔ پہلے مار تو سہی ! روئیں گے بعد میں ۔ مسئلہ ماتم کسی طرح بھی مسئلہ خلافت پر مقدم نہیں ہو سکتا نہ طبعاً نہ شرعاً نہ اصولاً نہ تمہاری سابقہ فہرست کے مطابق ۔ چنانچہ انہوں نے مسئلہ خلافت مانا اور مقدم کیا ۔ ۲۶ر دسمبر بوقت پورے گیارہ بجے مناظرہ شروع ہوا ۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ شریک ہوئے ۔ صدر مناظر منتظم مقرر ہوئے ۔ چنانچہ حسب ذیل تقرر ہوا ۔

مناظر از جانب اہلحدیث حافظ عبدالقادر صدر ۔ حافظ ابراہیم صاحب معاون حافظ عبداللہ صاحب ۔ **مناظر از جانب شیعہ مبلّغ اعظم** مدظلہ العالی مولانا محمد اسماعیل صاحب صدر مولوی دین محمد صاحب واعظ ساکن اچھرہ لاہور ۔ **منتظم** حاجی سلطان خاں صاحب کے فرزندانِ گرامی ۔ خصوصاً چوہدری خدابخش صاحب اور منتظم اوقات چوہدری فضل احمد صاحب مقرر ہوئے ۔ اس مناظرہ میں جو قابلِ ذکر باتیں ہوئیں وہ یہ ہیں ۔ چوہدری صاحبان کا عدل وانصاف اس قابل ہے کہ اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے ۔ ہمارا خیال ہے جتنے بھی مناظرے ہوئے ہیں باوجود سُنّی ہونے کے ایسے منصف اور عادل مہمان نواز منتظم زمیندار ہم نے نہیں دیکھے ۔ شیعہ سُنّی کو ایک ہی جگہ بٹھایا اور کھانا کھلایا ۔ عزت واحترام سے پیش آئے ۔ دورانِ مناظرہ کسی غیر ذمہ دار کو چون وچرا نہ کرنے دیا ۔ حالانکہ مجمع ہزاروں کی تعداد میں تھا اور پولیس کی پوری تسلی کرادی اور مناظرہ اپنے حُسنِ انتظام سے خود کروایا آخر پر اہلحدیث مولوی شیعہ مناظر کی آخری تقریر سے بجبر بھاگنا چاہتے تھے اور اعتراضات کے جوابات سُننے ہیں شور مچانا چاہتے تھے ۔ مگر اللہ اکبر خدا کے بندوں کا انصاف فوراً دوبارہ سب کو ایسا بٹھایا کہ ایک فرد بھی اُٹھ نہ سکا اور پوری تقریر کرنے کا حق شیعہ مناظر کو دیا ۔

اور آخر پر فیصلہ بھی فرما دیا کہ اگرچہ ہم سُنّی ہیں مگر ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ مناظر اہلسنت غیر معقول اور غیر مدلل گفتگو کرتا رہا اور شیعہ مناظر نے تمام جوابات دے دیئے اور ہر دو موضوعوں پر شیعہ کامیاب رہے ۔ بس پھر کیا تھا ۔ حلقہ اہلحدیث میں صفِ ماتم بچھ گئی ، چہرے اُتر گئے ، ہنسی سکوت میں مبدل ہو گئی ۔ اس وقت شیعہ سُنّی کی زبان پر تھا کہ شیعہ کا مولوی نہایت مدلل ، معقول ،

عالم اور شیر دل ہے۔ ایسے عالم سے مناظرہ کیلئے کوئی خاص عالم چاہیئے۔ یہ معمولی مُلّاں آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ علمائے اہلحدیث نے جو اس مناظرہ میں بے اصولیاں، بے اعتدالیاں اور بے علمیاں ظاہر کیں وہ یہ ہیں۔ **اوّل** اصول کو چھوڑ کر فروع کو مقدم کرنا چاہتے تھے۔

دوم:۔ کمرۂ خاص میں شرائط طے نہ کر سکے۔ بلکہ آخر یہ سرِعام رُعب عامہ اور زمانہ نے اُن کو مجبور کر دیا کہ مسئلہ خلافت پر پہلے بحث کرو۔ پھر مسئلہ ماتم پر جس قدر زور شور کر رہے تھے، آخر کار کچھ بھی نہ دکھلا سکے۔

اپنے مسلمات سے انکار کیا۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی سرّ الشہادتین کے ماننے سے انکار کیا۔ حدیث غریب اور حدیث ضعیف میں فرق نہ کر سکے۔ لفظ سقیفہ کو بجائے غیر منصرف کے منصرف کہا اور اسکے علم ہونے سے انکار کیا اور حوالجات مسلمات خود کو بلا جواب چھوڑ گئے۔ فروع کافی میں اُمّ کلثوم کی نسبت بنتِ علیؑ کا لفظ نہ دکھلا سکے۔ آخر شرمسار ہوئے۔

الغرض مولوی حافظ عبدالقادر صاحب کچھ ایسے فیل ہوئے کہ اپنے معاون مولوی عبداللہ صاحب کو بھی لیکر بیٹھ گئے۔ مناظر شیعہ کی روانی، حدیث خوانی شیرانہ تقریر صحیح استدلال مؤثر انداز قابلِ دید تھا۔ بنا بریں اس تمام علاقہ میں مذہب شیعہ کی صداقت کا سکہ بیٹھ گیا۔ آئندہ انشاءاللہ نہ یہاں مناظرہ کی ضرورت ہوگی نہ شیعہ سُنّی تصادم ہوگا۔ کیونکہ عوام صداقت مذہب شیعہ کی مقبولیت کے قائل ہو کر رہ گئے ہیں اور چوہدری صاحبان کے انصاف نے ہر شخص کو دم بخود کر دیا۔ مبلّغ اعظم کی ہمّت سے یہ مناظرہ بھی فتح ہو گیا۔ مذہب شیعہ کی اتمام حجت اس علاقہ میں ہو چکی ہے۔ اَب انشاءاللہ تا دیر مناظرہ کی ضرورت نہیں۔

نازک چوٹ

یعنی

مناظرہ سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی لا مانع لحکمہ ولا ناقض لقضائہ ثم الصلوٰۃ والسلام علیٰ سید انبیاءہ وسند اولیائہ محمد واوصیاءہ وخلفاءہ ولعنۃ اللہ علیٰ اعدائہ۔

امّا بعد:۔ حضرات! ماہ جنوری ۱۹۶۸ء میں تین مناظرے ہوئے۔ مورخہ ۸ر جنوری کو مناظرہ علاقہ کلاں پخ والا ضلع بہاولپور میں مولوی عبد الستار تونسوی سے توحد بنت رسولؐ پر ہوا۔ کھلے میدان میں آمنے سامنے جس میں چالیس آدمی تو موقعہ پر علیؑ ولی اللہ پڑھ کر منبر پر چڑھ کر عبد الستار کے سامنے شیعیت کا اعلان کر گئے اور سینکڑوں آدمی اس کے اثر سے بعد میں ہو گئے۔

اور مورخہ ۲۰ر جنوری ۱۹۶۸ء کو گوجرانوالہ میں مسجد اہلحدیث کے اندر مولوی عبد اللہ محدث مدرس بخاری شریف دال بازار گوجرانوالہ وغیرہ سے مذہب شیعہ کی صداقت اور ماتم حسین علیہ السلام کے جواز پر ہوا جو بہت کامیاب ہوا۔ ٹیپ ریکارڈ ہوا اور اہلحدیث نے کیا جو بوجہ ناکام ہو جانے کے بعد ازاں سنا نہ سکے اور تمام شہر اور علاقہ میں مذہب شیعہ کی دھاک بیٹھ گئی۔

اور مورخہ ۲۶ر جنوری ۱۹۶۸ء کو مناظرہ سیالکوٹ جناب محمد صدیق صاحب جعفری کے مکان میں نہایت حسن انتظام سے ہوا۔ جس میں مولوی ساجد میر، مولوی فضل الرحمٰن اور مولوی منظور احمد دیو بندی بے ریش تھے، سے مسئلہ آل اور عصمت آئمہ اثنا عشر پر رات کو مناظرہ ہوا۔ جس میں بفضلہ تعالیٰ مذہب حقہ کو ہر دو مسائل میں بہت کامیابی ہوئی جس کا شہرہ اپنوں اور بیگانوں میں ہوا۔ صبح تمام سیالکوٹ میں شیعہ کی فتح کی خبر بجلی کی طرح پہنچ گئی اور

رات مناظرہ میں علماء اہلحدیث کی حالت قابلِ دید تھی۔

اگرچہ اس تمام شرارت کے بانی مبانی مولوی منظور احمد صاحب جھگڑالو تھے۔ مگر وہ پہلے ہی مبلغ اعظم صاحب مدظلہ کی صورت دیکھ کر راہِ فرار اختیار کر گئے اور دیگر علماء اہلحدیث اس میدان کے مرد نہ تھے۔ بہرحال ان کو بہت ہی شکست ہوئی جس کو خود اہلحدیث اور اہلِ سنت مان گئے جس کا اعتراف انہوں نے خود اپنے رسالہ میں کیا ہے۔

چنانچہ رسالہ کشف الغمہ ص۱۱ حاشیہ ۹ پر لکھتے ہیں کہ "مگر اگلے روز یہ سن کر ہمیں بہت افسوس ہوا کہ چند اہلحدیث افراد فریق اہل السنت کے اہل حدیث مناظر سے ذاتی عداوت و حسد رکھنے کی وجہ سے اس کامیابی پر بہت جل رہے ہیں اور شیعہ فریق کے اس جھوٹے پراپیگنڈے کو اپنے ہاتھوں خود ہوا دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ایک اہل السنت مناظر تو میدان سے ویسے ہٹ گیا اور دوسرے کو بھی کوئی خاص کامیابی نصیب نہیں ہوئی الخ"۔ الحق ماشھدت بہ الاعداء لیجئے! ان کی اس اپنی تحریر میں خود اہل حدیث اور اہل السنت کا بیان موجود ہے۔ کہ مولوی منظور احمد صاحب تو فرار ہو گیا اور دوسرا کامیاب نہ ہوا۔ اب اس سے زیادہ شیعہ کی فتح کی اور کیا نشانی ہو سکتی تھی کہ اپنے اور بیگانے مان گئے۔ مگر انہوں نے اپنی خفت اور شکست کو مٹانے کے لئے بعد میں ایک رسالہ بنام "کشف الغمہ عن تحقیق لفظ الآل وعصمۃ الآئمہ" لکھ دیا جس کی ضرورت ہی نہ تھی۔ کیونکہ مناظرہ کی نوبت اس وقت آتی ہے جب رسائل و کتب سے بات اونچی ہو جاتی ہے اور رسائل و کتب سے فیصلہ نہیں ہوتا تو پبلک کے سامنے مناظرہ ہوتا ہے اور لوگ سن کر حق و باطل کا فیصلہ خود کرتے ہیں۔ لیکن اگر پھر رسائل شروع ہو جائیں تو دور اور تسلسل لازم آتا ہے۔ جو باطل ہے۔ حقیقت الامر یہ ہے کہ سیالکوٹ کے مناظرہ میں جو علماء شامل ہوتے وہ اس میدان کے مرد نہ تھے۔ ویسے تیس مار خان بننے کہلانے کو تو ہر کسی کا دل چاہتا ہے مگر اس فن میں بالکل اناڑی تھے۔ نہ دعویٰ و دلیل کا پتہ نہ موضوع کی خبر نہ یہ پتہ کہ اس مسئلہ میں شیعہ سنی کا اختلاف کیا ہے؟ جانبین کے دلائل کیا ہیں حقیقت کیا مجاز کیا؟ مبادی اوساط اور مسائل کیا ہیں۔ مناظرہ کی ترتیب طبعی کیا جو منہ میں آیا کہہ دیا۔ جو نظر پڑا لکھ دیا۔ اور ملاؤں کو شیعہ کے خلاف علم کی ضرورت بھی نہیں۔ کیونکہ جتنا علم میں جاتے ہیں حقیقت کا ادراک ہوتا جاتا ہے۔ شیعیت قریب آتی ہے لہٰذا بہتر یہی سمجھتے ہیں کہ غلط سلط پروپیگنڈہ جتنا شیعہ کے خلاف ہوتا رہے اچھا ہے ـــــــــ

جب غلط پروپیگنڈے سے بھی بات نہیں بنتی تو سیاست میں چلے جاتے ہیں کہ لوگو خبردار، اٹھو تنظیم کرو، جمع ہو جاؤ، حکومت کو تاریں دو، جلسے کرو۔ ریزولیوشن پاس کرو، عظمتِ صحابہ کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ کون ہے جو حقائق کی دنیا میں رہ کر آلِ محمدؐ کے مذہب کے دلائل کا جواب دے سکے۔ اگر دنیا ایسا کر سکتی تو حدیثِ قرطاس میں حکمِ رسولؐ پر شورِ شغف کیوں ہوتا؟ حسبنا کتاب اللہ کہہ کے حدیث رسالتمآبؐ کا انکار کیوں ہوتا؟ سقیفہ میں خلیفہ کے تقرر پہ اہل بیت کو کیوں چھوڑا جاتا؟ سعد بن عبادہ کو مارا کیوں جاتا؟ خاتونِ معظمہ کے دعویٰ کے خلاف قرآن کو چھوڑ کر دوسری طرف رخ کیوں ہوتا؟ دنیا انصاف کرتی تو ابوالحسنؑ خلافت سے محروم کیوں ہوتے؟ آپ کی خلافت میں باغیوں کے خروج کیوں ہوتے؟ صفین جمل کے معرکے، زہرِ حسنؑ، شہادتِ حسینؑ سب اس بے علمی اور بے انصافی کے مظاہرے اور کرشمے ہیں ورنہ اَلْحَقُّ مَعَ عَلِیٍّ وَالْقُرْآنُ مَعَ عَلِیٍّ مسلّمہ فریقین حدیثیں ہیں۔

الغرض ان کا یہ رسالہ لکھنا ان کی خفت اور شکست کی نشانی ہے۔ ورنہ جو کچھ میدان میں ہوا لوگوں نے سن لیا، قطع کے بعد مٹی کیا۔

مگر اب ان کے رسالہ کشف الغمہ سے غلط تاثر پیدا ہو رہا ہے۔ بار بار خط آرہے ہیں کہ اس کا جواب دو۔ اگرچہ ہمیں فرصت نہیں رتاہم مومنین کی تسکین مخالفین کو تلقین کے لئے اس کا جواب ضروری ہے۔

اَلجَواب

ان کے رسالہ کا نام "کشف الغمہ عن تحقیق لفظ الآل و عصمۃ الآئمہ" ہے یہ رسالہ ادارہ تحقیقِ مذاہب سیالکوٹ سے شائع ہوا ہے جو ہمہ تن غلط ہے اور گھر بیٹھ کر لکھا گیا ہے۔ جو کچھ مبلّغ اعظم صاحب نے شیعہ کی طرف سے پیش کیا اس کا تو اس رسالہ میں عشرِ عشیر بھی نہیں۔ کتمانِ حق پہ مبنی ہے۔ حق چھوڑا اور باطل جوڑا گیا ہے اور اہل حدیث المعروف وہابیین کے بھی عجب ادارے ہیں جن کی سعی صرف آلِ محمدؐ کے خلاف ہو رہی ہے ایک منڈی کا مونکی میں ادارہ شبان اہل حدیث ہے جن کی طرف سے یزید پلید کی حمایت میں رسائل شائع ہو رہے ہیں۔ یہ سیالکوٹ کا ادارہ ہے جو آلِ محمدؐ کے خصوص کو عموم میں بدل رہا

ہے اور عصمتِ آئمہ طاہرینؑ کو مٹا رہا ہے۔

وہابی کی اصل خوارج ہے جن کو علی مرتضےٰ شیرِ خدا نے قتل کیا تھا۔ کیونکہ وہ متشدد اور متصلب فی الدین تھے مگر ان کی اصل مختلف فرقوں میں اب بھی باقی ہے جن سے لبسا اوقات بغض علی مرتضےٰ ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ جیساکہ مشکوٰۃ شریف ص۵۳۵ باب المعجزات فصل اوّل سے چند اقتباسات عرض کرتا ہوں۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ دَعْہُ فَاِنَّ لَہٗ اَصْحَابًا یَحْقِرُ اَحَدُکُمْ صَلٰوتَہٗ مَعَ صَلٰوتِہِمْ وَصِیَامَہٗ مَعَ صِیَامِہِمْ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیَہُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّہْمُ مِنَ الرَّمِیَّۃِ۔

کہ رسالتمآبؐ نے خارجیوں کے مورثِ اعلےٰ کے قاتل سے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے یہ اکیلا نہیں ہے اس کے اور بھی ساتھی ہیں جن کے مقابلہ میں تم اپنی نمازوں اور روزوں کو حقیر سمجھو گے۔ قرآن پڑھیں گے مگر حلقوم سے نیچے نہ جائیگا۔ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ ایک روایت ہے "یخرجون علی خیر فرقۃ من الناس" کہ بہترین گروہ کے اوپر خروج کریں گے یعنی حضرت علیؑ اور ان کے اصحاب کے خلاف خروج کریں گے یعنی شیعہ کے دشمن ہوں گے۔

فی روایۃ اقبل رجلٌ غائر العینین ناتی الجبھۃ کث اللحیۃ مشرف الوجنتین محلوق الرّاس فقال یا محمّد اتّق اللہ فقال فمن یطع اللہ اذا عصیتہ فیا منتی اللہ علی اھل الارض ولا تامنونی فسال رجل قتلہ فمنعہ فلمّا ولّی قال ان من ضئضئے ھذا قومًا یقرءون القرآن لا یجاوز حناجرھم یمرقون من الاسلام مروق السّھم من الرّمیّۃ فیقتلون اھل الاسلام ویدعون اھل الاوثان لئن ادرکتھم لاقتلنّھم قتل عادٍ متفق علیہ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۵۳۵)

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص آیا، آنکھیں گہری، پیشانی اُٹھی ہوئی، ڈاڑھی گھنی، رخسار اونچے، سر منڈا ہوا۔ کہا اے محمّدؐ! خدا سے ڈر۔ حضورؐ نے فرمایا افسوس! اگر میں اللہ کی نافرمانی کروں تو اس سے ڈرنے والا کون۔ اللہ نے مجھے زمین والوں پر امین بنایا تم مجھے امین نہیں سمجھتے تو ایک صحابی نے اس کے قتل کی درخواست کی۔ حضورؐ نے فرمایا

یہ اکیلا نہیں اس کی قسم اور اصل سے اور بھی ہیں جو اس کے مذہب پر ہوں گے۔ قرآن مجید پڑھیں گے لیکن حلقوم سے نیچے نہ اُترے گا۔ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ مشرکوں، بُت پرستوں کو چھوڑ کر اہلِ اسلام سے لڑیں گے۔ اگر میں پاؤں تو قومِ عاد کی طرح ان کو قتل کروں (قتلِ خوارج کا حق صرف علی علیہ السّلام کو تھا اب نہیں ہے)۔

حضرات! ذرا خوارج کا عقیدہ، نظریہ، عمل، حلیہ بقول سرکارِ دو عالمؐ پڑھیے کہ کچھ ان بزرگوں کے مشابہ ہیں یا نہیں؟

لہٰذا اگر یہ شیعہ کے خلاف رسائل نہ لکھیں اور پروپیگنڈہ نہ کریں اور یزید کی حمایت میں رسائل نہ لکھیں تو اور کیا کریں۔ منافقوں کو حضرت علیؑ سے بغض تھا کہ اس نے ہمارے بزرگوں کو اُحد، بدر، خندق میں قتل کیا۔ لہٰذا اس بغض کا اظہار اب تک ہوتا رہتا ہے۔

مذہب شیعہ کی تصدیق اور تحقیق

رسالہ کشف الغمہ کی پہلی سطر میں ہی شیعہ عقائد پر حملہ کر دیا گیا ہے کہ یہ راہِ حق سے ہٹے ہوئے فرقوں سے ہے حالانکہ حق حضرت علیؑ کے ساتھ ہے اور قرآن حضرت علیؑ کے ساتھ ہے اور جنّت حضرت علیؑ کے ساتھ ہے اور اللہ اور رسولؐ بھی حضرت علیؑ کے ساتھ ہیں اور شیعہ حضرت علی علیہ السّلام اور ان کی معصوم اولاد کے ماننے والے مذہب کا نام ہے۔

شیعۃ الرجل بالکسر اتباعہ وانصارہ وقد اغلب هذا الاسم علی کلّ من یتولّی علیًّا واهلَ بیته حتّٰی صار اسمًا لهم خاصًّا۔

قاموس اللغات ص۴۷ جلد ۳ مطبوعہ مصر۔ کہ کسی مرد کے تابعداروں اور مددگاروں کو شیعہ کہتے ہیں اور یہ اسم بالتغلیب ہے ان لوگوں کا جو حضرت علیؑ اور ان کے اہل بیت سے محبّت کرتے ہیں حتّٰی کہ یہ ان کا خاص نام ہو چکا ہے۔

مقدمہ فتح الباری ص۱۷۹ جلد ۲ میں ہے " والتشیّع محبّة علی وتقدیمه

علی الصحابۃ فمن قدمہ علی ابی بکر و عمر فھو غالٍ فی شیعتہٖ" کہ مذہب شیعہ حضرت علیؓ کی محبت اور صحابہ کرام پر ان کو مقدم کرنے کا نام ہے۔ پس جس شخص نے حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ پر بھی ان کو مقدم کیا وہ غالی شیعہ ہے۔

تحفہ اثنا عشریہ صـ۲۸ میں شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں:۔

اول کسیکہ بشیعہ ملقب شدند جماعت از مہاجرین و انصار و تابعین ایشانند کہ مشایعت و متابعت حضرت مرتضٰے نمودند در وقتیکہ جناب ایشان خلیفہ شدند و ملازمت صحبت اختیار نمودند و محاربین ایشاں جنگ نمودند و مطیع امر و نواہی ایشاں ماندند و ایشاں را شیعہ مخلص گویند و ابتدائے ایں لقب در ۳۷ھ بود از ہجرت۔

ترجمہ:۔ کہ پہلے جو لوگ لقب شیعہ سے مشہور اور منسوب ہوئے وہ صحابہ کرام تھے مہاجرین اور انصار اور تابعین کی وہ جماعت جنہوں نے معاویہ کے مقابلہ میں حضرت علیؓ کی تابعداری اور پیروی کی۔ جب جناب ان کے خلیفہ ہوئے اور ان کی صحبت اختیار کی اور ان کے دشمنوں سے جنگ کی اور ان کے امر و نہی کے مطیع ثابت ہوئے ان کو شیعہ مخلصین کہتے ہیں۔ اس لقب کی ابتدا ۳۷ھ ہجری میں ہوئی۔

لیجئے حضرات! یہ ہے شیعہ کی ابتداء من حیث الجماعت ورنہ من حیث الاعتقاد و الاصول تو ابتدائے آفرینش سے مذہب شیعہ چلا آرہا ہے۔ شرح مواقف صـ۵۲ میں اہل السنّت کے علم کلام اور عقائد کی معتبر کتاب اَلْفِرْقَۃُ الثَّانِیَۃُ مِنْ کِبَارِ الْفِرَقِ الْاِسْلَامِیَّۃِ اَلشِّیْعَۃُ ھُمُ الَّذِیْنَ شَایَعُوْا عَلِیًّا قَالُوْا اِنَّہٗ الْاِمَامُ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ بِالنَّصِّ اِمَّا جَلِیًّا وَ اِمَّا خَفِیًّا وَاعْتَقَدُوْا اَنَّ الْاِمَامَۃَ لَا یَخْرُجُ عَنْہُ وَعَنْ اَوْلَادِہٖ وَاِنْ خَرَجَتْ فَاِنَّمَا بِظُلْمٍ یَکُوْنُ مِنْ غَیْرِھِمْ۔

ترجمہ:۔ کہ اسلام کے بڑے فرقوں میں سے بڑا فرقہ شیعہ ہے اور شیعہ وہ ہیں جنہوں نے حضرت علیؓ کی پیروی کی اور اس بات کے قائل ہوتے ہیں کہ علیؓ حق کا امام ہے بعد سرکارِ دو عالمؐ کے نص کے ساتھ خواہ وہ نص جلی ہو یا خفی۔ اور شیعہ کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ امامت حضرت علیؓ اور ان کی اولاد سے باہر نہیں جا سکتی۔ اگر کبھی امامت باہر گئی ہے تو یا ظلم سے گئی یا تقیہ سے۔

"مذہب شیعہ قرآن مجید میں"

وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرَاھِیْمَ ۔ پ ۲۳ ۔ سورۃ الصافات ۔ اور تحقیق تابعوں اس کے سے البتہ ابراہیم ہے ۔ ترجمہ از شاہ رفیع الدین

وہر آنکہ از اتباع نوح بود ابراہیم ۔ ترجمہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

وہر آنکہ از پیروان اوست ابراہیم ۔ ترجمہ شیخ الہند فارسی ص ۴۴۸

اور نوح کے طریقہ والوں سے ابراہیم بھی تھے ۔ ترجمہ اشرفیہ ص ۴۰۶

اور نوح کے طریقہ والوں میں سے تھے یعنی متفق فی الاصول میں ابراہیم بھی تھے ۔ تفسیر بیان القرآن ص ۸۷۶ ۔ چھوٹی تقطیع مطبوعہ لاہور تاج کمپنی اور تفسیر موضح القرآن ص ۴۶۹ میں ۔ تحقیق تابعداری کرنے والوں نوح کے سے البتہ ابراہیم ہے ۔ یعنی اصول شرع کے میں اور طریقہ توحید کے میں تابعدار اس کا تھا ۔

ہم نے آیہ شریفہ کے متعدد ترجمے اس لئے نقل کئے ہیں تاکہ غلط تاویلیں کرنے والے کچھ شرما جائیں اور غلط تاویلات سے باز آجائیں ۔ اب ہم اہل السنت کی مشہور معتبر تفسیریں اس آیت کے متعلق نقل کرتے ہیں تاکہ ایک محقق کیلئے سامان تحقیق میں اضافہ ہو جائے ۔

اِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرَاھِیْمَ

کے متعلق عربی تفسیریں

وان من شیعتہ ای ممن تابعہ فی اصل الدین لابراھیم و ان طال الزمان بینھما وھو الفان وستمائۃ و اربعون سنۃ وکان بینھما ھود و صالح ۔ تفسیر جلالین ص ۳۷۶

اور تحقیق شیعہ سے یعنی حضرت ابراہیم ان لوگوں میں سے جنہوں نے حضرت نوح علیہ السلام

کی اصل دین میں تابعداری کی۔ اگرچہ ان دونوں کے درمیان لمبا عرصہ گذر چکا تھا۔ یعنی دو ہزار چھ سو چالیس سال گذر چکے تھے۔

تفسیر بیضادی ص ۱۳۲ جلد دوم علی حاشیۃ القرآن مطبوعہ مصر۔ وان من شیعتہ ممن شایعہ فی الایمان و اصول الشریعۃ کہ حضرت ابراہیم نوح علیہ السلام کے ایمان اور اصول شریعت میں تابعدار تھے۔

حاشیہ بیضادی شیخ زادہ ص ۱۵۷ ممن شایعہ فی الشریعۃ اصولھا وفروعھا وشیعۃ الرجل اتباعہ وانصارہ من شایعہ شیاعًا الی تبعہ۔

کہ حضرت ابراہیم ان لوگوں سے جو حضرت نوح کی شریعت، اصول اور فروع میں تابعدار تھے اور شیعہ کے معنی تابعدار کے اور مددگار کے ہیں۔

بقول صحابہ اور تابعین اس آیت کی تفسیر

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَ اِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرَاھِیْمَ یَقُوْلُ مِنْ اَھْلِ دِیْنِہٖ وَقَالَ مُجَاھِدٌ عَلٰی مِنْھَاجِہٖ۔

تفسیر ابن کثیر جلد چہارم ص ۱۲ حضرت عبداللہ بن عباس ترجمان القرآن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان من شیعتہ لابراھیم کے معنے یہ ہیں کہ حضرت ابراہیم حضرت نوح کے اہل دین سے تھے اور حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کے طریقہ اور سنت پر چلنے والوں میں سے تھے۔

اہلحدیث کی مشہور تفسیر فتح القدیر مصنفہ علامہ شوکانی جلد چہارم ص ۳۸۹ میں ہے:۔

ثم سبحانہ قصۃ ابراھیم و بین انہ ممن شایع نوحًا فقال و ان من شیعتہ لابراھیم ای من اھل دینہ وممن شایعہ ووافقہ علی الدعاء الی اللہ والی توحیدہ والایمان بہ۔

پھر اللہ تعالیٰ نے قصہ حضرت ابراہیم کو ذکر فرمایا اور بیان کیا کہ حضرت ابراہیم ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے حضرت نوح کی پیروی کی اور موافقت کی اللہ کی طرف

دعوت دیتے ہیں اللہ کی طرف اور اس کی توحید اور اس کے ساتھ ایمان لاتے ہیں۔

فضائل شیعہ اور حدیث شریف

اب ہم اہل حدیث اور اہل السنت کی مستند تفسیروں سے چند حوالے فضائل شیعہ خیر البریہ کے پیش کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ جن کو حق سے پھرے کہا جا رہا ہے قرآن و حدیث میں ان کی اصل کیا ہے۔

لیجئے اہل حدیث کی معتبر تفسیر "فتح البیان" مصنفہ نواب صدیق حسن بھوپالی ص ۳۳۳ جلد دہم مطبوعہ مصر میں ہے:-

عن جابر بن عبد اللہ قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاقبل علیؑ فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والذی نفسی بیدہ ان ھذا وشیعتہ لھم الفائزون یوم القیامۃ ونزلت ان الذین آمنوا الآیۃ فکان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اقبل قالوا قد جاء خیر البریۃ۔

حضرت جابر ابن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ تحقیق یہ علی اور اس کے شیعہ قیامت کے دن کامیاب ہوں گے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات اولٰئک ھم الخیر البریہ۔ اس دن سے جب بھی حضرت علیؑ آتے تو صحابہ کرام ان کو خیر البریہ کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ کہ خیر البریہ آیا۔ خیر البریہ یعنی تمام مخلوق سے بہتر اور افضل۔ اس حدیث سے حضرت کی افضلیت اور شیعہ کی فضیلت ثابت ہوئی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ قرآن کا مذہب اور رسول اللہ کے فرمان کا مذہب ہے

قولہ:- مگر باوجود مذہب شیعہ کی بنیاد جن عقائد پر ہے ان میں دو عقیدے بڑے اہم ہیں۔

۱۔ جس طرح نبی معصوم اور واجب الاطاعت ہوتے ہیں اسی طرح شیعوں کے امام بھی

معصوم ہیں اور نجات کے لئے ان کی اطاعت ضروری ہے۔

الجواب

بیشک شیعہ کا عقیدہ ہے کہ انبیاء اور آئمہ طاہرین معصوم ہیں اور واجب الاطاعت ہوتے ہیں۔

کما قال شیخنا الصدوق اعتقادیتہ نور اللہ مرقدہ

اعتقادنا ان حجج اللہ علی خلقہ بعد نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الائمۃ الاثنا عشر وھم امیرالمومنین علی بن ابی طالب ثم الحسن ثم الحسین ثم علی بن الحسین ثم محمد بن علی ثم جعفر بن محمد ثم موسیٰ بن جعفر ثم علی بن موسیٰ ثم محمد بن علی ثم علی بن محمد ثم الحسن بن علی ثم محمد بن الحسن الحجۃ القائم بامر اللہ صاحب الزمان وخلیفۃ الرحمٰن فی ارضہ الحاضرہ فی الامصار الغائب عن الابصار صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین و اعتقادنا فیھم انھم اولوا الامر الذین امر اللہ بطاعتھم وانھم شھداء علی الناس وانھم ابواب اللہ والسبیل الیہ والادلاء علیھم وانھم مھبط علمہ وتراجمۃ وحیہ وارکان وحیہ وانھم معصومون من الخطاء والزلل وانھم الذین اذھب اللہ عنھم الرجس وطھرھم تطھیراً وان لھم المعجزات والدلائل وانھم امان لاھل الارض کما ان نجوم السماء امان لاھل السماء ومثلھم فی ھذہ الامۃ کسفینۃ نوح من رکبھا نجی او کباب حطۃ وانھم عباد اللہ المکرمون الذین لایسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون ونعتقد فیھم ان حبھم ایمان بغضھم کفر وان امرھم امر اللہ ونھیھم نھی اللہ وطاعتھم طاعۃ اللہ ومعصیتھم معصیۃ اللہ وولیھم ولی اللہ وعدوھم عدو اللہ ونعتقد ان الارض لاتخلوا من حجۃ اللہ علی خلقہ واما ظاھراً مشھوراً واما خائفاً مغموراً ونعتقد ان حجۃ اللہ فی ارضہ وخلیفۃ فی عبادہ فی زماننا

هذا هو القائم المنتظر محمّد بن الحسن بن علی بن محمّد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمّد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیهم السّلام وانّهٗ هو الّذی اخبر به النّبیؐ عن الله باسمه ونسبه وانّهٗ هو الّذی یملاء الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت ظلماً وجوراً وانّهٗ هو الّذی یظهر اللّٰه به دینه لیظهره علی الدّین کلّه ولو کره المشرکون وانّه هو الّذی یفتح الله علیٰ یدیه مشارق الارض ومغاربها حتّٰی لا یبقی فی الارض مکاناً الّا نودی فیها بالاذان ویکون الدّین کلّه لله وانّه هو المهدیؑ اخبر به النّبی وانّه الّذی اذا خرج نزل عیسیٰ بن مریم یصلّی خلفه ویکون المصلّی اذا صلّی خلفه کمن کان مصلّیاً خلف رسولؐ الله لانّهٗ خلیفة ونعتقد انّه لا یجوز ان یکون القائم غیره بقی فی غیبة ما بقی ولو بقی غیبتهٗ عمر الدّنیا لم یکن القائم غیره لان النّبیؐ عمر الدّنیا لم یکن والقائم غیره لانّ النّبی والآئمة دلوا علیه باسمه ونسبه وبه نصوا وبه بشروا صلوٰت الله علیهم اجمعین وقد اخرجت هذا الفصل فی کتاب الهدایة۔

باب لاعتقاد فی العصمة

قال الشیخ ابوجعفر اعتقادنا فی الانبیاء والاوصیاء والملائکة وانّهم معصومون مطهّرون من کل دنس۔ وانّهم لا یذنبون ذنباً لا صغیرة ولا کبیرة ولا یعصون الله ما امرهم ویفعلون ما یؤمرون ومن نفی عنهم العصمة فی شئ من احوالهم فقد جهلهم فهو کافر اعتقادنا فیهم انّهم معصومون موصوفون بالکمال والتّمام والعلم من اوائل امورهم واواخرها لا یوصفون فی شئ من احوالهم بنقص ولاعصیان ولاجهل۔

ترجمہ :- اور ہم عقیدہ رکھتے ہیں کہ جناب رسولِ خدا حضرت محمدؐ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مخلوقات پر حجتِ خدا حضرات آئمہ اثنا عشر ہیں۔ ان سب سے اوّل حضرت امیر المومنین علیہ السلام پھر حضرت امام حسنؑ پھر امام حسینؑ پھر امام زین العابدینؑ پھر امام محمد باقرؑ پھر امام جعفر صادقؑ پھر امام موسیٰ کاظمؑ پھر امام علی رضاؑ پھر امام محمد تقیؑ پھر امام علی نقیؑ پھر امام حسن عسکریؑ پھر حضرت حجت علیہم السلام خلیفہ ہوئے (بارہویں امام) حکم خدا کو قائم کرنے والے امام زمانہ زمین پر خلیفۃ اللہ شہروں میں موجود نظروں سے غائب ہیں خدا کی رحمت اور درود ان حضرات پر نازل ہو۔

ان بزرگوں کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ یہ حضرات صاحبانِ امر ہیں جن کی اطاعت کا خدا نے حکم دیا ہے۔ اور یہ حضرات تمام آدمیوں پر گواہ اور علم الٰہی کے ابواب اور اس کی طرف پہنچنے کے لئے راہ اور دلیل ہیں اور اس کے علم کے مخزن ہیں اور اس کی وحی کے ترجمان اور ارکان ہیں۔ وہ سب کے سب خطاؤں اور لغزشوں سے معصوم ہیں اور یہ وہی حضرات ہیں جن سے خدا نے پلیدی کو دُور رکھا، اور جتنا چاہیئے تھا اُتنے درجے کا ان کو پاکیزہ بنایا۔ ان کے پاس معجزے اور دلیلیں تھیں۔ یہ حضرات تمام اہلِ زمین کے واسطے امان ہیں جس طرح کہ ستارے اہلِ آسمان کے لئے امان ہیں اور ان بزرگوں کی مثال اس اُمّت میں کشتیٔ نوحؑ کی مانند ہے اور یہ سب خدا کے بزرگ بندے ہیں جو کسی بات میں اس پر سبقت نہیں لے گئے اور اسی کے حکم کے مطابق عمل کرتے رہے اور ہم ان حضرات کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کی محبّت ایمان ہے اور عداوت ان سے کفر ہے۔ ان کا حکم خدا کا فرمان ہے۔ ان کی ممانعت خدا کی ممانعت ہے۔ ان کی پیروی خدا کی اطاعت ہے۔ ان کی نافرمانی خدا کی معصیّت ہے۔ ان کا دوست خدا کا وَلی ہے اور ان کا دشمن خدا کا دشمن ہے۔ اور یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ زمین خالی نہیں رہ سکتی ایسے شخص سے جو بندگانِ خدا پر اس کی حجت ہو خواہ وہ ظاہر و مشہور رہو یا مخفی اور پوشیدہ ہو۔

اور یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ زمین پر خدا کی حجت اور بندوں پر اس کا خلیفہ اس زمانہ میں حضرتِ قائم منتظر محمدؑ بن الحسنؑ بن علیؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن موسیٰؑ بن جعفرؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن الحسینؑ بن علیؑ بن ابی طالب علیہم السلام ہیں۔

اور یہ وہی جناب ہیں جن کے نام و نسب کی حضور نبیؐ نے خبر دی تھی اور آپ ہی زمین کو عدل اور داد سے اس طرح بھر دیں گے کہ جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

اور آپ ہی کے ذریعہ سے اللہ اپنے دین کو ظاہر کرکے تمام دینوں پر اس کو غالب کر دے گا۔ اگرچہ مشرک اس سے کراہت کریں گے اور اللہ آنحضرتؐ کے ہاتھوں پر زمین کو مشرق سے مغرب تک فتح کر دے گا یہاں تک کہ زمین پر کوئی جگہ باقی نہ رہے گی مگر یہ کہ اس جگہ سے آوازِ اذان آئیگی اور ساری دنیا میں بس خدا ہی کا دین ہوگا

اور یہ جناب وہی مہدی ہیں جن کی خبر رسول اللہ نے دی ہے اور جبکہ یہ جناب ظاہر ہوں گے تو اُس وقت حضرت عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے اور ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اور آنحضرتؐ کے پیچھے نماز پڑھنے والا ایسا ہوگا کہ اس نے رسول اللہ کے پیچھے نماز پڑھی ہو۔ کیونکہ وہ حضرت جناب رسولِ خدا کے خلیفہ ہیں۔

اور ہم یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان جناب کے سوا کوئی شخص قائم نہیں ہوسکتا اگرچہ وہ جناب طولانی مدت تک غائب ہیں اور آئمہ اہل بیت نے ان حضرات کے نام و نسب کو بتلا دیا ہے اور خلافتِ آنحضرتؐ پر نص فرما دی ہے اور ان کے ظہور کی بشارت دی ہے۔ خدا کا درود ان پر نازل ہو۔ میں نے اس فصل کو کتاب الہدایہ میں درج کیا ہے۔

عصمت کے متعلق عقیدہ

شیخ ابو جعفر نے فرمایا ہمارا اعتقاد نبیوں اور وصیوں اور فرشتوں کے بارے میں یہ ہے کہ یہ سب معصوم ہیں۔ ہر قسم کی نجاست سے پاک ہیں۔ اُنھوں نے کبھی گناہ نہیں کیا۔ نہ صغیرہ کے یہ حضرات مرتکب ہوئے اور نہ ہی کبیرہ ان سے سرزد ہوا۔ یہ حضرات حکمِ الٰہی کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو کچھ ان کو حکم دیا جاتا ہے موافق اس کے عمل کرتے ہیں اور جو شخص ان کی عصمت کا کسی حال میں کچھ بھی انکار کرے تو وہ ان سب کے رتبہ سے جاہل ہے اور جو شخص ان سے جاہل ہو وہ کافر ہے۔

اور ہمارا عقیدہ ان حضرات کے بارے میں یہ ہے کہ یہ سب معصوم ابتداء سے آخر تک کمال اور تمامیت صفات اور علم سے موصوف ہیں۔ کسی حال میں یہ حضرات کچھ بھی نقصان

اور جہالت سے متصف نہیں ہو سکتے۔ (ہدیہ جعفریہ اعتقادیہ شیخ صدوق مطبع اثنا عشری دہلی صفحہ ۸۴ تا ۸۷)۔

اعتراض سُنّی و وہابی

شیعہ عقائد (راہِ حق سے ہٹے ہوئے فرقوں کے دستور کے مطابق گذشتہ صدیوں سے کئی رنگ بدلتے رہے ہیں) مگر موجودہ مذہب شیعہ کی بنیاد جن عقائد پر ہے ان میں درج ذیل دو عقیدے بڑے اہم ہیں۔

جوابِ شیعہ

حضرات! یہ ان سادہ لوح خالی الذہن بے مطالعہ کنوئیں کے مینڈک مولویوں کی قرآن اور حدیث و تاریخ سے عدم واقفیت کا نتیجہ ہے ورنہ مذہب شیعہ خیر البریہ وہی صراط مستقیم، سبیل اقوم، عروۃ الوثقیٰ، حبل اللہ المتین ہے جس کی بنیاد قرآن و حدیث کے مطابق ملتِ ابراہیم مجدد صراط مستقیم پر ہے۔ اس کے اصول و فروع ثابت از قرآن و حدیث ہیں۔ دیکھو من یرغب عن ملۃ ابراھیم الا من سفہ کہ بے وقوفوں کے سوا ملتِ ابراہیم سے کون منہ پھیرتا ہے۔ مذہب شیعہ کی بنیاد امام آل اور شیعہ پر ہے اور یہ تینوں لفظ شیعہ کے ثابت از ابراہیم بقرآن کریم ہیں۔

لفظِ امام

وَاِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ۝

اس آیت سے ثابت ہوا کہ حضرت ابراہیمؑ کی امامت کا مدار استحقاق بالفضائل اور انی جاعلک للناس اماما کی نص پر ہے اور من ذریتی سے اختصاص

امامت باولاد حضرت ابراہیم اور "لاینال عہدی الظالمین" سے امامت کیلئے عصمت کی شرط ثابت اور یہی شیعہ کے اصول ہیں۔ مذہب شیعہ امامت کی وجہ سے امامیہ ہے۔ استحقاق بالفضائل کی وجہ سے افضل کو چھوڑ کر مفضول کی امامت کا قائل اور مجوّز نہیں۔ آلِ ابراہیمؑ کے بعد آلِ محمدؐ کی امامت کا قائل ہے۔

اور غیر معصوم کی امامت کو نہیں مانتا جس کی نفی لاینال عہدی الظالمین سے ثابت ہو رہی ہے۔ یہی مذہب شیعہ ہے یہاں پر امام سے مراد نبی لینا خلافِ معقول و منقول ہے۔ کیونکہ اعلانِ امامت سے پہلے ابراہیمؑ نبی تھے۔ یہ امامت کا محل محلِ ثانی ہے۔ نبوت حضورِ پُرنور سرکارِ دو عالمؐ نورِ مجسّم پر ختم ہے۔ امامت باقی ہے جس کا پہلا امام خلیفۃ الرسول، زوجِ بتولؑ، شاہدِ نبوت، مالکِ ولایت، پیکرِ شجاعت، عالمِ رازِ خفی و جلی مولانا علیؑ ولی ہے کرّم اللہ وجہہ وایّد اللہ یدہٗ اظہر اللہ محاسنہ و عزّ اسمہٗ علیہ السّلام۔ ؎

علیؑ امام من است و منم غلامِ علیؑ
ہزار جان گرامی فدائے نامِ علیؑ

بقول شاہ شمس علیہ الرّحمۃ:۔ ؎

ستّرِ خدا است رازِ من
عشقِ علیؑ نمازِ من

اقول فی مدحہ:۔ ؎

علیؑ زورِ خدائے لم یزل ہے — علیؑ شاہِ ولایت بے بدل ہے
علیؑ نے جنگِ خندق میں مدد کی — خدا کے دین کی اس کے نبیؐ کی
علیؑ مظہر عجائب کا غرائب کا — علیؑ مشکل کشا دافع مصائب کا
علیؑ قاتل ہے مرحب اور عنتر کا
علیؑ فاتح بدر کا اور خیبر کا

لفظ آلِ ابراہیم۔ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی آدَمَ وَ نُوْحًا وَّ آلَ اِبْرٰھِیْمَ وَ آلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ذُرِّیَّۃً بَعْضُھَا مِنْ بَعْضٍ وَ اللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ہ پ۳ س۔ آلِ عمران۔

شیعہ آلِ محمدؐ کو اسی معنی سے آل سمجھتے ہیں جس معنی میں آل ابراہیم اور آل عمران آئی ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔ اگر آلِ عمران میں حضرت مریم اور ان کا بیٹا حضرت عیسیٰ داخل ہیں تو آلِ محمدؐ میں حضرت فاطمہ اور ان کے بیٹے داخل ہیں ۔ اگر آلِ ابراہیم میں اسماعیل اور اسحاق داخل ہیں تو آلِ محمدؐ میں حسنینؑ داخل ہیں کما قال رسول اللہ ۔

قولہ :۔ گذشتہ صدیوں میں کتنے رنگ بدلے ۔

الجواب :۔ بفضلہ تعالیٰ مذہب حقہ شیعہ خیر البریہ وہی ہے جو حضرت نوحؑ علیہ السلام سے شروع ہوا ۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس کی تجدید کی ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے لئے صاحب کتاب ہو کر آئے ۔ اللہ تعالےٰ نے تورات میں اس کی وضاحت فرمائی ۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاھِدًا عَلَیْکُمْ کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا کہ ہم نے تمہاری طرف رسول بھیجا تم پر گواہ کر کے ۔ جیسا کہ ہم نے فرعون کی طرف اس کو بھیجا تھا ۔ (سورۂ مزمّل)

معلوم ہوا حضورؐ مثیل موسیٰ ہیں اور اسی سبب سے قرآن مجید میں ہزار بار حضرت موسیٰؑ کے قصہ کو دہرایا گیا ہے ۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دشمنوں کے اندر زندگی بسر کی یہی حال آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا تھا ۔ جس طرح حضرت موسیٰؑ نے فرعون اور اس کے اہلِ دربار کو ہر طرح سمجھایا مگر وہ ایمان نہ لائے اور بالآخر حضرت موسیٰؑ کو بنی اسرائیل کو لیکر مصر سے ہجرت کرنا پڑی ۔ جس طرح ہجرت کے دوران حضرت موسیٰؑ کے اصحاب فرعون کا تعاقب دیکھ کر گھبرا گئے ۔ فلما تراء الجمعان قال اصحاب موسیٰ انا لمدرکون قال کلا ان معی ربی سیھدین ۔ پ۱۹ ۔ الشعراء ۔

پھر دونوں جماعتیں ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں تو حضرت موسیٰ کے اصحاب ہمراہی اور ساتھی گھبرا کر کہنے لگے اے موسیٰؑ ہم تو پکڑے گئے ۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا ہرگز نہیں کیونکہ میرے ساتھ میرا پروردگار ہے وہ مجھے دریا سے پار جانے کا راستہ دکھلائے گا ۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ نے حسب حکم رب العزت دریا میں عصا مارا ، دریا پھٹ گیا ، دروازے ہو گئے اور اصحاب موسیٰؑ پار چلے گئے ۔ گھبراہٹ بوجہ عدم عرفان اور عدم اطمینان تھی ۔ اسی طرح حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بھی ہجرت کا واقعہ پیش آیا اور کفار

نے آپ کا تعاقب کیا اور آپ کا ساتھی بھی بتقاضائے بشریت مضطرب ہوا اور گھبرا گیا اور رونے لگا۔ اس کے اضطراب اور گھبراہٹ کو دیکھ کر حضورؐ نے فرمایا "لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔" پ۱۰۔ س توبہ۔ "کہ کچھ غم نہ کر تحقیق اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ ظاہری اضطراب اور گھبراہٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمراہی کو خدا کی معیت پر ایمان اور یقین نہیں۔ لہٰذا غیر منکر کو منکر تصوّر کر کے معیتِ خداوندی کی تصدیق" اِنَّ اللّٰہ" کے حرف "اِنَّ" کی تحقیق سے کی گئی "اِنَّ" منکر کے انکار کی تردید کیلئے آتا ہے" کما فی المطول"۔ باقی دارد۔

(ناصر حسین ناصر معین مناظرہ)

مناظرہ کوٹ نامدار

ضلع شیخوپورہ

حضرات! مومنین ویسے تو برادرانِ اسلام نے اپنی شکست اور شیعہ کی فتح کا کبھی اقرار نہیں کیا خواہ قرآن، حدیث، تاریخ سب شاہد اور گواہ ہوں۔ چنانچہ اُحد، بدر، خیبر، خندق کے تمام معرکے شاہد و عادل ہیں۔ کہ شاہِ لافتیٰ حیدرِ کرار کامیاب ہوئے اور بعض بزرگانِ دین اِنْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ۔ (پ۴) کے مصداق ہوئے میدان چھوڑ گئے "یَفْتَحُ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْہِ" بخاری شریف ص۷۰۵/۲۴ فتح حیدری پر مُہرِ تصدیق ثبت ہے۔ مگر تاہم کبھی شکست مانی نہیں گئی اور فتح علیؑ کا اقرار نہیں کیا گیا۔ مگر پھر بھی حقائق اور حالات کا سامنے رکھنا ضروری ہے۔ تاکہ شاید کوئی چشم بینا اور گوشِ شنوا سُن کر سمجھ کر حق کو تسلیم کرلے۔ کیونکہ "الحق مع علیؑ" مسلّمہ فریقین حدیث ہے اور "اَلْقُرْاٰنُ مَعَ عَلِیٍّ" فرمانِ پیغمبر ہے کہ حق اور قرآن مجید دونوں علیؑ کے ساتھ ہیں حوضِ کوثر تک ساتھ ہیں۔

چنانچہ یہ مناظرہ ۲۲/۲۳ صفر مطابق ۲۹/۳۰ اپریل ۱۹۷۴ء بروز بدھ جمعرات بمقام کوٹ نامدار ضلع شیخوپورہ متصل شرقپور شریف شرقپوری میاں صاحبان کی حمایت اور سرپرستی کے بل بوتے میں ہوا۔ جس کے بانی مبانی اہل سنّت کی طرف سے میاں اللہ وسایا صاحب کھرل اور شیعہ کی طرف سے جناب کبیر خاں اور سرور خاں تھے۔ حُسنِ انتظام میں جناب شہادت خان صاحب رئیس اعظم کا نام نامی بھی قابلِ ستائش ہے۔

چونکہ میاں اللہ وسایا صاحب کا ایک لڑکا اہلِ حدیث تھا۔ خود میاں صاحب اہلسنّت ہیں، شرقپور کے مرید ہیں۔ لہٰذا اہلحدیث اور اہل سنّت دونوں جماعتوں کے علماء تشریف فرما ہوئے۔ اس مناظرہ کے دو موضوع تھے، مسئلہ خلافت اصحاب ثلاثہ بنص کتاب اللہ و حدیث رسولؐ اللہ جس میں برادرانِ اہل سنّت و اہل حدیث نہ حدیث دکھلا سکے نہ آیت نہ اہل بیت کی تصدیق اور حمایت یعنی آیت حدیث نہ مل سکی۔ حضرت علیؑ مخالف ہوئے بی بی

ظاہرہ سیدہ فاطمہؑ ناراض ہوکر مرگئیں۔ خلافت ثلاثہ تو ثابت ہوگئی سبحان اللہ یہ ہیں ثبوت اور فتوحات برادرانِ اسلام بمقابلہ شیعیانِ امیر علیہ السّلام، دوسرا مسئلہ ماتم حسین علیہ السلام تھا۔ جس میں شیعہ کا دعویٰ ماتم حسینؑ کے جائز موجب ثواب مخصوص بحسینؑ ہونے کا تھا۔ جس میں برادرانِ اسلام کے دونوں مناظر وہابی اور سُنّی دونوں دن نہ ماتم کی حُرمت از قرآن دکھلا سکے نہ ماتم حسینؑ کی خصوصیت مٹا سکے اور نہ پسماندگان اہل بیتؑ یعنی بنی زادیوں کے ماتم قبل شہادت، وقت شہادت کربلا، کوفہ، شام، مدینہ میں ماتم کرنے کا کوئی صحیح جواب لا سکے۔ دونوں دن ہار گئے، باری باری ہار گئے۔ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہار گئے۔ مگر بعد میں سُنا ہے کہ گھر جاکر فتح کے شادیانے بجانے لگے کہ شکر کرو بی بُو جیتے آئے یعنی پروپیگنڈہ سے اپنی اپنی شکستوں کو چھپانے لگے۔ سچ ہے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ اللہ اکبر، دوسری شکست، دونوں گھروں کی شکست، جھوٹ نہ بولیں تو اور کریں کیا بچیں کیسے!

اجمالِ مناظرہ کوٹ نامدار:۔

پہلے دن مولوی محمد عمر صاحب مناظر اہلسنّت تو ویسے ہی غائب رہے میدان میں ہی نہ آئے۔ مگر جب اہل حدیث علماء مولوی محمد صدیق اور حافظ عبد القادر صاحب روپڑی مع اپنی پارٹی کے مناظرہ کرکے ہار گئے۔ خلافتِ اصحاب ثلاثہ بنصِ کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ ثابت نہ کر سکے۔ اجماعِ اُمّت میں حضرت علی علیہ السّلام جناب فاطمۃ الزہراؑ اور حسنین ہمامین کی رضامندی اور شمول بروایت صحیحہ نہ دکھلا سکے۔ ضعیف روایات کام نہ دے سکیں اُلٹا جب خالفَ عنّا عَلیٌّ بخاری شریف ص۱۰۹ جلد۲ کہ حضرت علیؑ مخالف ہوئے اور غَضِبَتْ فَاطِمَۃُ صحیح بخاری جلد اوّل ص۴۳۵ کہ جناب سیدہ ناراض رہیں اور ناراض ہی مرگئیں حَتّٰی تُوُفِّیَتْ اور حسنین ہمامین امامین نے شیخین سے مسجد میں جاکر کہا اِنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِ جَدِّنَا کہ ہمارے نانا کے منبر سے نیچے اُتر جاؤ۔ جب صواعق محرقہ سیرت حلبیہ تاریخ بغداد طبقات ابن سعد سے دکھلایا تو بہت ہی کھسیانے ہوگئے اور ماتم میں حُرمتِ ماتم کی کوئی آیت نہ مل سکی۔ حضرت یعقوب علیہ السّلام حضرت سارہؑ اور حضرت رسالتمآبؐ کے ماتم کا فتح الباری جلد۹ اور حضرت عائشہ کے ماتم کا مسند احمد بن حنبل ص۲۷۴ جلد۲ اور

مخدراتِ عصمت وطہارت کے ماتم بعد شہادت برسر نعش حسینؑ کا کوئی جواب نہ ہوسکا اور شکستِ فاش ہوگئی۔ اور شکست کے آثار ایسے ظاہر ہوئے کہ عوام اہل سُنّت متاثر اور منفعل نظر آئے تو دوسرے دن اس شکست کی خفت کو مٹانے کے لئے مولوی محمد عمر صاحب خلافِ قرار داد یوم مناظرہ گند جانے کے بعد گیدڑ بھبکیاں دینے لگے کہ شاید شیعہ چلے جائیں تو میری فضیلت بن جائے اور کہنے لگے وہ وہابی ہی تھے جو ہار گئے۔ میرے مقابلہ میں آئیں تو جانوں۔ واہ شیخنے مفرور روزِ اوّل سچ ہے، جنگ ختم ہوئی تو غازی نکل آئے۔ جب تمام عذر بہانے چل نہ سکے تو تشریف لاکر وہ شکست کھائی کہ لوگوں کو اہلحدیث کا کل کا گذشتہ مناظرہ ہی غنیمت معلوم ہونے لگا۔ کیونکہ وہ تو دلائل کی شکست تھی۔ یہ اصُول کی بیخ کنی تھی۔ کیونکہ مولوی محمد عمر صاحب کی بے علمی کو دیکھ کر اصُول امانت و دیانت، شرم وحیا سب میدان چھوڑ گئے۔ دعویٰ دلیل میں تطابق تو کجا مناسبت ہی نہ رہی۔ سوائے گھر میں بیٹھ کر لکھی ہوئی کاپی کے کچھ پڑھ ہی نہ سکے اور گھر کے طاق والا خط میدان میں کام نہ آیا۔

مولوی محمد عمر نے اصولِ مناظرہ اصولِ حدیث اصولِ تفسیر اور اصولِ تاریخ کو کچھ اس طرح پامال کیا کہ شکست تو شکست مناظرہ میں بیٹھے ہوئے اہلِ سُنّت مارے شرم وحیا کے اُٹھ کر جانے بھی لگے۔

مبلغِ اعظم صاحب نے فرمایا کہ حضرات میں نے تو آپ کو پہلے ہی کہا تھا کہ مولوی محمد عمر اس میدان کا مرد نہیں۔ کیونکہ ختم درود محفلِ میلاد کا ماحول اور ہوتا ہے وہاں مرید اور معتقد ہوتے ہیں جو طبلے کی تھاپ پر سر ہلاتے جاتے ہیں، سارنگی کے سُر پر بھی وجد میں آجاتے ہیں۔ ان کے لئے تو دا تا دربار کی قوالیاں بھی کافی ہوتی ہیں۔ مولوی محمد عمر صاحب کی سُر لَے تو ماشاءاللہ اچھی خاصی اور خاندانی ہے مگر مناظرہ مقام وعظ نہیں جدل ہوتا ہے۔ علم ہدایت کتابِ منیر کے بغیر کام نہیں چلتا۔ جیسا کہ فرمانِ خالق ہے۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتَابٍ مُّنِيْرٍ۔

مناظرہ علماء کا کام ہے فضلاء کا کام ہے مذہب کے وکلاء کا کام ہے۔ حاضر جوابوں کا کام ہے۔ ترنم کی لَے، خطابت کی طراوت، عقیدت کی حسن ظنی کام نہیں دیتی

یہاں دعویٰ و دلیل میں تطابق، دلیل میں تقریب، نقل میں تصحیح، منع و نقض معارضہ و ملازمت دلائل کے مقدمات و شواہد، بحث کے اجزائے ثلاثہ، مبادی اوساط اور مقاطع کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ مگر بریلویت میں یہ مکان بے دلیل عقیدت کے منار خلاف قرآن و حدیث طبلے اور ستار اور کہہ و مہ کے مقبرہ اور مزار خلاف سنّت بدعات کے انبار ٹھوس دلائل کا بار کیسے اُٹھا سکتے ہیں۔ پیرانِ طریقت کے عرس میں تو پیر بُلّھے شاہ کی کافیاں بھی کام دے جاتی ہیں۔ مگر میدانِ مناظرہ کو ان پہ قیاس کرنا سادگی اور خام خیالی ہے۔ بہر حال مولوی محمد عمر نے حضرات اہلِ سُنّت کو وہ شرمندہ و شرمسار کیا کہ لوگ ہاہیت کی شکست کو ہی غنیمت سمجھنے لگے۔

الغرض یہ دونوں پارٹیاں نوبت بنوبت باری باری مُبلّغ اعظم صاحب کے سامنے کچھ اس طرح ہاریں کہ علم و فضل، عقل و نقل، اصول و ضوابط، صداقت، اور دیانت سب کو خیر باد کہہ کے چلیں، اپنے دلائل کا دیوالہ نکال کے چلیں۔ شیعہ کے امام منصوص اور اور معصوم نظر آئے۔ ان کے ہزار ثبوت نظر آئے۔ اپنے خلفاء کی خلافت دلائل سے کوری نظر آئی۔

مظلومیتِ حسینؑ عالمگیر نظر آئی۔ صداقتِ مذہب، امامتِ علیؑ، طہارتِ زہراؑ سب کچھ شیعیت کے دامن میں نظر آئی۔ اب ہم مبلّغ اعظم صاحب کا اعلانِ مباہلہ ان کے اپنے الفاظ میں شائع کرتے ہیں۔

اِعلانِ مباہلہ اَز حقیر محمّد اسماعیل

حضرات! چونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جو شخص قطعی فیصلہ اور مناظرہ ہو جانے کے بعد بھی جھگڑا کرے اور نہ مانے اس سے مباہلہ کرو اور فرمان امام معصوم بھی یہی ہے کہ جب کوئی نہ مانے تو ہمارے نام پہ مباہلہ کرو۔ کما فی الکافی باب الایمان۔ سو میں چونکہ دونوں دن مناظرہ کرکے ہر دو پارٹیوں کو شکست دے چکا ہوں اور وہ موقعہ پہ بالکل شکست کھا کے آئے ہیں اور بعد میں غلط جھوٹ بولنا شروع کیا ہے۔ لہٰذا میں مولوی محمد عمر اور مولوی محمد صدیق کو مباہلہ کی دعوت دیتا ہوں۔ جس مقدس مقام میں چاہیں شاہی مسجد میں یا

کربلا گامے شاہ میں جاہیں اپنے بیٹے لیکر چلے آئیں میں بھی چلا آؤں گا اور سروں پہ قرآن رکھ کر اعلان فرمائیں کہ ہم نے بنص کتاب اللہ و حدیثِ رسول اللہ اصحابِ ثلاثہ کی خلافت کو حسبِ شرائط نامہ ثابت کر دیا ہے اور مولوی محمد اسماعیل جواب نہ دے سکا۔ یا ہم نے قرآن کریم سے بنص صریح ماتمِ حسینؑ کو حرام ثابت کر دیا اور مولوی محمد اسماعیل ماتمِ حسینؑ قرآن و حدیث عملِ اہل بیت سے رونا پیٹنا غم کرنا نہ دکھلا سکا۔ تو ہم دونوں فریق مل کر فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ کے مطابق جھوٹے پہ لعنت کی دعا کریں گے۔ ایک سال کی مہلت ہوگی۔ اگر یہ پھر بھی عذابِ الٰہی سے بچ جائیں تو میں مان لونگا کہ یہ سچے ہیں یا میں عذاب کے نیچے آجاؤں گا۔ میں پنجتن پاک کا نام لیکر جھوٹے پر لعنت کرنے کیلئے ہر میدان میں آنے کو تیار ہوں۔ کیونکہ انہوں نے شکست کے بعد جھوٹ بولا ہے۔

(محمد اسماعیل)

ناشر:- ناصر حسین ناصر معین مناظرہ۔ درس آلِ محمد فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

مناظرہ جھوک دا یہ

ضلع جھنگ

۱۸،۱۷ ستمبر ۱۹۵۵ء

مناظرہ جھوک دا یہ

- یہ وہ مناظرہ ہے جس میں درجنوں دیوبندی اور بریلوی علماء کی معاونت کے باوجود تنظیم اہلسنت کے مبلّغ مولوی دوست محمد قریشی، حضرت مبلّغِ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب مدظلہ شیعہ مناظر کے دلائل کو نہ توڑ سکے۔
- یہ وہ مناظرہ ہے جس میں پیر سیال شریف کی موجودگی اور ان کی کرامات بھی مذہب اہلسنت کو نہ بچا سکیں۔
- یہ وہ مناظرہ ہے جس میں اہلسنت کی تمام سابقہ شکستوں کی تصدیق ہو گئی۔
- یہ وہ مناظرہ ہے جس میں اہلسنت کو اپنے کسی بھی صدر پر اعتماد نہ رہا اور بار بار انہیں تبدیل ہی کرتے رہے۔
- یہ وہ مناظرہ ہے جس میں علماء اہلسنت ہر شکست کے بعد بھاگنے کی کوشش کرتے رہے۔
- یہ وہ مناظرہ ہے جس میں مناظر اہل السنت اپنے مسلّمات سے ہی انکار کرتا رہا۔ حتیٰ کہ بخاری شریف اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے منکر ہو گیا۔
- یہ وہ مناظرہ ہے جس میں سنی بانی مناظرہ حاجی گہنا خاں کے بھتیجے محمد خاں اور غلام رسول خاں گاڈی بلوچ نے میدانِ مناظرہ میں ہی شیعہ ہونے کا اعلان کر دیا۔
- یہ وہ مناظرہ ہے جس میں مبلّغ اعظم مدظلہ سے شکست کھا کر ندامت اٹھاتے ہوئے بریلوی علماء نے سیال شریف اور دیوبندی علماء نے جامع محمدی میں جا کر دم لیا۔

روئیدادِ مناظرہ جھوک دایہ ضلع جھنگ

وجہ انعقاد شیعہ مناظر مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب مدظلہ کے مقابلہ پر اہلسنت کے ہر فرقہ کو میدان مناظرہ میں عبرتناک شکست ہوئی۔ چک نمبر ۱ تارڑ ضلع جھنگ میں مولوی احمد بخش سنیائی اور مولوی قطب الدین صاحب کی ناکامی آجتک علاقہ میں مشہور ہے ہر سہ شیخ و ٹھیٹھیاں ضلع جھنگ میں مشہور تیج بحث سنی مناظر مولوی چراغدین ریٹرڈ کی شکست ضرب المثل بن چکی ہے۔ وادی سندھ میں اہلحدیث کے کہنہ مشق مناظر مولوی عبدالعزیز صاحب ملتانی تو ایسے حواس باختہ ہوئے۔ کہ غلط حوالے دینے شروع کر دیئے۔ گڑھ مہاراجہ میں سندھ کی خفت مٹانے کے لئے کمر ہمت تو باندھی مگر ایسی رسوائی نصیب ہوئی کہ آجتک مناظرہ کا نام نہیں لیتے۔ کرپالہ ضلع فیصل آباد میں جماعت اہلحدیث کے نوجوان مناظر مولوی محمد صدیق صاحب تاندلوی تو پہلی ٹرن میں ہی فیل ہو گئے۔ اس شکست کو اپنی ناتجربہ کاری اور ابتدائی منزل سمجھتے ہوئے اپنے بزرگوں مولوی احمد دین صاحب گکھڑوی، مولوی محمد یحییٰ صاحب حافظ آبادی، مولوی محمد سلیمان صاحب اور مولوی حافظ عبدالقادر صاحب کی معیت میں حضرت کیلیانوالہ ضلع گوجرانوالہ کے میدان میں پھر طبع آزمائی کے لئے تشریف لائے مبلغ اعظم کے سامنے ایسے عاجز ہوئے۔ کہ اہل السنت بانیان مناظرہ کی ہمت بھی ٹوٹ گئی۔ عبدالعزیز ملتانی کی طرح حواس باختہ ہو کر غلط حوالے دینے شروع کر دیئے۔ میزان الاعتدال کا غلط حوالہ سر میدان واپس لینا آج تک دنیا کو یاد ہے۔

صدر تنظیم اہل سنت مولوی نور الحسن صاحب مدیر دعوت گول باغ لاہور میں مناظرہ کے لئے شرائط تو طے کر بیٹھے۔ تاریخ کا اعلان بھی ہو گیا، مگر گھر بیٹھے ہی شکست قبول کر لی۔ اور اعلان کر دیا کہ میں تو مناظر ہی نہیں۔ بلکہ سر تحصیل چکوال ضلع جہلم میں مولوی اللہ یار صاحب چکڑالوی کو ایسے چکر آئے۔ کہ بسم اللہ پر ہی اپنا ایمان ثابت نہ کر سکا چنانچہ اس ندامت کو مٹانے کے لئے تنظیم اہل سنت کے صدر مبلغ مولوی دوست محمد قریشی کو ہمراہ لیکر حشمت مرالی تحصیل کبیر والا ضلع ملتان مناظرہ کے لئے تشریف لائے۔ اور شکست کھا گئے۔ اور اس شکست کو چکڑالوی صاحب مولوی دوست محمد قریشی کی بد دلی کا عذر

بیان کرتے رہے۔ چنانچہ کالو دال ریحاناں ضلع جھنگ میں قریشی صاحب کی بجائے جامع محمدی ضلع جھنگ اور مدرسہ دار الہدیٰ چوکیرہ ضلع سرگودھا کے علماء کو لے کر قسمت آزمائی کے لئے تشریف لائے۔ لنگر مخدوم کے بزرگوں کا سایہ بھی تھا۔ مگر ایسی رسوائی ہوئی کہ مولوی نور الحسن صاحب تک انکی کم علمی سے واقف ہو گئے۔ اسی لئے تو اخبار دعوت میں اب انکے مضامین قبول نہیں ہوتے۔ ان شکستوں کو مجلس احرار نے بھی محسوس کیا ادھر محمد صدیق صاحب ناندلوی کو پے در پے شکستیں گھن کی طرح کھائے چلی جا رہی تھیں چنانچہ اہل حدیث مناظر نے اپنے بزرگوں کو نا اہل سمجھتے ہوئے اہلسنت اور مجلس احرار کا سہارا لیا اور ایک منتر کہ محاذ بنا کر جس میں بیسیوں تنظیمی علماء کے علاوہ مجلس احرار کے کرتا دھرتا مولوی محمد علی جالندھری اور مولوی لال حسین اختر بھی شامل تھے۔ کوٹ سمابہ ریاست بہاولپور میں نبرد آزما ہوئے۔ ہزار جدوجہد کے بعد بھی منہ کی کھائی اور سنی عوام اپکی مناظرانہ خدمات سے سبکدوش ہو گئے۔

ان مناظروں کے علاوہ ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک صداقت مذہب شیعہ پر مبلغ اعظم کی تقریروں نے انقلاب عظیم پیدا کر دیا الحمد للہ بلا مبالغہ ہزاروں کی تعداد میں اہلسنت شیعہ مذہب قبول کر گئے اسکے سدباب کی خاطر تنظیم اہل سنت نے مذہب شیعہ پر فتح حاصل کرنے کی خاطر ایک شاطرانہ چال چلی۔ چنانچہ موضع جھوک دابہ ضلع جھنگ کے رئیس حاجی گہنہ خانصاحب بلوچ سے سازباز ہوئی کہ وہ اپنے گاؤں میں شیعہ سنی مناظرہ کا انعقاد اس طریق پر کرائیں کہ کہا تو یہ جائے کہ باہمی افہام و تفہیم ہے۔ جانبین سے ایک ایک مناظر بلا لیا جائے۔ عام مناظرہ نہیں ہو گا۔ خانصاحب نے ملحقہ بستی کے شیعہ ملک غلام باقر کھوکھر سے فیصلہ کر لیا۔ ۱۷، ۱۸ ستمبر ۱۹۵۵ء تاریخ مقرر ہوئی جب ضیغم پاکستان مولانا مرزا یوسف حسین صاحب قبلہ پروگرام کے مطابق اکیلے ہی وہاں پہنچے۔ تو درجنوں علماء کے علاوہ خواجہ قمر الدین صاحب آف سیال شریف کی سرپرستی میں ہزاروں سنی عوام جمع ہو چکے ہوئے تھے۔ خدا زندہ وسلامت رکھے

حضرت مخدوم المخادیم پیر سید غضنفر حیات شاہ صاحب۔ بخاری سجادہ نشین دربار عالیہ حضرت شاہ جیونہ رح کو جنہیں بروقت اس سازش کی اطلاع ملی تو۔ انہوں نے رات ہی رات سارا انتظام فرما لیا۔ مبلغ اعظم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب قبلہ کو آن واحد میں بلا لینا یہی مخدوم

صاحب کی کرامت تھا۔ صبح ہوتے ہی ہزاروں کی تعداد میں ضلع جھنگ اور سرگودھا کے شیعہ عوام قومی کارکن اور روساء جھوک دایہ پہنچ گئے منظم مناظرہ ہوا اور تنظیم اہلسنت کی عبرتناک شکست ایک تاریخی حیثیت اختیار کر گئی۔

سید بشیر حسین بخاری

سرگودھا

موضوعات مناظرہ

۱ شیعہ مناظر شیعوں کا ایمان بالقرآن باقوال آئمہ الکرام وغیرہم ثابت کرے گا۔ سُنّی مناظر اس کی تردید کرے گا۔

۲ اثبات خلافت حضرات ثلاثہ از آیات قرآن مجید وکتب معتبرہ شیعہ بذمہ سُنّی مناظر تردید بذمہ شیعہ۔

۳ شیعہ مناظر امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خلافت بلافصل بآیات قرآن ثابت کرے گا۔ اور سنی مناظر تردید کرے گا۔

۴ سُنّی مناظر بنتِ رسول صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے ورثہ اور فدک کے مستحق نہ ہونے کا قرآن اور کتب معتبرہ شیعہ سے ثابت کرے گا۔ اور شیعہ مناظر اس کی تردید کرے گا۔

شیعہ کا ایمان بالقرآن

شیعہ مناظر:۔ مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل

صدر:۔ مولانا مرزا یوسف حسین۔

ثبوت بذمہ شیعہ تردید بذمہ سُنّی۔

سُنّی مناظر:۔ مولوی دوست محمد قریشی

صدر:۔ مولوی احمد شاہ چوکیروی۔

مبلغ اعظم نے فصیح وبلیغ خطبہ کے بعد یہ آیہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ پ ۱۴ تلاوت کرتے ہوئے تفسیر صافی سے ثابت کیا۔ کہ خدائے

تعالےٰ اس قرآن مجید کا تحریف و تغیر ۔ زیادتی اور نقصان سے محافظ ہے نہج البلاغہ
صـ۷ ج ۲ سے جو خط مسطور بین الدفتین پڑھ کر بقول جناب امیر المومنین علیہ السلام ثابت
کیا کہ قرآن وہی ہے ۔ جو بین الدفتین ہے اور انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی سے ثابت
کیا کہ شیعہ کا ایمان قرآن اور آل محمد پر ہے ۔ اصول کافی صـ۵۴ ، صـ۳۹ اور صـ۶ سے
بروایت رسول خدا امام جعفر الصادقؑ امام موسیٰ کاظمؑ اور امام رضاؑ سے یہ ثابت کیا ۔ کہ جو روایت
مخالف کتاب اللہ ہو وہ دروغ بے فروغ اور قابل رد ہے ۔ اعتقادیہ شیخ صدوق صـ۲۴
سے شیعہ کا اعتقاد بالقرآن اور آخری فقرہ "من نسب الینا انا نقول انہ اکثر من ذالک فہو
کاذب" پیش کیا کہ جو شیعوں کی طرف قرآن مجید کے متعلق زیادتی منسوب کرے ۔ وہ جھوٹا اور کذاب
ہے ۔ مگر مولوی دوست محمد صاحب قریشی ان چیزوں کا تو کوئی جواب ہی نہ دے سکے ۔ اور
کتب شیعہ سے بعض اخبار ضعیفہ ظنیہ پڑھ کے بعض آیات میں تحریف ثابت کرنے
کی کوشش کی ۔ جس کو مبلغ اعظم نے با اصولِ سابقہ اور تفسیر صافی صـ۱۴ سے نقلوا اخباراً
ضعیفۃ پیش کر کے فرمایا کہ یہ سب روایات بقول السید مرتضیٰ علم الہدیٰ ضعیف اور
ناقابل قبول ہیں قرآن مجید کی صحت قطعی ہے ۔ اور قطعی کے سامنے ضعیف و ظن کی کوئی
حقیقت نہیں ۔ مگر مولوی دوست محمد صاحب قریشی سے کوئی جواب بن نہ آیا ۔ تو خلاف
موضوع علی علیہ السلام کا ثلاثہ کی اقتداء میں نماز کی ادائیگی کا قصہ بیان کرنا شروع کر دیا ۔ شیعہ
مناظر نے کہا خلاف موضوع نہ جایئے یہ قصے اگلے موضوع میں پیش کریں ۔ آپ نے جب سُنّی
کتب سے (۱) بقول حضرت عمرؓ نوے پارے کا قرآن ۔ تفسیر اتقان صـ۷۲ ج اول
(۲) سورہ خلع اور سورہ حفد کا اضافہ ۔ تفسیر در منثور صـ۴۲۱ جلد ۶ (۳) معوذتین (سورہ فلق اور
والناس) کی کمی ۔ تفسیر ابن کثیر صـ۵۷۱ ج ۴ (۴) معوذتین کے انکار سے عدم کفر فتاویٰ قاضی خان
صـ۱۱۲ (۵) فی مواسم الحج کی کمی بخاری شریف صـ۲۶۸ ج ۲ (۶) "ورھطک منہم المخلصین" کی کمی
بخاری شریف صـ۴۲ ج ۲ (۷) حضرت عثمان کا قرآن جلانا ۔ بخاری شریف صـ۷۴۶ ج ۲ (۸)
بی بی عائشہ کی بکری کا آیات رجم اور رضاعت الکبیر کو چر جانا (ابن ماجہ صـ۱۴۱) (۹) آیت
مخالف قول صحابہ کا منسوخ تصور کیا جانا ۔ اصول کرخی صـ۷ اور فتاویٰ قاضی خان
صـ۱۱ ج ۴ سے حنفی مذہب کے نزدیک قرآن پاک کا پیشاب سے لکھنا جائز پیش
کیا تو دنیا انگشت بدنداں ہو کر رہ گئی ۔ کہ خداوندا ! یہ سُنّی مذہب کیا بلا ہے ۔ کہ جس میں

قرآن کو جلانا اور پیشاب تک سے لکھنا بھی جائز ہے۔ سُنّی صدر مولوی احمد شاہ چوکیروی نے جب دیکھا کہ مولوی دوست محمد قریشی کی حالت پتلی ہو چکی ہے اور سنی کیمپ پر مبلغ اعظم کے حوالہ جات سے دہشت طاری ہو رہی ہے۔ تو فوراً کھڑے ہو کر چلائے۔ کہ یہ حنفیہ کا فتاویٰ نہیں ہے مبلغ اعظم نے فرمایا۔ کہ اگر ابوبکر اسکاف کا ذکر طبقات حنفیہ میں نہ ہو تو ڈاڑھی ڈاڑھی کی شرط رہی۔ بس پھر کیا تھا۔ چوکیروی حضرات بصورت بھاگ ہو کر رہ گئے۔ اور پھر آخر مناظرہ تک اسٹیج کے قریب نہ آئے۔

خلافت حضرات ثلاثہ

ثبوت بذمہ سُنّی۔ تردید بذمہ شیعہ۔ اس دفعہ سُنّی صاحبان نے مولوی احمد شاہ چوکیروی کو صدارت سے معزول کر کے مولوی درویش محمد کو صدر بنالیا۔ مگر شیعہ کیطرف سے جناب مولانا مرزا یوسف حسین صاحب ہی رہے سنی مناظر نے آیہ استخلاف تلاوت کر کے اصحاب ثلاثہ کو خلیفہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی۔ نہ ہی ان کا ایمان ثابت کر سکے اور نہ ہی ان کے حق میں کوئی نص پیش کر سکے۔ نہ ان سے شرک و ظلم کی نفی پیش کرنے کی ہمت ہوئی اور نہ ہی مَن کفر بعد ذالک کا کوئی مفہوم پیش کر سکے۔ مبلغ اعظم نے آیہ استخلاف کی تشریح کرتے ہوئے ثابت کیا۔ کہ خلافت کا وعدہ تو اللہ نے خود کیا ہے اور لیستخلفنھم کا فاعل بھی خدا ہے۔ لہٰذا سوائے خدا کے کوئی دوسرا خلیفہ مقرر نہیں ہو سکتا۔ قریشی دوست محمد صاحب نے اس کا جواب تو نہ دیا۔ البتہ شیعہ کتب کی روایات میں کمی زیادتی کر کے حضرت ابوبکر کے پیچھے حضرت علی علیہ السّلام کی نماز پڑھنا پیش کی۔ تو مبلغ اعظم نے احتجاج طبرسی صد ۵۸ اور بحار الانوار صد ۹۵ ج ۸ سے پوری عبارات پڑھ کر یہ ثابت کیا کہ قریشی صاحب ابوبکر کی تجویز قتل علی المرتضےٰ بمسجد صلے للتفسہ کہ حضرت علیؑ کی انفرادی طور پر اپنی نماز پڑھنے کو کھا گئے ہیں۔ اور کہا کہ کسی جگہ پر نیت اقتداء بغیر ذکر قتل علیؑ کوئی روائت پیش کرو۔ تو ہم تسلیم کرنے کو تیار ہیں۔

شیعہ مناظر نے جب مشکوٰۃ شریف صد ۱۰۰ اور بیہقی صد ۱۳۲ ج ۳ سے امیر فاسق و فاجر کے پیچھے نماز پڑھنے کا جواز پیش کیا۔ تو قریشی صاحب کے عام پیش نماز کی شرائط کا

معاونتہ کام نہ آسکا۔

مبلغ اعظم نے مسلم شریف صفحہ ۱۳۰ ج ۲ سے بقول حضرت عمر لم یستخلف ۔۔۔ پیش کیے کہ رسول اللہ نے ہم کو خلیفہ نہیں بنایا۔ اور تفسیر ابن کثیر صفحہ ۹۵ ج اول حضرت عمر کی حسرت وافسوس کہ معلوم نہ ہوسکا کہ حضور کے بعد کون خلیفہ ہے، تو قریشی صاحب کے تمام عذرات باطلہ چکنا چور ہو گئے۔ اسکے بعد آپ نے

(۱) حدیث ثقلین مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۶۸ (۲) انی تارک فیکم الخلیفتین۔ در منثور صفحہ ۶۰ ج ۲۔ (۳) ھذا اخی ووصی وخلیفتی فیکم فاسمعوا لہ واطیعوا تفسیر خازن ج ۵ صفحہ ۱۰۶ علی میرا بھائی ہے وصی ہے خلیفہ ہے اس کا حکم سننا اور اسکی تابعداری کرنا۔ (۴) انت خلیفتی من بعدی۔ (خصائص نسائی صفحہ) اے علی تو میرا خلیفہ ہے۔ میرے بعد یا علی انت خلیفتی فی حیاتی وفی مماتی۔ اے علی تو میرا زندگی اور موت میں خلیفہ ہے (۵) عممنی رسول اللہ یوم غدیر خم۔ کہ سرکار دو عالم نے بروز غدیر خم علی کے سر پر دستار بندھائی، مسند ابوداؤد طیالسی صفحہ ۲۳ پیش کر کے اختصاص خلافت بہ اہل بیت اور خلافت جناب امیر المومنین علی علیہ السلام ظاہر کر کے فرمایا کہ قریشی صاحب! اگر جرات ہے۔ تو اس طرح خلافت ثلاثہ پیش کرو۔ مگر قریشی صاحب کے طوطے اڑ چکے تھے۔ سوائے تخت پر قبضہ اور ملک گیری کے ان کے پاس دلیل ہی کوئی نہ رہی۔

شیعہ مناظر مبلغ اعظم نے کہا قریشی صاحب! ملک گیری بھی خلافت حقہ کی دلیل بن سکتی ہے؟ کچھ غور تو کرو۔ تخت پر قبضہ کر لینا ثبوت حقانیت نہیں ہو سکتا۔ دیکھیے رسول اللہ بنی فلاں ینزدن علی منبرہ نزد القردۃ کہا آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں نے بنی فلاں کو دیکھا کہ وہ میرے منبر پر کودیں گے، مثل بندروں کے۔

۱ تفسیر در منثور صفحہ ۱۹۱ جلد ۴

(۲) تفسیر در منثور ج ۶ صفحہ ۳۷۱

۳ تفسیر عزیزی سورہ قدر

۴ تفسیر ابن جریر سورہ قدر کی روایات سے ثابت ہوتا کہ حضور نبی اکرم کے منبر پر تو بندر بھی ناچیں گے فرمایئے یہ بندر کون سے ہیں۔

تو قریشی صاحب نے جواب دیا کہ بندر یزید ہے۔ تو شیعہ مناظر نے کہا کہ اوّل

تو یہ صیغہ جمع ہے ۔ اور باقی بندر بتلاؤ کون ہیں ؟ اور یزید تمہارا اچھا خلیفہ بھی تو ہے ۔ دیکھو شرح فقہ اکبر صد ۹۴ اور بخاری شریف صد ۱۰۵۳ ج ۲ ۔ فتح الباری صد ۶۰ ج ۱۳ صواعق محرقہ صد ۱۲ یہ بھی لکھا ہے کہ یزیدان بارہ میں سے ہے جن پر امت کا اجماع ہوا ہے فرمایئے کیا بندروں پر بھی اجماع امت ہوا کرتا ہے ۔اس پر نعرے بلند ہوئے اور قریشی صاحب بہت ہی کھسیانے ہو کر رہ گئے ۔ حتیٰ کہ پیچھے سے علمائے اہل سنت نے بھی ان کی ملامت کی کہ یزید کو بندر کیوں کہا ہے ۔

دنیا حیران ہو رہی تھی ۔ کہ سنی کتب میں جب یزید بھی خلیفہ ہے ۔ تو پھر معیار خلافت کیا رہا اس کے بعد قریشی صاحب نے فتوحات ملکی کو معیار خلافت قرار دیا تو مبلغ اعظم نے کہا ۔ کہ حضور فتوحات ملکی معیار نہیں ۔ اس قسم کی تائید دین تو اللہ فاجر سے بھی کرا لیتا ہے ، دیکھو بخاری شریف صد ۴۳۰ ج ۱

ان اللہ یؤید الدین بالرجل الفاجر ۔ اور قسطنطنیہ کا فاتح کون ہے ؟ کیا یہی یزید تو نہیں ۔ کیا اسی فتح پر فخر کرتے ہوئے آپ کے علماء نے اسے جنتی تو نہیں لکھ دیا ؟ دیکھو موطا امام مالک مترجمہ صد ۶۰۴

اس پر تو قریشی صاحب کے تو حواس اڑ گئے اور دنیا یزیدی یزیدی کا شور کرنے لگ گئی جب مبلغ اعظم نے فتاویٰ عبد الحی جلد ۲ صد ۲۴۰ سے خلافت ثلاثہ کی نفی اور خلافت جناب علی علیہ السلام کا اثبات ، بدیں الفاظ پیش کیا ۔

قلت یا رسول اللہ الا تستخلف ابابکر فاعرض عنی قلت یا رسول اللہ الا تستخلف عمر فاعرض عنی فرایت انہ لم یوافقہ قلت یا رسول اللہ الا تستخلف علیاً قال ذلک والذی لا الہ غیرہ لا یتمتموا اطعتموہ ادخلکم الجنۃ ۔

حضور نے ابوبکر و عمر کی خلافت سے منہ پھیر لیا ۔ یہ بات موافق مزاج رسول نہ آئی ۔ اور خلافت علی کے وقت قسم کھا کر فرمایا ۔ کہ اگر تم ان کی بیعت اور ان کی تابعداری کرو گے تو تم سب کو داخل جنت کر دیں گے ۔ اس حدیث کا جواب قریشی صاحب آخری وقت تک نہ دے سکے ۔ مناظرہ کی دوسری نشست ختم ہوئی ۔ مبلغ اعظم زندہ باد کے نعروں سے فضا گونج اٹھی ۔

خلافت بلا فصل علی علیہ السلام با آیاتِ قرآن

ثبوت بذمہ شیعہ ——— اور ——— تردید بذمہ سنی

اس دفعہ سنی صدر پھر تبدیل کر دیا گیا۔ مگر شیعہ صدر بدستور رہا

مبلغ اعظم نے بعد خطبہ ارشاد فرمایا۔ حضرات۔ اس عنوان میں ہمارے دو دعوے ہیں۔ دعویٰ اوّل کہ علی علیہ السلام نص کے خلیفہ ہیں۔ اجماع اور شوریٰ کے نہیں۔ ۲ دوسرا کہ وہ خلیفہ اول ہیں۔ ان سے پہلے کوئی نہیں۔ اور یہی بلا فصل کا مطلب ہے۔ جب تک فصل ثابت نہ ہو جائے اس وقت تک وہ بلا فصل ہیں اگر فصل ثابت ہو جائے پھر بلا فصل نہ رہیں گے۔ فصل سے مراد خلافت ثلاثہ ہے جس کی نفی کل ہو چکی ہے

قریشی صاحب اپنے ثلاثہ کی خلافت نہ قرآن سے ثابت کر سکے اور نہ حدیث سے آج میرے ذمہ خلافت علی علیہ السلام کا اثبات ہے۔ لیجئے میں حدیث کو چھوڑ کر صرف قرآن سے خلافت علی المرتضےٰ ثابت کرتا ہوں۔ یہ ہے زور صداقت مذہب شیعہ۔ کہ سنی تو اپنے بزرگوں کی خلافت حدیث سے بھی ثابت نہ کر سکے اور شیعوں کے امام کی خلافت قرآن سے بھی ثابت ہو رہی ہے اس کے بعد مبلغ اعظم نے اس موضوع کے تین حصے کر دیئے

اوّل۔ خلافت مطلقہ ——— دوم۔ اختصاص خلافت باہل بیت۔ سوئم خلافت علی بنص قرآن جس پر آپ نے بیسیوں آیات قرآنی پیش کیں۔ جو انشاء اللہ العزیز مفصل روئداد میں طبع ہوں گی۔

اوّل۔ خلافت مطلقہ کا وجود آیہ استخلاف پارہ ۱۸ سورہ نور وعد اللہ الذین الخ سے ثابت کیا۔ اور خلافت کو عائد اور اصول میں داخل کیا۔ اور پھر ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا پ۲۲ سورہ فاطر اور وجعلنا للمتقین اماما پ۱۹ سورہ شوریٰ وممن خلقنا امۃ یہدون بالحق وبہ یعدلون پ۹ سورہ اعراف ومن قوم موسیٰ امۃ یہدون بالحق وبہ یعدلون سورہ اعراف سے ثابت کیا۔ کہ خلیفہ معصوم اور مصطفےٰ اور وارث کتاب اللہ اور ہادی بالحق وعادل بالحق ہوگا اور اس کے نہ ماننے والا فاسق ومنکر ہوگا۔ اس کے بعد آل ابراہیم وآل عمران علی العالمین پ۳ سورہ آل عمران۔ ولقد اتینا بنی اسرائیل الکتاب والحکم والنبوۃ پ۲۵ سورہ جاثیہ۔ فقد اتینا آل ابراہیم الکتاب والحکمۃ واتیناہ ملکا عظیما پ۳ سورہ العمران اور ویتم نعمتہ علیک وعلی

آل یعقوب الخ پ۱۲ سورہ یوسف۔ اتعجبین من امر اللہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اہل البیت
پ۱۳ سورہ ابراہیم۔ انما یرید اللہ الخ پ۲۲ سورہ احزاب وغیرہ پیش کر کے آل انبیاء کا معصوم
اور مختص بالخلافۃ والامامۃ ہونا ثابت کیا۔ جس کا قریشی صاحب اور خواجہ صاحب مل کر بھی
کوئی جواب نہ دے سکے۔ بلکہ عذرات باطلہ شروع کر دیئے کہ اگر خلافت حضرت علی اور
اہل بیت کا حق تھا۔ تو ثلاثہ کیوں قابض ہو گئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور داؤد اور
رسول خدا کے دشمنوں کو ہلاک کر دیا۔ تو علی کے دشمن کیوں نہ ہلاک ہوئے۔ جس پر مبلغ اعظم
نے فرمایا۔ حضرات انکا خلافت پر قبضہ نہیں بلکہ خلیفہ حق کا انکار اور مقابلہ ہے اور
مقابلے ہوتے آئے ہیں اللہ نے انی جاعل فی الارض خلیفہ فرمایا تو شیطان نے انکار کر دیا
حضرت آدم وفات پا گئے شیطان کا گمراہوں پر ابھی تک تسلط ہے۔ کیا اس سے حضرت
آدم کی خلافت کا غصب ثابت ہوتا ہے یا خدا کے وعدہ کے خلاف؟ بلکہ شیطان ملعون
ہو کر پھر رہا ہے۔ حضرت موسیٰ نے ہارون کو خلیفہ بنایا۔ سامری نے خواہ مخواہ بچھڑا
بنا لیا۔ اور حضرت ہارون نے تلوار بھی نہ اٹھائی؟ اس سے حضرت ہارون کی خلافت غصب ہو
گئی؟ بلکہ قوم خلیفہ حق کا انکار کر کے گمراہ ہو گئی۔ مگر ان کو قریشی صاحب نے ہاتھ تک
بھی نہ لگایا۔ اور زور شور سے چلانا شروع کر دیا۔ کہ شیعہ اگر سچے ہیں۔ تو علی کا نام قرآن
سے دکھائیں۔ اس پر مبلغ اعظم نے کہا۔ لیجئے جناب میں علیؑ کا نام بھی قرآن سے دکھاتا ہوں اگر
علیؑ کا نام قرآن میں نہ آئے۔ تو پھر علی علیؑ نہ ہوا۔ پھر تو ثلاثہ کی خلافت ہو گئی۔ اس کے بعد فرمایا
حضرات خلافت کے لئے چار چیزیں شرط ہیں۔ اصطفاء، علم و حکمت اور نص میں چاروں چیزیں
علیؑ کے لئے پیش کرتا ہوں، مبلغ اعظم نے نہایت خوش الحانی کے ساتھ سورہ زخرف پارہ
۲۵ سے وانہ فی الکتاب۔ لدینا لعلی حکیم۔ ام الکتاب، جو ہمارے پاس ہے ثابت ہے کہ البتہ
علی صاحب حکمت۔ اس پر سنی علاؤں نے اور حضرت خواجہ صاحب اور ان کے مریدوں و
درویشوں نے شور مچا دیا غلط ہے! غلط ہے! مولوی درست محمد قریشی نے گلا پھاڑتے
ہوئے کہا۔ کہ اگر صداقت ہے۔ تو کسی شیعہ تفسیر یا کتاب سے دکھاؤ کہ اس سے مراد نام علی
ہے اس پر مبلغ اعظم نے کہا لیجئے یہ میرے ہاتھ میں تفسیر قمی ہے۔ اس کے ص۴۰۲ پر اسی
آیت کی تفسیر میں انہ فی ام الکتاب لدینا لعلی حکیم یعنی امیر المومنین مکتوب فی الحمد فی قولہ
تعالیٰ اہدنا الصراط المستقیم قال ابو عبد اللہ علیہ السلام ہو امیر المومنین یعنی علی سے مراد!

اهدنا الصراط المستقیم جس سے بقول امام جعفر صادق علیہ السلام امیر المومنین علیہ السلام مراد ہیں۔ تفسیر صافی صفحہ ۱۴۲ جو دوم پیش کی۔ روی المعانی ان الصادق ہو امیر المومنین فی ام الکتاب کہ حضرت امام صادق آل محمد فرماتے ہیں کہ یہاں پر علی سے مراد امیر المومنین ہیں۔ اب قریشی صاحب نے ترجمہ مقبول کی طرف توجہ دلائی تو اس کے صفحہ ۱۲ پر بھی بقول امام جعفر صادق علیہ السلام یہی تفسیر لی۔ پھر سنی کیمپ نے شور مچانا شروع کر دیا۔ بعد مشکل شور و غوغا کو بند کرایا گیا۔ مبلغ اعظم نے واجعل لی لسان صدق فی الآخرین۔ سورہ شعراء پ ۱۹ کی تلاوت کر کے کہ لسان صدق کا امت آخری میں ہونا ثابت کیا اور وجعلنا لہم لسان صدق علیا سے جناب امیر المومنین کا لسان صدق ہو کر جملہ انبیاء کا ہونا ثابت کر رہے تھے۔ کہ ملاں لوگ اپنے عوام کو شور مچانے پر ابھارنے لگے تاکہ آیات قرآنی کو کوئی نہ سن سکے۔ شیعہ مناظر پکار پکار کر کہہ رہا تھا۔ اے عالمو! قواعد صرف و نحو سے میرے ترجمہ کو غلط کرو شور سے کچھ نہیں بنے گا۔ مگر ملاؤں کا یہ گروہ جس میں مولوی احمد شاہ چوکیروی۔ مولوی درویش محمد احمد پور سیالوی۔ خواجہ قمر الدین سیالوی۔ مولوی چراغدین رنیری۔ مولوی حامد علی گجراتی وغیرہ کے علاوہ جو سلانوالی چنیوٹ و جامعہ محمدی اور دیگر مقامات سے بھی فراہم کئے گئے تھے۔ کوئی ایک بھی قاعدہ نحوی پیش نہ کر سکا اور کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ ترجمہ کو غلط ثابت کرے آپ نے فرمایا میں تسلیم کرتا ہوں کہ علم علی منقول عن الصفۃ ہے۔ اگر صفت اصلیہ کا اعتبار کیا جائے۔ تو اس نام کے معنے ہی عالیشان کے ہیں۔ مگر جب علم مراد لیا جائے تو نام علی ہے۔ اور علم مراد لینے پر کوئی استحالہ نحوی پیش کرو۔ اگر تفسیر بالرائے کا الزام ہے تو تفسیر آئمہ اطہار کا جواب دو۔ میں ترجمہ جعفر صادق۔ حسن عسکری اور موسیٰ کاظم علیہم السلام کی موجودگی میں کسی ترجمہ کو صحیح نہیں سمجھتا۔ چنانچہ تفسیر صافی میں صفت مراد لینے کا ضعف لفظ قیل سے ظاہر ہے۔ اور نام علی پر نص امام موجود ہے۔ یا تو کسی معصوم کی نص سے اس ترجمہ کو غلط ثابت کرو۔ یا قرآن کی عبارت سے نص علی مثارہ یا لفظی یا معنوی استحالہ پیش کرو مگر خواجہ قمر الدین سیالوی کی سرپرستی کے باوجود سنی گروپ عاجز آ گیا۔ اور کوئی جواب بن نہ آیا اللہ اکبر۔ یا رسول اللہ اور یا علی کے فلک شگاف نعروں سے فضا گونج اٹھی۔

۴ اس مناظرہ میں سنی صاحبان خلاف اصول اپنی چالاکی سے مدعی بن بیٹھے تھے فی الحقیقہ اس مسئلہ میں شیعہ مدعی اور سنی منکر ہوتے ہیں۔ مگر مبلغ اعظم نے اس موضوع کو اس طریق

پر پہنچایا۔ جو علاقہ بھر میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے یادگار رہے گا۔ چونکہ وراثۃ انبیاء کی نفی کے لیئے قرآن مجید میں کوئی آیت موجود نہیں۔ حضرت ابوبکر سے لیکر آج تک سنی مولویوں کا گذارہ حدیث لانورث پر ہی رہا ہے مگر قریشی صاحب نے عوام کو دھوکا دینے کے لیئے عدم وراثۃ انبیاء پر دو آیتیں پیش کیں۔ ولا تمدن عینیک کہ اے نبی تو اپنی آنکھوں کو کفار کے مال و متاع کی طرف دراز نہ کر۔ اور دوسری آیت زین الناس حب الشہوات۔ پیش کر کے ادھر ادھر کی بے محل باتیں جن کا موضوع سے کوئی تعلق تک بھی نہ تھا۔ بیان کیں۔ اور ثابت کیا کہ پیغمبر اسلام کی تو کوئی جائداد ہی نہ تھی۔ لہذا وراثت کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا مبلغ اعظم نے جوابی تقریر میں ارشاد فرمایا۔ کہ حضرات۔ مولوی دوست محمد صاحب دنیا کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں ان آیات کا مطلب یہ نہیں۔ بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ کافروں کا جاہ و جلال اور مال و متاع آپ کو مرعوب نہ کرے۔ اور دوسری آیت کا اگر یہی مطلب ہے۔ جیسا کہ قریشی صاحب نے فریب دیا۔ کہ بچوں اور عورتوں کی محبت پیغمبروں کو نہیں ہوتی۔ اور یہ مختص بالعموم ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ پیغمبروں کے نہ ہی بچے ہو سکتے ہیں اور نہ ہی بیویاں۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیرہ بیویاں اور اولاد ثابت ہے۔ فرمایئے اگر آقائے نامدار کو مال کی ضرورت نہیں۔ تو آپ کہاں سے کھاتے تھے ازواج کو خرچ کہاں سے دیتے تھے۔ اس کے بعد آپنے فان للہ وللرسول ولذی القربیٰ پارہ نمبر۱۰ سورہ انفال وما افاء اللہ علی رسولہ من اھل القریٰ فللہ وللرسول ولذی القربیٰ پ۲۸ ع۲ سے پیش کیا کہ مال غنیمت سے پانچواں حصہ اور مال فئے اللہ اور رسول اور پیغمبر کے قریبیوں کا ہے۔ اس کے بعد مبلغ اعظم نے مسلم شریف جلد ۲ صـ۲۲ شرح نوری سے تاجدار رسالت کی جائداد کی تفصیل یوں پیش کی کہ حضور کو جائیداد تین حقوق سے حاصل ہوئی تھی اولاً وہ جو مخریق یہودی نے یوم احد اسلام لا کر حضور کو ہبہ کی اور بنی نضیر کے سات باغ اور جو انصار نے حضور کو زمینیں دی تھیں وکان ھذا ملکا لہ کے الفاظ دکھائے کہ یہ حضور کی ملکیت خاص تھی۔ جو ثانیاً فے سے ارض بنی نضیر جس کی جائداد منقولہ حضور نے تقسیم کر دی وکانت الارض لنفسہ اور زمین حضور کی ذاتی جائیداد رہی۔ اسی طرح سے زمین فدک اسپر کان خالصا لہ کے الفاظ دکھائے کہ یہ رسالت مآب کی خاص

ملک تھا۔ اسی طرح تہائی وادی قری کی اور خیبر کے دو قلعے وطیح اور سالم حق ثالث خمس
خیبر سے آپ کا حصہ اور فتوحات خیبری و غنیمت سے آپ کا حصہ فکانت ھذا کلھا ملکا
لرسول اللہ خاصۃ لا حق فیہا لاحد غیرہ کہ سب کچھ رسول خدا کی خاص ملکیت جس میں
کسی غیر کا حق نہ تھا۔ آپ جس طرح چاہتے خرچ کرتے تھے یہ سننے کے بعد عوام پر
قریشی صاحب کا فریب ظاہر ہو گیا شیعہ مناظر نے کہا حضرات کیا جناب فاطمہ
الزہرا آغوش محمد کی پلی دوست محمد قریشی جتنا قرآن نہ جانتی تھیں۔ جنہوں نے
سرکار بدی کی وراثت کا دعویٰ کیا، اور ابوبکر کے انکار کے باعث اس پر غضب
ناک ہو گئیں اور تا وفات معصومہ کونین غضبناک رہیں۔ رات کو دفن ہوئیں علی علیہ السلام
نے جنازہ پڑھا۔ اور ابوبکر کو جنازہ میں شریک نہ ہونے دیا اہلسنت کی سب سے بڑی
مستند مشہور اور مایہ ناز کتابیں بخاری شریف جلد اول ص ۴۵۳ مسلم شریف جلد دوم ص ۹۱
آپ نے جب انکی عبارات پڑھ کر ترجمے کیے۔ کہ رسول اللہ کی اکلوتی بیٹی صدیقہ
وطاہرہ وسیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا دربار خلافت سے کس طرح خالی واپس آئیں۔ تو اس
پر ایک رقت کا سماں پیدا ہو گیا۔ دنیا زار و قطار رو رہی تھی۔ قریشی صاحب نے کہا
روتے کیوں ہو؟ شیعوں نے جواب دیا۔ ہم آل محمد کے مصائب پر رونا ثواب سمجھتے
ہیں آپ بنت رسول پر جتنے حملے کر سکتے ہیں کر کے روح ثلثہ سے خراج تحسین
حاصل کر لو قریشی صاحب سے جب احادیث بخاری و مسلم کا کوئی جواب نہ بن سکا۔
تو مولوی دوست محمد قریشی نے صحیح بخاری اصح الکتب بعد کلام باری کی صحت سے
انکار کر دیا۔ اور کہا میں بخاری و مسلم کی ان احادیث کو نہیں مانتا ان کتب میں شیعوں
نے بہت سی حدیثیں گھیسڑ لی ہیں۔ قریشی نے کہا فغضبت والی حدیث کا راوی محمد بن مسلم
ابن شہاب زہری ہے۔ اس پر مبلغ اعظم نے ہندوستان و پاکستان کے مایہ ناز محدث
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی ممتاز کتاب حجۃ اللہ البالغہ سے اما الصحیحان فقد اتفق
المحدثون علی ان جمیع ما فیہما من المتصل المرفوع صحیح بالقطع کہ تمام محدثین نے اتفاق کیا
ہے۔ کہ بخاری و مسلم کی تمام حدیثیں قطعی طور پر صحیح ہیں وانہ کل من یہون امرہما فہو مبتدع
متبع غیر سبیل المومنین جو بخاری اور مسلم کے امر کی توہین کرے۔ وہ گمراہ بدعتی اور سبیل
مومنین کے خلاف کا اتباع کرنے والا ہے۔ آپ نے کہا حضور خواجہ صاحب فرمایئے

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے قول کے مطابق آپ حضرات بدعتی اور خارجی ہوئے یا نہیں۔ جب اس کا کوئی جواب نہ بن پڑا تو قریشی نے یوں گوہرافشانی کی نحن رجال وہم رجال شاہ ولی اللہ کی اپنی تحقیق ہے اور میری اپنی تحقیق ہے۔ میرے لیئے وہ کوئی حجت نہیں۔ ان کا قول انہیں لوگوں کے لیئے تھا جو اس وقت موجود تھے۔ مبلغ اعظم نے کہا۔ کہ حضور اگر اسی طرح اپنے مسلمات سے انکار کرنا ہے تو پھر مناظرہ کی ضرورت کیا سنی کیمپ نے پھر آسمان سر پر اٹھانا شروع کر دیا۔ کہ زہری شیعہ تھا۔ مبلغ اعظم نے کہا۔ کہ اگر کتب اہل سنت میں زہری کا امام اور حجت ہونا ثابت نہ کر لوں تو خواجہ قمر الدین صاحب کے ہاتھ پر ابھی بیعت کر لوں گا۔ آپ نے تذکرۃ الحفاظ جلد اول صـ۱۰۳ سے الزہری اعلم الحفاظ ابو بکر محمد بن مسلم القرشی الزہری المدنی الامام اور قول امام مالک اسی تذکرۃ الحفاظ صـ۱۰۳ سے قال مالک بقی ابن شہاب وما لہ فی الدنیا نظیر بقول امام مالک دنیا میں زہری کا کوئی نظیر نہیں ہے۔ پس اس کے بعد قریشی صاحب وخواجہ صاحب اور ان کے حواری خاموش ہو کر رہ گئے۔ اس کے بعد مبلغ اعظم نے سیرت حلبیہ جلد ۲ صـ۴۸۵ سے عمر بن الخطاب کا سیدہ کونین جناب فاطمۃ الزہرا کی سند کو چاک چاک کرنا پیش کیا۔ تو حضور خواجہ صاحب سیالوی پھر کھڑے ہو گئے۔ اور کہا یہ کتاب اہل السنۃ کی نہیں لیکن جب مبلغ اعظم نے سیرت حلبیہ کے سرورق پر بخط جلی مصنف کا نام برہان الدین الحلبی الشافعی لکھا ہوا دکھایا تو خواجہ صاحب کھسیانے ہو کر بیٹھ گئے لیکن دوست محمد قریشی نے نورا پینترا بدل لیا۔ کہ ہم حنفی ہیں۔ شافعی نہیں۔ مبلغ اعظم نے فرمایا کہ مناظرہ احناف سے نہیں بلکہ اہل السنۃ سے ہے شرائط نامہ پڑھو۔ جو خواجہ سیالوی کے دست ہائے مبارک سے ٹائپ کیا گیا ہے۔ اس کے بعد شیعہ مناظر نے جناب سیدہ کا صواعق محرقہ صـ۲۲ سے گواہ پیش کرنا تفسیر در منثور جلد ۴ صـ۱۸۳ ہبہ فدک اور فتاوی عزیزیہ جلد ۱ صـ۱۳۱ سے عبارت وثیقہ سیدہ اور اس پر حضرت ابوبکر کا انکار پڑھا۔ تو سنی علماؤں کا ہزار شور بھی کام نہ آسکا۔ اگرچہ انہوں نے بہت کوشش کی۔ مگر صداقت آشکار ہو کے رہی میدان مناظرہ میں ہی جناب خان غلام رسول خاں بلوچ نمبردار محمد خاں بلوچ ساکنان جھوک دایہ نے معہ اپنے کنبوں کے مذہب شیعہ کی صداقت کو قبول کرتے ہوئے اعلان شیعیت کر دیا مبلغ اعظم کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے گئے اہلبیت اطہار

کی شان میں قصائد خوانی سے عالم نور کا سماں بندھ گیا۔ مرزا یوسف حسین اور مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل کو گھوڑوں پر سوار کر کے جھوک رایا کے گلی کوچوں میں جلوس کی صورت میں شیعوں کی فتح و کامرانی کے ڈنکے بج گئے تو لوی دوست محمد قریشی اور اس کی تنظیم اہل سنت کی تبلیغی سرگرمیوں کا دیوالہ نکل گیا خواجہ قمر الدین سیالوی کا بنا بنایا علمی رعب ختم ہو کر رہ گیا۔ اس مناظرہ کی کامیابی کا سہرا تن سہرا بناب فخر السادات مخدوم سید حضور حیات شاہ سجادہ نشین حضرت شاہ جیونہ علیہ الرحمۃ کے سر پر ہے۔

مبلغِ اعظم کے علمِ مناظرہ کا شاہکار

یعنی

مناظرہ مندرال والہ

میں

مرزائی شکست

یہ مناظرہ

ایک مرزائی مبلغ کی بے اصولیوں اور بے علمیوں کا

مُرَقّع

ہے

وجہ تالیف مناظرہ ہذا

حضرات! اس مناظرہ کو تحریری صورت میں لانے کی ضرورت بوجوہاتِ ذیل پیش آئی:۔

اوّل:۔ تو مبلغِ اعظم صاحب قبلہ نے تھوڑے وقت میں دلائل معقول اور منقول کے اتنے بیشمار موتی اور جواہر برسائے کہ ان کا ضائع ہو جانا اور مومنین اور مسلمین مخلصین تک نہ پہنچنا بڑا نقصان تھا۔

دوم:۔ مرزائی صاحبان غلط پروپیگنڈے کے بادشاہ ہوتے ہیں نہ معلوم اپنی اس ہار اور شکست کو چھپانے کے لئے کیا کیا حربے استعمال کرتے ہوں گے۔ کہاں کہاں پھرتے ہوں گے۔ کیا کیا پروپیگنڈے کئے ہوں گے اور اس کج مج گفتگو، غلط سلط باتوں کو اپنی کارکردگی بتایا ہوگا۔

اس رسالہ میں ہم وہ دلائل پیش کر رہے ہیں جو حضرت مبلغِ اعظم صاحب قبلہ نے مرزائی احمد علی کو مختلف موضوعات پر دیئے۔

مجادلۂ حقّہ اور مجادلۂ باطلہ

مناظرۂ حقّہ وہ ہے جس کے دلائل علم سے پیش کئے جائیں اور مناظرۂ باطلہ وہ ہے جس کے دلائل مطابقِ علمِ مناظرہ نہ ہوں۔ جیسا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ما ضربوہ لک الا جدلا۔ اور مناظرۂ حقّہ وہ ہے جس کی نسبت فرمایا:

وجادلهم بالتی هی احسن (تفسیر کبیر ص۱۴۳ ج ۶)

تحقیق مقام

جادلھم بالتی ھی احسن:۔ حضرات ! مناظرہ حکمت اور موعظہ حسنہ نہیں کیونکہ حکمت علماء محققین کا حصہ ہے جس کے دلائل قطعیہ اور یقینیہ ہوتے ہیں۔ موعظہ حسنہ عوام کے لئے ہوتا ہے جن کی فطرت سلامت ہے وہاں دلائل ظنیہ اور اقناعیہ بھی مفید ہوتے ہیں ۔عبر امثال قصے کہانیاں سُن کر بھی وہ اثر لیتے ہیں ۔ کیونکہ فطرتِ سلیمہ میں مادہ انکار نہیں ہوتا مگر جدل مخالفین اور منکرین کیلئے ہوتا ہے ۔لیکن اس کیلئے بھی احسن ہونا شرط ہے اور احسن کیلئے علمِ ہدایت کتاب روشن کی شرط ہے ۔

مگر مرزائی حضرات ان ہر سہ اُمور سے کورے ہوتے ہیں ۔ اپنا دعویٰ نہ بیان حکمت سے ثابت کر سکتے ہیں کیونکہ مبنی بر حقائق نہیں ۔ افتراء اور کذب ہے ، مکر اور فریب ہے ، دجل اور جدل ہے ۔ اسی لئے ان سے علماء ختم ہوتے جارہے ہیں صرف کالج اور تعلیمِ دُنیادی پہ گذارہ ہے ۔ مرزائیت کی ترقی اور استقامت کا دارومدار صرف اچھی ملازمت دلانے اور اچھے خاندان میں شادی کرنے پہ منحصر ہو کر رہ گیا ہے ۔علم القرآن پڑھانے سکھلانے کا ربوہ میں کوئی اچھا انتظام نہیں ۔جناب مولوی ابوالعطاء اللہ دتہ صاحب جالندھری کے سوا اب کوئی پرانی قسم کا مولوی نہیں رہ گیا اور رقاصی انذیہ وغیرہ کی نسبت مبلغ اعظم نے فرمایا ، وہ تو عربی کی عبارت بھی مناظرہ عام گڑھ میں غلط پڑھ بیٹھے ہیں ۔ وہاں فیصلہ ان کے خلاف ہوگیا ۔ وہ لٹہ کا جس کے لئے مناظرہ ہُوا مرزائی نہیں رہا ۔چنانچہ تحریری فیصلہ ان کے خلاف موجود ہے ۔

یہ وجہ ہے علم الحقائق میں رہ کر بات نہ کرنے کی ۔

حقائق و حکمت موعظہ حسنہ سے کام نہیں لے سکتے ۔کیونکہ نصص انبیاء اور آلِ انبیاء ان کی تصدیق نہیں کرتے ۔ اقتداء بانبیاء نہیں کر سکتے ۔ ملّتِ ابراہیم آلِ ابراہیم مثال موسوی تشبیہہ ہارونی سب ان کے خلاف ہے ۔ رہا جدل تو وہ بھی غیر احسن یعنی بغیر علم ہدایت اور کتاب روشن کرتے ہیں ۔ ورنہ ایک مرزائی کا مناظرہ ایک شیعہ عالم سے یہ ہوتا ہے کہ نہ اپنی نبوت کا دعویٰ مبنی بر صداقت کر سکے نہ مسئلہ امامت پر گفتگو کر سکے ۔

یعنی نہ آئمہ طاہرین کی منصوصہ مخصوصہ امامت کا دعوی توڑ سکے نہ مان سکے۔ صرف بنات الرسول کی تعداد کا مسئلہ جس کا نہ مرزائی اصول سے تعلق ہے نہ شیعہ اصول سے اور اس میں بھی جناب فاطمہؑ کی شہرت تواتر عصمت طہارت میں غیر کو شریک نہ کر سکے اور تعدد میں آیت محکم اور حدیث متواتر و مشہور نہ پیش کر سکے۔ صرف رطب و یابس قیاس مع الفارق حالانکہ جدل احسن کی تعریف یہ ہے۔ ان یکون دلیلاً مرکباً من مقدمات مشہورۃ عند الجمہور او من مقدمات مسلّمۃ عند الخصم ذالک القائل و ھذا الجدل ھو الجدل الواقع علی الوجہ احسن۔ کہ مجادلہ احسن وہ ہوتا ہے کہ دلیل ایسے مقدمات سے مرکب ہو کہ مشہور عند الجمہور اور مسلّم ہوں یا کم از کم ایسے مقدمات سے دلیل مرکّب ہو جو عند الخصم مسلّم ہوں ورنہ مجادلہ احسن نہ ہوگا بلکہ غیر احسن ہوگا اور دلیل مقدمات باطلہ سے مرکّب ہوگی۔ ایسے مناظر کا کام صرف جھوٹے اور باطل مقدمات کی ترویج ہوتا ہے۔ سامعین کو بیوقوف بنانا، حیلے بہانے سے کام لینا دورانِ مناظرہ میں طرق فاسدہ یعنی فاسد راہیں اختیار کرنا، غلط روش اختیار کرنا۔

(کمانی تفسیر کبیر صفحہ ۲۶۴ ج ۵)

جیسا کہ مرزائی اور اکثر جاہل مُلّاں کرتے ہیں کبھی ایسی دلیل نہ پیش کریں گے جو عند الجمہور مشہور و مسلّم یا کم از کم عند الخصم مسلّم اور مشہور ہو۔ صرف نوادرات ظنیات غیر مشہور اور غیر مسلّم دلائل پیش کریں گے۔ ایسے جوڑ توڑ تو بے نماز اور بے عمل بلکہ بے ایمان بھی قرآن سے کر سکتے ہیں۔ مثلاً لا تقربوا الصلوٰۃ کہ نماز کے قریب نہ جاؤ۔ قرآن میں موجود ہے۔

جدلِ احسن اور مرزائیوں کی بے اصولیاں

حضرات ناظرین! جب مرزائی جماعت کا وفد آیا تو انہوں نے چالاکیاں بے اصولیاں شروع کیں تو مبلغ اعظم نے اس پر اچھا خاصا تبصرہ فرمایا۔ حضرات اصولی بات کرنی چاہیئے۔ مناظرہ کے اصولوں میں رہ کر بات کرنی چاہیئے۔ ورنہ جدلِ غیر احسن قرآن مجید اور حدیث کی رو سے منع ہے، حرام ہے، دینی حیات کی موت کا باعث ہے باعث نقصانِ ایمان ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے۔ ومن الناس من یجادل

فی اللہ بغیر علم و یتبع کل شیطان مرید کتب علیہ انہ من تولاہ فانہ یضلہ و یھدیہ الی عذاب السعیر۔ پ۱۷-الحج ۳۔

کہ بعضے لوگ دین خدا میں بغیر علم کے جھگڑتے ہیں اور ہر شیطان سرکش کے پیچھے ہو لیتے ہیں اور شیطان پر یہ لکھا جا چکا ہے کہ جو شخص اس کے پیچھے چلے گا اوّل تو وہ اس کو گمراہ کرے گا، دوم اس کو وہ عذاب جہنم کی طرف رہنمائی کریگا کہ بغیر علم اور بغیر اصول مناظرہ کرنا شیطانی فعل ہے۔

ومن الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم ولا ھدی ولا کتاب منیر ثانی عطفہ لیضل عن سبیل اللہ ط لہ فی الدنیا خزی و نذیقہ یوم القیمۃ عذاب الحریق۔ (پ۱۷ - الحج-۹)

کہ بعض لوگ وہ ہیں جو دینِ خدا میں جھگڑا کرتے ہیں بغیر علم کے اور ان کے پاس نہ مناظرہ کرنے کی ہدایت ہے اور نہ ہی کتاب روشن کا ثبوت رکھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ دینِ خدا میں مناظرہ کرنے کے لئے اوّل علم دین کی ضرورت ہے۔ دوم ہدایت مناظرہ یعنی مناظرہ کے اصول، سوم کتاب روشن کا ثبوت یعنی اشارے کنائے جوڑ توڑ نہ ہوں کوئی روشن ثبوت چاہیئے۔ مگر مرزائیوں کی نبوت صداقت اس کی متحمل کہاں کہ علم سے مناظرہ ہو اور اصول کی پابندی ہو اور کتاب منیر کا ثبوت ہو جس میں شک و شبہات نہ ہوں۔

ولا تجادلوا اھل الکتاب الا بالتی ھی احسن الا الذین ظلموا منھم۔ (پ۲۱ - العنکبوت)

کہ اہلِ کتاب سے سوائے مہذب طریقہ کے بحث مت کرو سوائے ان لوگوں کے جو ان میں ظالم ہیں۔

یعنی اصولِ مناظرہ کی حدیں پھاند جاتے ہیں اور بے محل گفتگو کرتے ہیں یہ مرزائی مبلغ اکثر بے علم ملاں الا الذین ظلموا منھم کے مصداق ہوتے ہیں بے اصول بے محل بات کرتے ہیں۔ ان کو ترکی بہ ترکی جواب دینے کا کوئی مضائقہ نہیں ہے چنانچہ آپ کو یہ مناظرہ پڑھ کر معلوم ہو جائیگا کہ مرزائی مبلغ نے جمہور کی راہ کو کیسے چھوڑا۔ متواترات سے منہ کیسے موڑا اور قواعد مسلّمہ کو کیسے توڑا۔ ان چیزوں کے ظاہر کرنے سے ہمارا مطلب مرزائیوں کا کذب و افتراء جھوٹ طوفان غلط بیان،

غلط دلائل وہمی اور ظنیات کو ظاہر کرنا ہے تاکہ عوام سادہ لوح کامل چیزوں پہ ایمان رکھیں۔ ظنیات وہمیات مغالطات سے بچ جائیں۔ سچ ہے تمت کلمۃ ربک صدقاً وعدلاً۔ کہ اللہ کے کلمے پورے ہوتے ہیں ناقص نہیں ہوتے، سچے ہوتے ہیں مطابق واقعات ہوتے ہیں افترا نہیں ہوتے۔ مبنی بر عدل ہوتے ہیں پُر از انصاف ہوتے ہیں بے محل نہیں ہوتے۔

جیسے مرزائیوں کے دلائل اور دعوے نہ پورے نہ سچے نہ عدل نہ انصاف صرف لاف وگزاف جسّتی چالاکی اللہ سے بیباکی، نہ خوف نہ ڈر، نہ در، نہ گھر، نہ علم نہ اصول، جو چاہا مان لیا، جو چاہا چھوڑ دیا۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ اپنے نبی مرزا صاحب کے اقوال بھی چھوڑ جاتے ہیں جب وہ معصوم ثابت نہیں ہوتے تو دوسرے انبیاء کی عصمت سے بھی انکار کر جاتے ہیں۔

فنِ مناظرہ اور مرزائی مبلّغ کی بے علمی

حضرات! مرزائی اصولِ مناظرہ سے واقف نہیں ہوتے لہٰذا کسی علم کے قواعد وضوابط بھی مدِ نظر نہیں رکھتے۔ نہ تفسیر کے، تفسیر بالرائے کرتے ہیں نہ علم حدیث کے، لہٰذا صحیح وضعیف میں فرق نہیں کرتے نہ تاریخ کے، لہٰذا غلط روایات بے سند کا سہارا لیتے ہیں۔ نہ اصولِ مناظرہ کے قواعد وضوابط کی پرواہ کرتے ہیں۔ شترِ بے مہار کی طرح چلتے ہیں۔

مناظرہ مشتق من النّظیر ہے

مرزائی مبلّغ، مبلّغِ اعظم کی علم و مہارت میں نظیر ہی نہ تھا۔ لہٰذا گھٹیا دلائل دیتا رہا۔ ان کو اظہار صواب مطلوب ہی نہیں ہوتا۔ لہٰذا مناظرہ نہیں بلکہ مکابرہ کرتے ہیں اور مجادلہ پہ اُتر آتے ہیں۔ یعنی اپنا بڑا پن ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ خفت نہ ہو۔ لہٰذا اُن کو تکلّف تصنّع بناوٹ اور جسّتی چالاکی، مکر و فریب ۔۔

کام لینے کی از حد ضرورت ہوتی ہے خواہ نہ چلے، نقل میں صحت کا خیال نہیں کرتے غلط حوالے، غلط تراجم، غلط تشریح فرماتے ہیں یہی ان کا معمول ہوتا ہے۔ نہ ان کو پتہ ہوتا ہے کہ مدعی کون ہوتا ہے اور اس کا وظیفہ کیا اور سائل کون اور ہمارا دعویٰ کیا۔ اس پر ہم دلیل دے رہے ہیں یا شبہ وارد کر رہے ہیں۔ مصطلحات کی تعریف کا پتہ نہ حقیقی کا نہ اسمی کا نہ رسمی کا۔ دلیل میں اس کے مقدمات کی صحت و سقم کا خیال ہی نہیں رکھتے۔ منع نقض معارضہ کی تعریف تک سے واقف نہیں ہوتے۔

یہ مولوی احمد علی مبلّغ اعظم کی کسی دلیل پر نہ نقض وارد کر سکا نہ معارضہ میں دلیل پیش کر سکا نہ مبلّغ اعظم کی کسی دلیل پر کوئی شاہد بیّن ثبوت پیش کر سکا نہ مبلّغ اعظم کی کسی دلیل کے خلاصۃً معارضتہً کوئی دلیل صحیح قائم کر سکا۔ مناظرہ اور بحث کے اجزاء ثلاثہ مبادی اوساط مقاطع کا جاننا اس کی بلا سے طریق بحث اور اس کی ترتیب طبعی کا کوئی خیال نہ رکھا، یہ ہوتے ہیں مرزائی مناظر۔

مسئلہ بنات کا موضوع نباہ نہ سکنے کی وجہ سے اہل البیت کی تعیین سے عاجز آگیا۔ اس سے گھبرا کر ختم نبوت مگر دلائل وہی ظنیات ضعیف اور کمزور۔ نہ اصول نہ ضوابط، صرف خیال اور بے معنی قال مقال۔

ہم اس مناظرہ میں مذہب حقہ شیعہ خیر البریّہ کی صداقت حقانیّت اور اس کے مقابلہ میں مرزائیوں کی کمزوریاں جو ظاہر ہوئیں دکھلائیں گے۔ مثلاً مسئلہ بنات الرسول میں، جناب سیدہ فاطمہؑ طاہرہ بتولؑ کے بنت رسولؐ ہونے کے لئے جو دلائل شیعہ کے پاس ہیں ایسے دلائل اگر تمام کائنات بھی شروع ہو جائے تو کسی بیٹی کے لئے ثابت نہ کر سکے۔ صرف کمزور ضعیف موہمات غیر مسلم روایات کا سہارا جن کو شیعہ اہل البیت کہتے ہیں۔ پنجتن پاک حضرت علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ ان کی اولاد پاک جیسے دلائل اس مسئلہ میں شیعہ کے پاس ہوں گے دیگر کسی کو اہل بیت بنانے میں کسی کے پاس نہ ہوں گے۔ صرف کمزور روایات، احتمالات حقیقت کے مقابلہ میں مجاز۔ یعنی شیعہ کا عقیدہ اس بات میں قطعیات پر مبنی ہے۔ دیگر ظنیات پر مبنی ہیں لہٰذا متنازعہ فیہ ہوا متفق علیہ نہ ہوا۔ ختم نبوت اور اس کے

ترجمہ و تشریح میں جتنی آیات، احادیث شیعہ کے پاس ہوں گی ان کا مقابلہ کرنا حقائق کا منہ چڑانا ہے، ضروریاتِ دین کا انکار ہے کفر ہے۔ حقیقت کو مجاز، مجاز کو حقیقت صحیح کو ضعیف متواتر کو خبر واحد بنانا ہے۔ یہ تمام حقائق آپ کو اس مناظرہ میں نظر آئیں گے۔ آئندہ آپ خود سمجھ لینا کہ یہ مرزائی کن ہتھکنڈوں سے کام لیتے پھرتے ہیں ادھ کیا کیا حیلے بہانے اور غلط پروپیگنڈے کر رہے ہیں مگر ختم نبوت کی مُہر توڑنا ان کے بس کا روگ نہیں۔

اعلانِ عام برائے تحقیق تام

مرزائی حضرات گوشۂ گمنامی سے نکلنے اور پبلک عام میں اپنی شُہرت بحال کرنے کے خواہاں ہوا کرتے ہیں اور علماء سے خواہ مخواہ بلا دعوت چھیڑ چھاڑ کر کے کاغذی کارکردگی دکھلانا چاہتے ہیں۔ مگر علم ثبوت دلائل صحیح نہیں ہوتے۔ لہٰذا مبلّغِ اعظم کا اعلان ہے کہ جو مرزائی مولوی، عالم، علم میں رہ کر جملہ علوم کے اصول و قواعد مدِ نظر رکھ کر بات کرنا چاہے وہ فیصل مقرر کرے۔ حفظِ امن کے تحت جس اصُول فروع کے مسئلہ پر چاہے گفتگو کر سکتا ہے نہ ہم نے آپ کو اس دن روکا نہ آئندہ روکیں گے بشرطیکہ اصول علمیہ سے باہر نہ جائیں۔ "اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ" کے مصداق نہ بنیں۔ شیعہ سُنّی مسائل نہ چھیڑیں اپنی بات کریں۔ شیعہ سُنّی مسائل خود شیعہ سُنّی نپٹ لیں گے ورنہ بے اصولی ہو گی، بے علمی ہو گی، جدل غیر احسن ہو گا جو منع بلکہ حرام اور ناجائز ہے۔

مسئلہ بنات الرّسُول میں

مرزائی مبلغ کوئی آیت محکم اور کوئی حدیث متواتر نہ پیش کر سکا۔ مبلّغِ اعظم نے ایک ہزار روپیہ انعام مقرر کیا کہ وہ کُتب اہلِ سُنّت صحاح ستہ بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی ابو داؤد و ابنِ ماجہ اور چار ہماری کتب کافی، استبصار، من لا یحضرہ الفقیہ، تہذیب الاحکام دس اور گیارہواں اللہ کا قرآن ان گیارہ کتب سے بقول خدا و معصوم اگر ایک حدیث یا آیت پیش کر دی جائے جس میں لفظ چار بیٹیاں رسُول اللہ کی موجود ہو۔ ایک ہزار

روپیہ انعام لو۔ مگر کجا، بہت شرمندہ ہوا اور کتب صحاح ستہ سے ایک حدیث بھی لفظ "چار" کی نہ پیش کر سکا صرف قیاس اور استدلال پر ہی چلتا رہا۔

دُوسرا انعام

پانچصد روپیہ کا مبلّغ اعظم نے فرمایا۔ حضرات! کتب صحاح ستہ میں مناقب اہل بیت کے باب موجود ہیں۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں باب مناقب اہل بیت موجود ہے۔ ترمذی شریف میں باب مناقب اہل بیت النبی موجود ہے۔ اگر آپ ان بابوں میں سوائے فاطمۃ الزہرا کے کسی دوسری لڑکی کا نام پورے باب میں دکھلا دیں تو پانچصد روپیہ انعام لیں مگر کون کسے مرزائی جو مولوی ثناء اللہ سے پانچ سو روپیہ مرزا صاحب کے وقت میں ہار چکے ہیں۔

اس کے خلاف

مبلّغ اعظم نے صحیح مسلم ص ۲۸۲ ج ۲ مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۵ بروایت صحاح ستہ آیت مباہلہ اور آیت تطہیر میں بی بی پاک کا مصرح نام پیش کیا مگر جواب ندارد۔

مسئلہ بنات الرسول میں مرزائی مبلغ کے

قرآنی دلائل کا جواب

مرزائی مبلّغ نے اپنے حواری عابد زرگر کی مدد سے صرف ایک ہی آیت پر زور دیا کہ "یا ایھا النبی قل لازواجک وبناتک و نساء المومنین (احزاب)
اس آیت میں لفظ "بنات" جمع ہے۔ لہٰذا ایک بیٹی نہیں کئی بیٹیاں ہیں۔

اس کا جواب

مبلّغ اعظم نے فرمایا یہ کوئی دلیل نہیں اوّل فرمائیے یہ آیت کب نازل ہوئی، پردہ کا حکم

کب آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پردہ کی تعمیل جناب زینب و اُمّ کلثوم سے کب کرائی کیا وہ اس وقت زندہ تھیں ؟ جواب ندارد

دوم :- صیغہ جمع ہر وقت تعدد پر ہی دلالت نہیں کرتا بلکہ بعض مقامات پر تعظیم پر بھی دلالت کرتا ہے جیسے انّا نحن نزّلنا الذّکر و انّا لہٗ لحافظون۔ واذ قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لاٰدم۔ آپ نے فرمایا انّا جمع نحن جمع نزّلنا جمع حافظون جمع۔ فرمائیے حقیقی قرآن نازل کرنے والے حفاظت کرنے والے کتنے ہیں اور حقیقت میں قرآن کس کا کلام ہے۔ مرزائی نے کہا اس آیت میں فرشتے شریک ہیں۔ فرمایا اذ قلنا للملٰئکۃ تو جبکہ فرشتوں کو سجدۂ آدم کا حکم ہُوا۔ اب کون شریک ہے بس جواب ندارد۔

کہا یہاں ضمیر جمع برائے تعظیم ہے۔ فرمایا میں نے کہا تھا کہ صیغہ جمع کوئی دلیل نہیں کیونکہ کلیّت ختم ہے صغریٰ میں ایجاب ہے مگر کبریٰ میں کلیت نہیں دلیل ختم۔

دوسرا فرمایا یا ایّھا الرّسل کلوا من الطیّبٰت واعملوا صالحًا فرمائیے صیغہ جمع ہے حضورؐ کے وقت میں کتنے رسول تھے۔ کیا خطاب الواحد بلفظ الجمع نہیں ہے۔ مرزائی نے کہا آئندہ آنے والے رسول شامل ہیں۔ مبلّغ اعظم نے جواب دیا "یک نہ شُد دو شُد" اوّل ختمِ نبوّت کی مُہر توڑی دوم تیرہ سَو سال تک کوئی آیا نہیں اور مرزا صاحب کے بعد کسی رسول نے آنا نہیں۔ جیسا کہ مرزا صاحب خطبہ الہامیہ اور تریاق القلوب میں فرماتے ہیں کہ میرے بعد زمانہ ختم ہے۔ میرا وقت، وقت نمازِ عصر ہے عصر کے بعد کوئی نماز نہیں۔ دن کُل سات ہیں پھر زمانہ ختم قیامت آئے گی۔ لہٰذا آنے والے کا انتظار ختم۔ بس اس اُمت میں کُل دو رسول ہوئے ایک رسول کریمؐ اور دوسرا مرزا صاحب تیسرا آنا نہیں دو جمع نہیں ہوتے تثنیہ ہوتے ہیں دلیل ختم

افسوس! ختمِ نبوت کی مُہر بھی توڑی جمع پھر بھی نہ بنا سکے۔ یہ ہے مرزائی فہم و فراست علم و فضل، قابلیت اور لیاقت جس پر مناظرے کرتے پھرتے ہیں۔ سچ ہے۔ ؎

"بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا"

مبلّغ اعظم نے فرمایا لیجئے "میں جمع بین الجمعین دکھلاتا ہُوں :-

فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم

اس پر مبلّغ اعظم نے مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۸ اور صحیح مسلم جلد دوم سے یہ حدیث پیش کی :-

لما نزلت ھذہ الآیۃ ندع ابناءنا وابناءکم دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیًا وفاطمۃ وحسنًا وحسینًا کہ مباہلہ میں صرف پنجتن پاک گئے اور نساء، امرۃ کی من غیر لفظہ جمع ہے۔ پھر فرمائیے جب جمع ہے تو فاطمہؓ کے سوا اور کون اور گیا کون، ذکر کس کا۔

اس پر مرزائی مبلغ نے بہت ہی کھسیانی باتیں کیں کہ مباہلہ قوم کی طرف سے ہوتا ہے لہٰذا صحابہ کرام اور ان کی بہو بیٹیاں بھی گئی ہیں۔ آپ نے فرمایا قرآن میں لفظ "قل" واحد ہے یا جمع اگر واحد ہے تو مباہلہ صرف حضورؐ کی طرف سے ہوا اور حدیث میں بھی صرف حضورؐ کے ہی بال بچے اور نفس رسولؐ علی علیہ السلام قوم کیسی؟ اور اصحاب کیسے ازواج کیسے مسلمات کے خلاف۔

پھر پانچ سو کا انعام

مبلغ اعظم نے کہا حضور! میں اس پر بھی پانچ سو روپیہ انعام دیتا ہوں کہ کتب صحاح ستہ سے مباہلہ میں صحابہ اور ان کے بچوں کا جانا ثابت کیجئے۔ مگر مرزائی مبلغ یہاں بھی ساکت ہو کر رہ گیا۔ کوئی جواب نہ دے سکا۔ آپ نے فرمایا حضور! یقین اور ایمان لانے کے لئے صحیح دلیل کی ضرورت ہوتی ہے۔ رطب و یابس ہر خار و خس پیش نہیں کیا جا سکتا۔ آپ نے فرمایا آپ ایک ذمہ دار مناظر سے بات کر رہے ہیں ذرا اصول میں رہ کر بات کیجئے۔ یہاں بھی بالکل شرمندہ ہو کر رہ گیا۔ عابد زرگر کی طرف دیکھنے لگا وہ اس کی طرف دیکھنے لگا۔ زرگر کی حالت بھی بہت پتلی تھی اور دوسرے ساتھی حیران تھے۔ اس کا کوئی جواب نہ دیتے ہوئے ایک اور بحث شروع کر دی۔ کہ بیویاں اہل بیت میں داخل ہیں۔ آپ نے فرمایا، بیٹیاں ثابت کر لیجئے پھر بیویاں بھی دیکھ لی جائیں گی کہ وہ کس اہل بیت میں داخل ہیں اور کیسے داخل ہیں؟ اور کب داخل ہیں اور کیسی بیویاں داخل ہیں۔

الغرض مرزائی مبلغ کے پاس قرآن کریم سے سوائے صیغہ جمع سے استدلال کرنے اور قیاس کے سوا کچھ نہ تھا اور صیغہ جمع کو ہمیشہ تعدد کیلئے ثابت نہ کر سکا مگر مبلغ اعظم

نے آیت و انذر عشیرتک الاقربین بخاری شریف ص۳۸۵ اور آیت تطہیر صحیح مسلم ص۲۸۳ آیت مباہلہ مشکوٰۃ شریف ص۵۸۶ آیت خمس پ۱۰ سے خمس برائے فاطمہؓ و علیؓ اور حضرت عثمان کو خمس سے صاف جواب مشکوٰۃ شریف ص۳۴۹ اور آیۂ مودۃ قل لا اسئلکم سے شمول فاطمہؓ آیت سورۂ حشر سے فدک برائے جناب فاطمہؓ آیت نسباً و صہراً سے مراد علیؓ فاطمہؓ سات آیات پیش کر دیئے۔

مرزائی مبلّغ ان کی روانی اور تیز خوانی آیات سے حیران رہ گیا۔ مگر کوئی جواب نہ دے سکا۔ آخر آپ نے قرآن مجید کی آخری آیت" و اما الیتیم فلا تقھر۔ بحوالہ تفسیر کبیر جلد ہشتم سے یہ ثابت کر دیا کہ وہ رسول اللہ کے گھر میں جناب خدیجہ کی یتیم لڑکیاں تھیں۔ کیونکہ اگر وہ رسولؐ کی حقیقی بیٹیاں ہوتیں تو اللہ ان کو یتیم کیوں کہتا۔

الغرض مرزائی مبلّغ قرآن سے بآیت محکم و حدیث متواتر بلکہ بحدیث صحیح بھی چار بیٹیاں نہ ثابت کر سکا۔

مرزائی مبلّغ کے مسئلہ تعدّد بنات کے

باقی استدلال کا جواب

جب مرزائی مبلّغ قرآن کریم سے ثابت نہ کر سکا تو ضعیف اور مؤدل روایات کی آڑ لینے لگا۔ سب سے پہلے نلت من صھرہ مالم ینالا کہ حضرت علیؓ نے حضرت عثمان سے کہا کہ تو نے دامادی کا وہ شرف پایا ہے جو ان دونوں نے نہیں پایا۔

مبلّغِ اعظم نے فرمایا حضور یہ کتاب نہج البلاغۃ ہے۔ فصاحت اور بلاغت مرزائیوں کے حصہ میں نہیں آئی۔ کلام بلاغت نظام مقتضائے حال کے مطابق ہوتی ہے۔ اس کلام میں حضرت علی حضرت عثمان کو ناراض ہو رہے ہیں اور واقعات یاد دلا کر منفعل کر رہے ہیں کہ تو نے تو تھوڑی بہت دامادی بھی پائی ہے جو انہوں نے نہیں پائی۔

آپ نے فرمایا یہ وہ دامادی ہے جس کا مقابلہ شیخین سے ہے حضرت علیؑ کی دامادی سے نہیں۔ دوسرا اس پہ لفظ "من" داخل ہے جو تبعیض پہ دلالت کرتا ہے یعنی جزئی دامادی ہے کلی نہیں اور جزئی تب ہوتی ہے جب بیٹی حقیقی نہ ہو بلکہ ربیبہ ہو۔

چنانچہ تفسیر نیشاپوری میں آیت دبائبکم اللتی کے تحت صاف لکھا ہے کہ کبنات رسول اللہ من خدیجۃ۔ کہ ربیبہ ایسی بیٹیاں ہوتی ہیں جیسے رسول اللہ کی ربیبہ بیٹیاں جناب خدیجہ سے۔ دیکھو تفسیر نیشاپوری علی حاشیہ و تفسیر ابن جریر پارہ ۵ ص۹ اور تفسیر کبیر جلد ہشتم ص۴۲۷ اور سیرت ابن ہشام ص۲۹۳ لہذا ان بیٹیوں کی نسبت تو ہو گئی مگر حقیقی نہ ہوئی لہذا دامادی بھی حقیقی نہ ہوا۔ اگر یہ نہیں ہے تو قرآن اور حدیث میں حضرت علیؑ کیلئے دامادی کل کیوں آئی ہے۔ دیکھو صحیح مسلم ص۳۴۴ جلد اول۔

لقد نلت صہر رسول اللہ۔ کہ تو نے رسول اللہ سے دامادی پائی ہے۔ آپ نے فرمایا یہاں لفظ "من" دکھلاؤ۔ حضرت علی والی دامادی کو تقسیم کر کے دکھلاؤ اور لفظ "من" کہیں آیا ہے تو لاؤ۔

پیر مرزائی مبلغ بہت ہی پریشان ہوا۔ اس علمی تحقیق کا کوئی جواب نہ دے سکا علم کجا اور مرزائی مبلغ کجا۔ بیچارے ٹوٹی پھوٹی عبارتیں یاد کر کے ملازمت کرتے پھرتے ہیں ایمان کی عرفانِ تحقیق کجا۔

مبلغ اعظم نے فرمایا! یہ بیچارہ تو ڈسکہ کا مبلغ ہے ربوہ نے تو قاضی نذیر کو منہج البلاغہ غلط پڑھتے ڈکا مناظرہ عالم گڑھ گجرات میں، جو ربوہ کا ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ مناظر بنایا دکھلایا جاتا ہے۔ اس جماعت کا گذارہ ہی بے علمی پر ہے۔ مبلغ اعظم نے فرمایا حضور میں صرف اس لئے بات کرتا ہوں کہ آپ بصورت سائل کے آئے ہیں مہمان بن کے آئے ہیں۔ اگر بات نہ کی تو کہو گے کہ شیعہ عالم اور مبلغ نے ہمیں وقت یا موقعہ نہیں دیا، ورنہ آپ کے مبلغ کا علم اس قابل نہیں۔ کوئی مبلغ پہلے اس کو علم پڑھائے اور طالب علم بنائے پھر مناظرہ کے اصول سکھلائے۔ اور اس بیچارے کو تو علم معانی و بیان کا پتہ ہی نہیں اور قرآن کریم میں بھی حضرت علیؑ کیلئے لفظ "صہر" بغیر "من" آیا ہے۔

ھو الذی خلق من الماء بشراً فجعلہ نسبًا و صھراً۔ (پ ۱۹ سورہ الفرقان)۔

وہی خدا جس نے آپ نور سے بشر کو بنایا۔ پس اس کو خاندانِ رسول والا کیا نیز رب اس پر قادر ہے۔

شیعہ و سُنی کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ آیت رسول اللہ نے حضرت علیؑ کو حضرت فاطمہؓ کے خطبۂ نکاح میں پڑھی۔ چنانچہ شیعہ تفسیر البرہان ص۱۷۰ میں ہے کہ نزلت فی النبی ابنتہ وھو ابن عمہ فکان لہ نسبًا و صھراً۔ کہ حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ یہ آیت نبیؐ اور علی علیہ السلام کے متعلق اتری۔ رسول اللہ نے اپنی بیٹی کا ان سے نکاح کیا اور ان کے چچا کے بیٹے بھی تھے۔ پس شرف نسب دامادی دونوں ہی ان کا حصہ ہے۔

اور سُنی کتاب "ریاض النضرۃ" ص۲۴۱ ج ۲ میں پورا خطبۂ نکاح موجود ہے جو حضورؐ نے حضرت علیؓ کے نکاح پہ پڑھا اس میں بعد حمد و صلوات یہی آیت ہے۔

مبلّغ اعظم نے فرمایا کسی اور نکاح میں یہ آیت پڑھی ہو تو فرمائیے۔ پس علیؑ بقرآن و حدیث پورے داماد ہیں۔ کیونکہ حقیقی بیٹی ان کے گھر میں ہے اور حضرت عثمان کو صرف دامادی کی جزوی ملی۔ جس پر لفظ "من" آیا۔ رسول اللہ کی دو ربیبہ بیٹیاں یکے بعد دیگرے ان کے گھر میں آئیں۔ چنانچہ دوسری بیٹی کی وفات پر رسولؐ ان پر ناراض ہو گئے اور اس بیٹی کے جنازہ میں حضرت عثمان کے شمول پر بھی اعتراض کہ دیا وہ شرف بھی نہ رہا۔

اس کے بعد حضرت عثمان کی شادی حضرت نائلہ سے ہوئی جو ایک پادری کی لڑکی تھی گرجوں کو امداد بھی دیا کرتی تھی۔ لڑکی کا نام بھی مریم رکھا تھا۔

الغرض مرزائی مبلّغ نہ صرف حضرت علیؑ کی دامادی پر "من" دکھلا سکا نہ حضرت عثمان کی دامادی سے لفظ "من" مٹا سکا، نہ دونوں کا فرق تبلا سکا۔

اللہ اکبر۔ لوگ کس طرح جھوٹ جھوٹ .... سُنا ہے کہ ڈھٹائی پہ ڈسکہ میں خود یہ وپیگنڈہ بھی کرتے پھرتے ہیں۔ حالانکہ ان کے پیچھے عوام ڈسکہ تک مُردہ باد کے نعرے لگانے آئے۔ بصد مشکل منفعل اور شرمسار ہو کر آئے۔

اصولِ کافی سے مرزائی مبلّغ کا استدلال

(۱۸)

اس کا جواب

اس کے بعد مرزائی مبلّغ نے اصول کافی ابواب التاریخ سے قولد لہ
قبل مبعثہ علیہ السلام القاسم و رقیۃ و زینب و ام کلثوم و
ولد لہ بعد المبعث الطیب والطاھر وفاطمۃ علیہا السلام و روی ایضًا
انہ لم یولد لہ بعد المبعث الا فاطمۃ علیہا السلام (اصول کافی ۲۲۴)
کہ حضرت سے قبل بعثت قاسم اور رقیہ اور امّ کلثوم پیدا ہوئیں اور بعثت کے
بعد طیّب اور طاہر اور فاطمہ پیدا ہوئے اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ بعد بعثت
صرف فاطمہؑ پیدا ہوئی ۔

اس کا جواب

مبلّغِ اعظم نے اس کا جواب بھی تحقیق عمیق سے دیا کہ حضور یہ نہ آیت محکم ہے نہ حدیث متواتر بلکہ یہ حدیثِ معصوم بھی نہیں ۔ یہ تو تاریخ کا باب ہے جس میں تاریخی روایات بلا تحقیق نقل ہیں ۔ چنانچہ اس باب کی پہلی روایت ہے کہ حضرت رسولِ خداؐ کی ولادت ۱۲ ربیع الاوّل کو ہوئی حالانکہ شیعہ کی صحیح روایت یہ ہے کہ سترہ ربیع الاوّل کو ہوئی پھر یہ "رُوِیَ" کے ماتحت نہیں یہ صیغہ تعریض ہے ۔

یہ روایات مجہول السند ہیں ۔ مبلّغِ اعظم نے فرمایا کہ مولوی صاحب کوئی صحیح روایت پیش کرو مجہول روایات پیش نہ کرو ۔ چنانچہ اس باب میں معصوم کی حدیث یہ ہے کہ فاطمہؑ کا نور خدا نے پیدا کیا ۔ دیکھو اس باب کی حدیث سوم از امام جعفر الصادق علیہ السلام ثم خلق محمدًا و علیًا و فاطمۃ کہ اللہ نے عالمِ نور میں سب سے پہلے محمد، علی اور فاطمہ علیہم السلام کو پیدا کیا ۔ دیکھو اس باب کی حدیث پنجم از

امام محمد تقی علیہ السلام اور ان ابواب میں باب مولد الزہراء فاطمہ علیہا السلام کے علاوہ کسی لڑکی کا باب مولد نہیں۔ اور اس باب مولد فاطمہ میں معصوم سے یہ روایت ہے ان فاطمۃ صدیقۃ شہیدۃ وان بنات الانبیاء لا یطمثن کہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ تحقیق فاطمہ صدیقہ ہے شہیدہ اور تحقیق انبیاء کی بیٹیاں حیض و نفاس سے پاک ہوتی ہیں۔

حضورؐ یہ ہے حدیث معصوم کہ انبیاء کی بیٹیاں طاہر اور بتول ہوتی ہیں۔ اور سوائے فاطمہ کے کوئی بتول نہیں۔ رقیہ، زینب و کلثوم کو بتول ثابت کر دیا "ان بنات الانبیاء لم یطمثن" کا جواب دو اور مجہول السند تاریخی روایات پیش نہ کرو۔ قولِ خدا، قولِ رسولؐ، قولِ معصوم پیش کرو۔

پانچ سو روپیہ کا انعام

مبلّغِ اعظم نے فرمایا ہماری کتب اربعہ سے بقول معصومین علیہم السلام ایک حدیث پیش کرو جس میں چار بیٹیاں رسولؐ کی حقیقی ہوں، پانچ سو روپیہ انعام لو۔ معصوم کی قسم مرزائی مبلّغ ایک صحیح حدیث بھی معصوم کی پیش نہ کر سکا۔

مرزائی مبلّغ کا حیات القلوب سے

استدلال اور اس کا جواب

اس کے بعد مرزائی مبلّغ نے حیات القلوب کا نام لیا کہ اس میں بھی چار لڑکیوں کی روایت موجود ہے۔

مبلّغ اعظم نے فرمایا:۔ حضور وہ فارسی کتاب مُلّا مجلسی علیہ الرحمۃ نے لکھی۔ اس میں صحیح روایات نقل کرنے کا التزام یا انتظام نہیں کیا گیا صرف اس میں جمع روایات صحیح ضعیف اس میں سب کچھ موجود ہے اور وہ کتب اربعہ میں داخل شامل نہیں ہے۔

دوم :- وہ روایت قرب الاسناد سے بروایت معتبر لکھی ہے ۔ میرا مطالبہ سند صحیح روایت کا ہے ۔ چلو آپ حیات القلوب سے ہی بسند صحیح پیش کرو ۔ بس پھر کیا تھا مرزائی حیران کہ حیات القلوب میں بھی بسند صحیح کوئی روایت موجود نہیں ۔ مرزائی مبلغ کھسیانی بلی کھمبا نوچے کے طور پہ کہہ رہا تھا ۔ تمہاری کتاب ہے تمہاری کتاب ہے ۔

مبلغِ اعظم نے فرمایا مولوی صاحب قرآن مجید تو اللہ کی کتاب ہے مگر اس میں فرعون ، شداد ، نمرود ، ابوجہل ، ابولہب حتیٰ کہ شیطان کے اقوال بھی بطور نقل موجود ہیں ۔ "قال فرعون انا ربکم الاعلیٰ" آیت ہے مگر قول فرعون کی نقل ہے ۔

قال الذین کفروا لا تسمعوا لھذا القرآن آیت ہے مگر قول کفار ہے لہٰذا نقل تو ہر چیز کی ہوتی ہے ۔ دیکھنا پڑتا ہے کس کا قول ہے کس سند سے نقل ہے چنانچہ مرزائی کتب میں مرزا صاحب کے مخالفین کے اقوال بھی موجود ہیں ۔

سوم :- یہ روایت بسند معتبر ہے صحیح نہیں اس کا راوی سُنّی ہے ۔ دیکھو اس کا راوی قرب الاسناد میں مسعدہ بن صدقہ ہے جو سُنّی ہے ، عامی ہے بقول علامہ مجلسی وجیزہ میں ضعیف ہے ۔ سُنّی کی روایت زیادہ سے زیادہ معتبر اور مؤثق ہو سکتی ہے مگر صحیح نہیں ۔ ضعیف روایات پر عمل تو ہو سکتا ہے اعتقاد نہیں ۔

مُبلّغِ اعظم نے فرمایا یہ روایت حیات القلوب کی جس کو تمام مخالف مناظر لئے پھرتے ہیں جس کا راوی ضعیف ہے سُنّی ہے ۔ بڑی فاضل جزائری نے اس کو ضعیف ، کہا ۔

علامہ مجلسی نے وجیزہ میں ضعیف لکھا اور سُنّی تو سب نے لکھا ۔ دیکھو رجال مامقانی ص۲۱۲ ، لہٰذا یہ چار بیٹیاں ایک عقیدہ ہے جس کے لئے یقین ایمان کی ضرورت ہے ۔ ظنی باتوں پہ کیسے ایمان لایا جائے ۔ لوگ اس مسئلہ کو صرف جان چھڑاتے کے لئے شروع کر دیتے ہیں تا کہ صرف تعداد کی بحث ہوتی رہے ۔ غلط سلط مؤوّل روایات پیش ہوتی رہیں ۔ وقت کٹ جائے اشیعہ سے مناظرہ شمار ہو جائے خواہ کوئی مطلب نکلے یا نہ نکلے ۔ مرزائی مرزا صاحب کی نبوّت ثابت نہیں کر سکتے ۔

برادرانِ اسلام ! اپنے خلفاء کی خلافت ثابت نہیں کر سکتے نہ قرآن سے نہ حدیث سے نہ اجماع سے کیونکہ حضرت علیؑ اس اجماع میں داخل اور شامل نہ تھے ۔

صرف بنات کا مسئلہ وقت نبھانے کے لئے ہوتا ہے۔

چہارم: مبلّغ اعظم نے فرمایا حضورؐ یہ روایات بقول صاحب حیات القلوب علماء اور عامہ کے اعتقاد کے مخالف ہے۔ اعتقاد ہوتا ہے متواترات پر یہ خبر واحد ضعیف اور ناقابل یقین ہے۔

جناب سیّدہ کا بنتِ رسُول ہونا باخبار متواترہ ثابت ہے اس کا منکر ضروریاتِ دین کا منکر ہے ضروریاتِ دین کا منکر کافر ہے۔ ہمیں جناب فاطمہ کے بنتِ رسُول ہونے میں شک کر کے دکھلایئے یا ان کے بنت ہونے کے ثبوت پر کوئی جرح کر کے دکھلایئے۔

الغرض: مبلّغ اعظم نے فرمایا اس مسئلہ میں جناب فاطمہ کا اکلوتی بیٹی نہ ہونا باخبار متواترہ ثابت کرو۔ مگر مرزائی کوئی صحیح روائیت پیش نہ کر سکا۔ صرف حاطبِ لیل کی طرح رطب ویابس میں ہاتھ مارتا رہا مگر مرزائیوں کو تو یہ بھی غنیمت ہے۔ کیونکہ جیسی نبوّت ویسے دلائل، جیسے دلائل ویسے مبلّغ اور مناظر گھر میں کوئی مقبوضہ چیز ہو تو پیش کریں۔

مسئلہ تحقیق اہلبیت اور آل میں مرزائی مبلّغ کی

بے علمیاں اور بے اصُولیاں

حضرات جب مرزائی مبلّغ مولوی احمد علی اور اس کے ساتھی عابد زرگر مسئلہ تعدد بنات الرسُول میں نہ کوئی آیت محکم پیش کر سکے نہ حدیث متواتر بلکہ نہ حدیث صحیح اور اُن کے رطب ویابس کے خس و خاشاک تحقیق کی تیز ہوا میں ھباءً منثورہ ہو گئے تو موضوع کو چھوڑ کر ہر طرف ہاتھ پاؤں مارنے شروع کر دیئے۔ چنانچہ مبلّغ اعظم نے جب جناب سیدہ کا شمول بآیت تطہیر اور بآیت مباہلہ کو پڑھا تو مرزائی مبلّغ نے ازواج النبی کو اہلبیت میں داخل کرنا شروع کر دیا اور کہنے لگا کہ آیت مباہلہ میں لفظ "نساءنا" آیا ہے اور اس کے معنی عورت کے ہیں۔ لہٰذا بیویاں بھی اہلبیت میں شامل ہیں اور مباہلہ میں گئی ہیں۔

الجواب

مبلّغ اعظم نے فرمایا حضور یہ آپ کی معقول اور منقول سے بے علمی کا نتیجہ ہے معقول سے یہ کہ آپ کو یہ معلوم ہی نہیں کہ جب لفظ نساء ابناء کے ساتھ آئے تو اس کے معنی بیوی کے نہیں بلکہ بیٹی کے ہوتے ہیں۔ جیسے قرآن کریم میں ہے۔

یذبحون ابناکم ویستحیون نساءکم پ۱ بقرآیت ۴۹

کہ فرعونی لوگ اے بنی اسرائیل تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور بیٹیوں کو زندہ رکھتے تھے۔ دیکھو یہاں نساء بمقابلہ ابناء بمعنی بیٹی ہے۔ سورۂ قصص پ۲۰ آیت ۴ میں یُذبح ابناءھم ویستحی نساءھم۔

لہذا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساکم سے بیٹے اور بیٹیاں مراد ہیں۔ منقول سے اس لئے کہ حدیث کے خلاف ترجمہ ہے حدیث میں صاف صریح عبارت ہے۔

عن سعد بن ابی وقاص قال لمّا نزلت ھذہ الآیة ندع ابناءنا و ابناءکم دعا رسول اللہ وعلیا وفاطمة وحسنا وحسینا فقال اللّٰھمّ ھؤلاء اھل بیتی

رواہ مسلم مشکوٰۃ ص۵۶۸

سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ جب یہ آیت مباہلہ "ندع ابناءنا وابناءکم" نازل ہوئی تو رسول اللہ نے حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہ الزہراؑ حسنؑ اور حسین علیہم السلام کو بلایا اور فرمایا اے اللہ! تو گواہ رہ یہ ہیں میرے اہل بیت۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کیوں مولوی صاحب یہ صحاح ستہ کی مستند کتاب صحیح مسلم میں ہے یا نہیں۔ رسولِ خدا نے تو مباہلہ میں ان ہستیوں کو بلایا دوسروں کو کس نے بلایا اگر دوسروں کو بلایا کس حکم اور کس لفظ سے، حکم تو حضور کو تھا "قل" کہ کہہ دے یا رسول اللہ کہ بلائیں ہم اپنے بیٹوں کو تم اپنے بیٹوں کو فرمایئے حضور "متکلم مع الغیر" تھے۔ نصرانی بشپ پادری مخاطب تھے۔ اغیار کس زمرہ

میں شامل ہے۔ حسنین ابناء میں فاطمہ نساء میں آگئیں۔ علیؓ نفس رسولؐ ہو کر آگیا اور حضورؐ نے اللہ کو گواہ کر کے "ھولا اھل بیتی" فرما دیا۔ آپ مباہلہ میں ازواج کو کس دلیل سے شامل کر رہے ہیں کس آیت سے یہ ہے تمہارا علم کہ ابناء اور نساء بھی نہ سمجھے نفس رسول کا مفہوم بھی سمجھ میں نہ آیا۔

دوسری آیت تطہیر جب مبلغ اعظم نے پڑھی تو مرزائی مبلغ نے کہا یہ آیت ازواج النبی کے حق میں ہے سیاق و سیاق دیکھو۔

مبلغ اعظم نے فی البدیہہ فرمایا۔ حضورؐ سیاق اور سباق آگے پیچھے تو مؤنث کے صیغے ضرور ہیں اور درمیان میں " انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا میں عنکم بھی مذکر ہے۔ اور یطھرکم بھی مذکر ہے۔ آپ مذکر کو مؤنث کیسے بنا رہے ہیں اگر" اھل" کی وجہ سے مذکر آیا ہے تو آگے پھر کیوں" واذکرن ما یتلی فی بیوتکن" شروع ہو گیا ہے فرمائیے انما یرید اللہ سے پہلے "ط" مطلق کی علامت نہیں تو سمجھ نہ آیا کہ جملہ معترضہ ہے۔ جس کا سیاق اور سباق سے ظاہری تعلق نہیں ہوتا۔

مبلغ اعظم نے بطور ظرافت فرمایا حضورؐ اگر کوئی مرد دستار بستہ عورتوں میں چل پھر رہا ہو تو آپ ان کو دستار کی علامت سے مرد سمجھیں گے یا عورتوں کے آگے پیچھے چلنے کی وجہ سے اس کو بھی عورت ہی شمار فرمائیں گے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا حضور تفسیر بالرائے کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ کوئی آیت یا حضورؐ پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث بسند صحیح پیش فرمائیے جس میں لکھا ہو کہ یہ آیت میری ازواج کے متعلق نازل ہوئی۔ اس کے بعد آپ نے مشکوٰۃ شریف صہ ۵۶۸ اور ترمذی شریف صہ ۶۲۶ اور صحیح مسلم صہ ۲۸۲ سے حضرت عائشہ کی زبانی یہ حدیث پڑھی۔

عن عائشۃ قالت خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم غداۃ وعلیہ مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فادخلہ ثم جاء الحسین فدخل معہ ثم جاءت فاطمۃ فادخلھا ثم جاء علی

فادخله ثمّ قَالَ اِنّمَا یرید الله لیذ ھب عنکم الرّجس اھل البیت ویطھّرکم تطھیراً۔

کہ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضورؐ میرے گھر سے نکلے تو آپ کے اوپر سیاہ بالوں کی چادر تھی ۔ پس حسن بن علیؑ آئے تو حضورؐ نے ان کو اس چادر میں داخل فرمایا پھر حسینؑ علیہ السّلام آئے وہ بھی اس میں داخل ہو گئے اور جناب فاطمہؑ آئیں ان کو بھی داخل فرمایا ۔ سب کے بعد حضرت علیؑ آئے ان کو بھی داخل کیا ۔ اس کے بعد حضورؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ۔

انّما یرید اللہ لیذ ھب عنکم الرّجس اھل البیت ویطھر کم تطھیراً ۔

مبلغ اعظم نے فرمایا حضورؐ یہ ہے ازواج کا اپنا بیان کہ وہ اہل بیت اطہارؑ جن کے حق میں آیتہ تطہیر اُتری ہم نہیں یہ پنجتن پاک ہیں ۔

بی بی اُمّ سلمہؓ کا بیان

عن عمر بن ابی سلمۃ ربیب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لما نزلت ھذہ الآیۃ علی النّبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ انّما یرید اللہ لیذ ھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا فی بیت امّ سلمۃ فدعا فاطمۃ وحسنًا وحسینًا فجلّلھم بکساء وعلیؑ خلف ظھرہ فجلّلہ بکساء ثمّ قال اللّٰھم ھؤلاء اھل بیتی فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیراً قالت امّ سلمۃ و انا معھم یا نبی اللہ قال انتِ علی مکانکِ و انت علی خیر۔

(ترمذی شریف صـ۵۳۰ کتاب التفسیر سورہ الاحزاب)

عمر بن ابی سلمہ ربیب النبیؐ سے روایت ہے کہ آیت تطہیر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر نازل ہوئی ۔ انّما یرید اللہ لیذھب عنکم الرّجس) ۔ تو بی بی اُمّ سلمہ کے گھر میں تھے ۔ پس آپؐ نے بی بی فاطمہؑ ، حسنؑ ، حسینؑ کو بلایا اور

ان کو اپنی چادر میں چھپایا اور حضرت علیؑ حضورؐ کی پشت کے پیچھے کھڑے ہوئے حضرت نے ان کو بھی اپنی چادر اوڑھادی۔ پھر کہا اے اللہ یہ میرے اہل بیت خاص ہیں ان سے رجس کو دور رکھیو اور ان کی تطہیر کو ایسا ثابت کیجیو جیسا ثابت کرنے کا حق ہے۔ اس وقت بی بی ام سلمہ نے عرض کیا۔ "انا معھم یارسول اللہ" کیا میں ان کے ساتھ شامل ہوں یارسول اللہ۔ حضورؐ نے فرمایا نہیں تیرا اپنا مقام ہے یعنی تیرا انجام بخیر ہوگا۔ یہ حضورؐ کی تعریض ہے۔ بعض ازواج پر جن کے انجام بخیر پر بھی شک ہے۔

مبلّغ اعظم نے فرمایا، حضور! یہ ہیں ان بیبیوں کے اپنے بیان کتب حدیث بلکہ کتب صحاح ستہ ہیں، جس کو یہ مولوی صاحب اپنے قیاس وہم گمان غلط بیان تفسیر بالرائے اور اٹکل پچّو سے داخل آیتِ تطہیر کرنا چاہتے ہیں۔ نہ قرآن کا اسلوبِ بیان سمجھتے ہیں نہ آیات کا نشان سمجھتے ہیں نہ جملہ معترضہ کا مفہوم سمجھتے ہیں۔ مرزائیوں کا مقولہ کوئی مانے یا نہ مانے ہم تو بولے جائیں گے۔ یعنی جو قرآن اور حدیث کو مان جائے وہ مرزائی کیسا؟

مرزائی مبلّغ کا غیر عالمانہ اعتراض

اور

مبلّغِ اعظم کا عالمانہ جواب

مرزائی مبلّغ مولوی احمد علی نے جو جمعراتی سیّد بھی بنتا ہے اور اپنی سیادت کا ثبوت پیش نہ کرسکا اور کشتی آلِ محمدؐ سے بھی مثل پسرِ نوحؑ اتر چکا ہے، انّہ لیس من اھلک کا مصداق بن چکا ہے جس کی ضمیر آلِ محمدؐ کی محبت سے مُردہ ہوچکی ہے تبھی تبھی کی محبت میں محمدؐ و آلِ محمدؐ کو بھول چکا ہے۔ ان کے فضائل خصائل شمائل اور ان کی امامت صداقت کے دلائل اس کے مُردہ دل کو اب اپیل نہیں کرتے۔ سادات کے لئے باعثِ ننگ و عار بن چکا ہے۔ کیونکہ محمد رسول اللہؐ کے شمس عالم تاب اور علیؑ جیسے ماہتاب روشن اور امامت کے بارہ قمروں کے نور سے نکل کر ضلالت کے ظلمات میں گر چکا ہے، باطل کے خیالات کا حامی اور قرآن و حدیث کے بجائے بحرِ توہّمات میں غرقاب ہوچکا ہے

جن کی اولاد بننے کا دعویٰ کرتا ہے ان کو چھوڑ کر غیروں کو اپنا چکا ہے سچ ہے:۔ ع

سید آنست کہ بر مذہب اسد اللہ باشد

الولد سر لابیہ مشہور ہے۔ اپنی قساوت شقاوت جہالت کی وجہ سے آیات اور حدیث سے گھبرا کر یہ جاہلانہ اعتراض کیا کہ:۔

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس کو اگر حسنینؑ اور فاطمہؑ اور علیؑ کے متعلق کہو گے تو تمہیں ان کے اندر گند ماننا پڑے گا۔ کیونکہ گند نکالنے کا ارادہ ہے ازواج النبی میں تو گند موجود تھا کیونکہ وہ کافروں منافقوں کے گھروں سے آئی تھیں۔

مبلغ اعظم کا عالمانہ جواب

مبلغ اعظم نے فرمایا۔ حضرات سامعین یہ ہے اس جاہل کا علم اور ایمان ادب اور عرفان کہ معاذ اللہ خاکم بدہن ازواج النبی میں گند ثابت کرنے لگا اور آیت کا ترجمہ بھی غلط کرنے لگا اور آلِ طیب و طاہر پر بھی گند کے اخراج کا الزام دھرنے لگا۔

ہم نہ معاذ اللہ ازواج النبی میں گند مانتے ہیں نہ آلِ محمدؐ سے گند نکالنے کا دعوےٰ کرتے ہیں نہ آیت ہذا کا ترجمہ گند کرتے ہیں نہ پاکوں کی طرف اسکو منسوب کرتے ہیں۔

حقائق آیہ تطہیر

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیراً

(پ۲۲ احزاب) ۔ آپ نے جواباً فرمایا ان حقائق کا سمجھنا آپ کی جماعت کا کام نہیں ہے "انما" کلمہ حصر ہے اپنے مدخول کا تحقیق اور اثبات اور اپنے غیر مدخول کی نفی چاہتا ہے۔ لہٰذا یہ اذھاب رجس اور اثبات تطہیر صرف ان کے لئے ہے جو اس میں داخل اور شامل ہیں نہ غیر کے لئے۔

ارادہ سے مراد ارادہ مجردہ نہیں بلکہ وہ ارادہ ہے جس کے بعد فوراً تطہیر کا تحقیق اور ثبوت موجود ہو جائے۔

انما امرہٗ اذا اراد شیئًا ان یقول لہ کن فیکون - کہ عالم امر میں وہ جب کوئی ارادہ کرتا ہے تو وہ چیز فوراً ثابت ہو جاتی ہے ورنہ ارادہ عام اور مجرد ہر شخص کے لئے ہے کہ وہ پاک ہو جائے - یہ وہ ارادہ کہ جس کے ساتھ بلا فصل وانفعال صرف ارادۂ ازلی سے یہ ہستیاں رجس سے دور رہیں گی اور تطہیر کا اعلان اور تطہیر کا تاج کرامت ان کے سر پر ہمیشہ رہے گا - کوئی ہزار کوشش کرے ان میں سے رجس ثابت نہ کر سکے گا - رجس سے مراد شیطانی اعمال ہیں - انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان (المائدہ - پ۷) کہ شراب، جوا، گھڑے ہوئے بت تیروں سے تقسیم سب رجس اور شیطانی ہیں "من" بیانیہ ہے یعنی شیطان کا ان پر تسلط نہ ہوگا - چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ اور مریم شیطانی نوغہ سے پاک ہیں - کیونکہ فطری اور پیدائشی پاک ہیں -

چنانچہ یا مریم ان اللّٰہ اصطفاک وطہرک اور یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطہرک الخ (آلِ عمران)

لہٰذا ان کو یہ تطہیر حاصل ہوئی مگر محمدؐ و آلِ محمدؐ کی تطہیر کاملہ اور تامہ ہے - یطہرکم تطہیرا کا مفعول مطلق بتلا رہا ہے کہ اگرچہ وہ بھی معصوم ومطہر پاک ہیں مگر یہاں اکمال اور اتمام کی حد ہے -

مبلغِ اعظم نے فرمایا - مرزائیوں کا یہ کہنا حضرت عیسیٰ اور جناب مریم پر بہتان لگا تو اس سے پاک ہوئے غلط ہے - جناب مریم قبل پیدائش عیسیٰ بھی پاک ومطہر تھیں اور یہ آپ نے قبل پیدائش بی بی" انی نذرت لک ما فی بطنی محررا - وقت سے پہلے پاک اور حضرت عیسیٰ انی لاھب لک غلامًا زکیا کا اعلان قبل ولادت سے پاک ثابت کرتا ہے - یعنی یہ وہ ہستیاں ہیں جو قبل پیدائش پاک ہیں -

مبلغِ اعظم نے فرمایا - گند نکالنے کے معنی تو تب ہوتے جب اخراج ہوتا " لیخرج عنکم الرجس" ہوتا کہ رجس کو نکالنا، یہاں لفظ " اذھاب" ہے جس کے معنی لے جانے کے ہیں - اور عن للبعد والتجاوز ہوتا ہے یعنی دوری کے لئے ہے تو مطلب یہ کہ اللہ کا ارادہ تم سے دور ہی دور رکھنے کا ہے - لو حضرات! اللہ رجس کو قریب نہیں آنے دیتا یہ نکال رہے ہیں - یہ ہے اس مبلغِ احمدیت

کے علم کا حامل۔ سچ ہے :- ع

"دیگ سے دانہ کافی ہوتا ہے"

ویطہرکم تطہیرا۔ باب تفعیل سے ہے باب تفعیل یا ایجادِ فعل کے لئے ہوتا ہے جیسے قطعتہٗ فانقطع میں نے اس کو قطع کیا۔ یعنی میرے کاٹنے سے قطع پیدا ہوئی پہلے نہ تھی۔

اور کبھا اوقات نسبت فعل کے لئے ہوتا ہے جیسے کبّرہٗ تکبیرا اللہ کی کبریائی کا اعلان کرے۔ اللہ اکبر کہے۔ نہ اللہ کو بڑا کرے۔ معاذ اللہ ویطہرکم تطہیرا۔ باب تفعیل کا مصدر ہے تطہیر نسبت فعل کے لئے ہے یعنی اللہ تمہاری طہارت کا اعلان کرے گا۔ تمہاری طرف پاک چیزوں کو منسوب کرے گا۔ معجزات آیات، دلائل اور براہین سے تمہاری ایسی تطہیر ثابت کرے گا کہ کوئی مرزائی، علیسائی خارجی، وہابی تمہاری طرف رجس کو منسوب نہ کرے گا۔ حتیٰ کہ مرزا قادیان نے اگرچہ یہ کہا ہے کہ :- ع

صد حسین است در گریبانم

اور یہ بھی کہا ما بغی حسینھم من ظلم یزید (مقدمہ خطبہ الہامیہ)

لیکن یہ لکھنے کے بعد کہنا پڑا کہ حسینؑ وہ ہے جس کو خدا نے اپنے دستِ قدرت سے پاک کیا۔ مگر مرزائیوں کی بلا جانے کہ "یطہرکم تطہیرا" کے کیا معنی ہیں۔ عالمِ نور میں ان کی پیدائش کیسی ہے اور اعلانِ تطہیر سے کن پاک چیزوں کا اعلان اور اثبات مطلوب ہے۔ سچ ہے :-

اللھم یا من خص محمداً و آلہ بالکرامۃ وحباھم بالرسالۃ وخصھم بالوسیلۃ وجعلھم ورثۃ الانبیاء و ختم بھم الاوصیاء والآئمۃ وعلمھم علم ماکان وما بقی و جعل افئدۃ الناس تھوی الیھم۔ (صحیفہ سجادیہ)

ترجمہ :- اے اللہ تو نے محمدؐ و آلِ محمد کو بزرگی کے ساتھ خاص کیا اور ان کے گھر میں رسالت بلا عوض رکھی اور ان کو مقام وسیلہ اور اپنے قرب اور مقامِ محمود سے خاص کیا اور انبیاء کے وارث بنایا اور ان کے ساتھ آئمہ اور اوصیاء کو ختم

کر دیا۔ یعنی ان کے سوا نہ کوئی وصی ہو سکتا ہے نہ امام۔ اور ان کو علم ماکان وما یکون دیا۔ اور مومنوں کے دلوں کو ان کی طرف جھکایا کہ ان کی محبت اور مودّت کر کے جنت میں جائیں

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ ۔

رَبِّ صَلِّ عَلٰی اطائب اھل بیتہ الّذین اخترتھم لامرك و جعلتھم خزنۃ علمك وحفظۃ دینك وخلفاءك فی ارضك وحججك علی عبادك وطھرتھم من الرّجس والدّنس تطھیراً بارادتك و جعلتھم الوسیلۃ الیك والمسلك الٰی جنّتك (صحیفہ سجادیہ)۔

اے اللہ درود و سلام بھیج اُوپر ان ہستیوں کے جن کو تُو نے ہر عیب اور نقصان سے پاک کیا اور اپنے امر کے لئے خود چن لیا اپنے علم کے خزینے بنایا اور اپنے دین کا محافظ کیا اور اپنی زمین پر خلیفہ بنایا ان کو وسیلہ اور مسلک بنایا اپنی جنت تک۔

یعنی جنت میں وہی جائے گا جس کا وہ وسیلہ ہوں گے اور ان کے مذہب اور مسلک پر چلے گا۔ یہ کہ اپنے آپ کو سیّد کہلا کے مرزائی ہو۔ جو اپنے جدِ پاک محمدؐ و آلِ محمدؐ کو چھوڑ کر مرزا کے پیچھے ہو۔

پھر ہائے پیٹ تیرا بُرا ہو تُو نے کتنے لوگوں کے ایمان ضائع کر دیئے کتنے مسافر آب کے بجائے سراب میں داخل ہو گئے۔ یحسبہ الظمان ماءً جس کو پیاسے پانی سمجھے مگر وہ سراب دھوکا کے آب کی ریگ تپاں میں جا کر.......... بغیر آبِ حیات ایمانی کے پیاسے مر گئے۔ ایمان کے قطرۂ آب نے ان کو سیراب نہ کیا۔ ہائے چشمہ کوثر سے اُنہوں نے پانی نہ پیا۔ لن یتفرقا حتّٰی یردا علی الحوض (مشکوٰۃ شریف) باب مناقب اہل بیت یعنی قرآن پاک اور اہل بیت حوضِ کوثر تک متفرق اور جُدا نہ ہوں گے۔ یعنی حوضِ کوثر تک نہ قرآن کی بجائے کوئی کتاب آئے گی نہ آلِ محمدؐ کے سوا کوئی اور امام ہوگا۔ یعنی بابی اور بہائی بھی جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں کہ قرآن منسوخ ہو گیا اور مرزائی بھی جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں مہدی ہادی اہل بیت کی بجائے اُمت سے آگیا یعنی مُغل مرزے امام اور نبی بن گئے جن کا آلِ محمدؐ سے دُور کا بھی تعلق نہیں۔ یہ ہیں پاک و پاکیزہ ہستیاں جن کا تاج ابد تک آلِ محمدؐ کے سر رہے گا۔

اگر گیتی سراسر باد گیرد | چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد

تحقیق لفظ اہلبیت

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اہل البیت ویطھرکم تطھیراً ۔ (پ۲۲)

مبلغِ اعظم نے فرمایا حضرات! اس پہ اُمتِ محمدیہ کا اتفاق ہے کہ آیۂ تطہیر میں جو لفظ اہل بیت آیا ہے اس سے مراد اہل نبوت اور رسالت ہیں ۔ کسی اور کے گھر یا اہل کا ذکر نہیں نہ مرزائیوں کا نہ بابیوں اور بہائیوں کا نہ ہمارے اسلامی بھائیوں کا نہ اس اہلبیت میں صحابہ کرام کے شمول کا کوئی مدعی ہے ۔ ہاں البتہ ازواج النبی کے داخل وشامل ہونے کے بعض صحابہ اور تابعین قائل ہوئے مگر ان کا دعویٰ قرآن اور حدیث سے ثابت نہیں ۔ کیونکہ "البیت" معرّف باللام ہے اور الف لام برائے جنس یا استغراق نہیں بلکہ برائے عہد ہے ۔

اور معہود جب تک اللہ ورسول نہ بتلا دیں کون جان سکتا ہے ۔ لہٰذا ہمارا دعویٰ ہے کہ کوئی حدیث ازواج کے شمول میں وارد نہیں بلکہ بعض حدیثوں میں بی بی اُم سلمہ کو حضورؐ نے آیۂ تطہیر کے نزول پر اہل بیت میں شمول سے منع فرمایا ۔ چنانچہ تفسیر ابن کثیر ص۴۸۴ جلد سوم میں ہے حضرت نے بی بی اُم سلمہ سے فرمایا قومی تنحی عن اھل بیتی اُٹھ کر میرے اہل بیت سے علیحدہ ہو جاؤ ۔

بقول رسولِ خدا
اہل بیت اور ازواج کا فرق

عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت ان ھذہ الآیۃ نزلت فی بیتی انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس قالت وانا جالسۃ علی باب البیت فقلت یا رسول اللہ الست من اھل البیت فقال صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم انك على خير انت من ازواج النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

(تفسیر ابن کثیر جلد سوم ص۴۸۵)

ترجمہ:۔ بی بی ام سلمہ سے روایت ہے یہ آیت اُس وقت نازل ہوئی جبکہ حضور پُر نُور میرے گھر میں تشریف فرما تھے اور میں دروازہ پر بیٹھی ہوئی تھی تو میں نے عرض کیا کہ کیا میں اس اہل بیت سے نہیں ہوں۔ فرمایا تیرا انجام بخیر ہے۔ تُو ازواج النبیؐ یعنی رسولؐ کی بیویوں سے ہے۔

لیجئے! حضور رسالت مآبؐ کی زبانی فیصلہ اور فرق ہو گیا کہ ازواج اور ہیں اور اہل بیت اور ہیں۔

مبلّغ اعظم نے فرمایا کہ حدیث کی کتابوں میں باب مناقب اہل بیت میں کسی بیوی کا ذکر نہیں ہے بلکہ ان کا باب علیحدہ ہے۔ اگر کوئی عالم صحاح ستہ کے اندر اہلبیت کے مناقب میں کسی بیوی یا دیگر بیٹی کا ذکر دکھلا دے تو قابلِ انعام ہے۔

اہل البیت کی تحقیق

مرزائی مبلّغ نے موضوع سے مُنہ پھیرتے ہوئے اہل بیت میں بیویوں کے داخل یا نہ داخل ہونے کا مسئلہ خواہ مخواہ چھیڑ دیا۔ حالانکہ بیٹیاں کجا اور بیویاں کجا۔ اصل بات یہ تھی کہ مبلّغ اعظم سے بات کر کے نام پیدا کرنے کا متمنّی تو تھا لیکن اصول و قواعد عِلم و موضوع میں رہ کر بات کر ہی نہیں سکتا تھا۔ لہٰذا الغریق یتثبت با لحشیش۔ کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ ہر طرف پاؤں مارتا رہا۔ آپ دیکھو کہ بنات سے ازواج تک ازواج سے ختم نبوّت پر حملہ کر کے ختم ہو گیا اور ڈسکہ تک مُردہ باد کے نعرے لگے مگر ع اذا فاتك الحیاء فافعل ما شئت

ع شرم چہ کُتی است کہ پیش مرداں آید

مگر کیا کریں مدعیان کذب و افترا کا اس کے بغیر گذارہ بھی نہیں ہو سکتا۔ صدق و صحیح کہاں سے لائیں بنیاد ہی کذب و افترا پر ہے۔ کلّ اناء یترشح بما فیہ۔

مبلّغ اعظم نے فرمایا کہ میں نے مرزائی مناظروں کو اکثر دیکھا ہے کہ وہ مناظرہ

میں شاعرانہ چالوں، حیلوں، بہانوں، جھوٹوں، فریبوں، غلط بیانیوں، حوالوں میں قطع و برید سے پرہیز نہیں کرتے۔ حوالہ دینے میں قوی و ضعیف، صحیح و سقیم کا فرق نہیں کرتے۔ کیونکہ ایسا کئے بغیر ان کا گذارہ بھی نہیں چلتا۔ کیونکہ وہ ایسی چیز کے مدعی ہیں جس کی قرآن و حدیث میں کوئی گنجائش نہیں اور کوئی مقام نہیں اور دین میں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور اس کا کوئی وجود اور ثبوت نہیں۔

مرزائی مبلّغ کی دلیل

برائے

شمولِ ازواج باھلِ بیت

مرزائی مبلّغ مولوی احمد علی نے پرانا آموختہ دُہرایا کہ اہل بیت سے مُراد ازواج ہیں انّما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیراً میں سیاق و سباق میں ازواج کا ذکر ہے۔ اور "اتعجبین من امر اللہ رحمۃ اللہ و برکاتہ علیکم اھل البیت" میں اتعجبین میں صیغہ واحد مؤنث حاضر ہے۔ بی بی سارہ کو خطاب ہے۔ لہٰذا اہل البیت سے مراد زوجہ ہے اولاد نہیں۔

جوابِ مبلّغ اعظم

حضرات! خدا کو حاضر و ناظر اور شاھد کر کے کہتا ہوں کہ مبلّغ اعظم نے اپنی عادت کے مطابق روانی اور ادائیگی سے اس کے جواب میں دلائل کی بارش کر دی۔ فرمایا حضرت انّما یرید اللہ لیذھب عنکم الرّجس اھل البیت کا ترجمہ خود قرآن اور حدیث میں موجود ہے۔

اور قرآن مجید میں وانذر عشیرتک الاقربین سے حضورؐ کے خاندان کے اقرب افراد مُراد ہیں۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ اس آیت کے نزول پر حضورؐ نے حضرت فاطمہؑ کو خصوصیت سے خطاب کیا۔ دیکھو بخاری شریف، کتاب التفسیر صـ۶۲۳ اور قرآن شریف میں

"واعلموا انما غنمتم من شیٔ فان للہ خمسہٗ و للرسول ولذی القربیٰ" موجود ہے کہ خمس خاندانِ رسولؐ کا حق ہے چنانچہ حضرت علیؑ متولی خمس ہوئے۔ صحابہ کے اعتراض پر حضورؐ نے فرمایا علیؑ کا خمس میں اس سے بھی زیادہ حصّہ ہے اور قرآن مجید میں النّبی اولیٰ بالمو منین من انفسھم و ازواجہ امّھاتھم و اولوا الارحام اولیٰ ببعض بعضھم

کہ حضورؐ ہم سب کے حاکم ہیں اور ازواج النّبیؐ ہماری مائیں یعنی ہم میں شامل ہیں۔ اور اہل بیت اولی الارحام رحمی خونی رشتہ داروں کا نام ہے ہر چیز علیحدہ۔

اس کے بعد آپ نے مشکواۃ شریف کا تمام باب مناقب اہل بیت کتاب کھول کر مولوی احمد علی کو دکھلایا کہ اس میں ازواج کا ذکر دکھلا دو۔ مگر خاموش بے ہوش اور ترمذی شریف کا باب مناقب اہل بیت النّبیؐ، کہ اس میں ذکر ازواج دکھلاؤ مگر ندارد۔ ہاں اتنا ضرور کہا کہ عدمِ ذکر سے عدم وجود لازم نہیں آتا۔ مبلغ اعظم نے فرمایا کہ غیر مذکور کو مذکور میں) شامل بھی نہیں پایا جاتا۔ الغرض قرآن اور حدیث کا کوئی جواب نہ دیا اور مان گیا کہ باب مناقب اہلبیت میں نہ ازواج کا ذکر ہے نہ دیگر بنات کا۔

اَتَعۡجَبِیۡنَ مِنۡ اَمۡرِ اللّٰہ

کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ حضورؐ من امر اللہ تک تو صیغہ واحد مؤنث مخاطب ضرور ہے مگر یہاں سلسلہ کلام رک جاتا ہے۔ اور

و رحمۃ اللہ و برکاتہ علیکم اھل البیت انّہ حمیدٌ مجیدٌ کا جملہ معترضہ ہے۔ اس کے صیغے مؤنث کے نہیں بلکہ مذکر کے ہیں۔ رحمۃ اللہ و برکاتہ سے مراد نعمت نبوت و امامت ہے اور کوئی عورت نہ نبی ہوتی ہے نہ امام اور اس کا ترجمہ خود قرآن مجید میں موجود ہے۔

ان اللہ اصطفٰے آدم و نوحًا و آل ابراھیم و آل عمران علی العالمین ذریّۃ بعضھا من بعض میں آل کا ترجمہ ذریّت خود موجود ہے۔

"انی جاعلک للنّاس اماما قال و من ذریّتی قال لا ینال عھدی الظالمین میں ذریّتی" خود موجود ہے اور:۔

أم يحسدون الناس علی ما اتاهم الله من فضله فقد آتینا آل ابراهیم الکتاب والحکمۃ ہیں لفظ آل موجود ہے اور تلک حجتنا آتینا ها ابراهیم الخ آباء ذریت اخوان موجود، خاندان بن گیا۔ بیوی کا لفظ موجود نہیں ہے۔ آباء اخوان ذریت کا ترجمہ خدا نے اہل بیت سے کر کے فیصلہ کر دیا ہے کہ ازواج اصحاب کا اہل بیت آل عترت ذریت خاندان میں کوئی دخل نہیں ہے۔

"کونسے ازواج اہل بیت میں داخل ہوتے ہیں"

مبلغ اعظم نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ یہ ایک مغالطہ ہے نہ بیوی صرف زوجہ ہونے یا صیغہ نکاح کے جاری ہونے کی وجہ سے اہل بیت ہو جاتی ہے یا ان اہل بیت میں داخل ہے جن پر صدقہ حرام ہے یا ان اہل بیت میں داخل ہے جن کے لئے آیہ تطہیر آئی، یا ان اہل بیت میں داخل ہیں جو مباہلہ میں گئے یا ان اہل بیت میں داخل ہیں جن کے ساتھ تمسک کا حکم ہے۔ حدیث ثقلین اور حدیث غدیر میں آیا، یا ان اہل بیت میں داخل ہیں جن کی مودت کا حکم آیۂ مودت میں آیا۔ اس کی تردید حضرت زید بن ارقم صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرما چکے ہیں۔ اور صحیح مسلم جیسی مستند کتاب میں آچکی ہے۔

فقلنا من اهل بیته نساءه قال لا وایم الله ان المرأة تکون مع الرجل العصر من الدهر ثم یطلقها فترجع الی ابیها وقومها اهل بیته اصله وعصبته الذین حرموا الصدقة بعده۔ (صحیح مسلم جلد دوم ص ۲۸۰ مطبوعہ دہلی)۔

کہ حضرت زید بن ارقم صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث ثقلین بیان فرمائی کہ حضورؐ نے فرمایا میں تمہارے اندر قرآن اور اہل بیت چھوڑنے والا ہوں۔ تو راوی کہتا ہے کہ ہم نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ حضورؐ کی بیویاں آپ کے اہل بیت سے ہیں۔ فرمایا نہیں عورت کیسے اہل بیت ہو سکتی ہے۔ کچھ زمانہ مرد کے ساتھ گذارتی ہے۔ پھر وہ اس کو طلاق دے دیتا ہے تو اپنے باپ اور اپنے خاندان کی طرف لوٹ جاتی ہے۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت آپ کی اصل اور آپ کا خاندان ہیں

جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے - تو صحابہ کرام کی زبانی ہی بات طے ہو گئی - اب بیچارے مرزائی اور ہمارے بھائی کیا کریں - پس ثابت ہوا کہ :-

عورت صرف تین طرح سے داخلِ اہل بیت ہو سکتی ہے ، ایک خاندان سے ہو جیسے حضرت سارہ حضرت ابراہیم کی چچا زاد تھی -

دوم :- ام ولد ہو یعنی بچہ کی ماں ہو جیسے حضرت اسحاق کی ماںؑ ، یعقوب علیہ السلام کی دادی انبیاء بنی اسرائیل اصل -

اُمِّ موسیٰ یعنی حضرت موسیٰ کی ماں - حضرت خدیجۃ الکبریٰ حضرت فاطمۃ الزہرا کی ماں -

سوم :- معصومہ ہو جیسے حضرت مریم ، حضرت سارہ جو فرشتوں سے ہمکلام ہوئیں - اُمِّ موسیٰ جن کو وحی ہوئی -

حضرت فاطمۃ الزہرا جو معصومہ ، طاہرہ صدیقہ شہیدہ ہوئیں - جن سے فرشتے ہمکلام اور خادم ہوئے -

حضرت خدیجۃ الکبریٰ جنہوں نے تصدیق رسالت کی اسی لئے ان کا گھر پُر شور و شغف سے پاک جنت الماوی بنا - کیونکہ وہ اہل بیت کی اصل ہیں -

بیت سے کونسا بیت مراد ہے

اہل بیت کا مفہوم سمجھنے کے لئے پہلے بیت کا سمجھنا ضروری ہے - بیت سے مراد بیت اللہ ہے یا مسجد النبیؐ ہے یا خاندانِ رسالت ہے یا بیت المقدس ہے اگر بیت اللہ ہے تو وہ اہل بیت ہیں جن کی نسبت حضرت ابراہیم نے فرمایا :-

انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم (سورہ حج پ)

کہ یا اللہ میں نے اپنی اولاد کو تیرے عزت والے گھر کے پاس بسا دیا -

لفظ ذریت صاف موجود ہے اور حضرت علیؑ خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے " ازالۃ الخفاء "

بیت المقدس کی بنیاد وہ خیمہ ہے جو حضرت موسیٰ نے جنگل میں برائے عبادت لگایا ، حضرت ہارون اور ان کی اولاد اسکے اہل اور متولّی ہوئے - انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ سے مراد حضرت علیؑ اور ان کی اولاد اہل بیت ہوئے - اسی لئے مسجد

نبوی سے دیگر صحابہ کے دروازے بند کرا کے حضرت علیؓ کا دروازہ کھلا رہنے دیا۔

اور خاندان کا اتحاد دلیل کا محتاج نہیں۔ حضورؐ نے بار بار فرمایا علیؓ منی وانا منہ اور یتلوہ شاھد منہ قرآن شریف میں آیا ہے کہ حضرت علی اور سرکار دو عالم ایک دوسرے کے جزو اور ٹکڑے ہیں۔

"مسئلہ ختم نبوّت میں مرزائی مبلّغ کی حیل و حجت"

مرزائی مبلّغ حسبِ عادت جب دیگر بنات کو مثل فاطمۃ الزہرا دلائل صحیحہ قاطعہ ساطعہ متواترہ مشہورہ سے بنتِ رسولؐ نہ ثابت کر سکا۔ معارضہ میں اخبار صحیحہ نہ پیش کر سکا تو ازواج کو اہل بیت بنانے میں مشغول ہو گیا۔ اور جب ازواج کو بھی بدلائلِ صحیحہ داخل اہل بیت تطہیر نہ کر سکا تو مسئلہ ختم نبوّت میں چلا گیا یعنی کسی موضوع میں رہ کر بات نہ کر سکا۔ مگر مبلّغِ اعظم نے پیچھا نہ چھوڑا۔ سچ کہا کسی شاعر نے مناظرہ کوٹ سمابہ میں :۔ ؎

شیر نے پیچھا نہ چھوڑا بن کے ایٹم بم گرا
پہیّہ پنکچر ہو گیا باطل کی موٹر کار کا

○

مسئلہ ختم نبوّت کے خلاف

مرزائی مبلّغ نے چار چیزوں سے استدلال کیا :۔

پہلا استدلال اس وقت کیا جب مبلّغِ اعظم نے خطاب الواحد بلفظ الجمع پر یا ایھا الرسل کلوا من طیبٰت واعملوا صالحًا کی آیت پڑھی۔ پ ۱۸ المؤمنون آیت ۵۲ کہ صرف صیغہ جمع سے تعدد بنات پر استدلال نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یا ایھا الرسل کلوا من طیبٰت میں "رسل" جمع ہے "کلوا" جمع ہے۔ واعملوا جمع۔ حالانکہ حضورؐ کے وقت میں آپ کے ساتھ کوئی رسول نہیں اور قیامت تک کسی نئے رسول کے آنے کا امکان نہیں اور انتظار نہیں اور پرانا کوئی آئے تو اس میں شمار نہیں۔ لہٰذا جمع سے استدلال غلط ہے۔

دوسرا استدلال:- ام یحسدون الناس علی ما اتاھم اللہ من فضلہ فقد آتینا آل ابراھیم الکتاب والحکمۃ وآتینا ھم ملکاً عظیماً کی تفسیر میں اصول کافی کی ایک حدیث سے کیا۔

اور تیسرا:- انعم اللہ من النّبیّین والصّدیقین والشھداء والصّالحین سے کیا۔

چوتھا:- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے کیا۔ ان شبہات کے جو جواب مبلّغ اعظم نے ترکی بہ ترکی دیئے۔ انشاء اللہ ہم دلائل ختم نبوّت جو اس وقت مبلّغ اعظم نے اس وقت دریا کی روانی کی طرح بہائے ان کو نقل کرنے کے بعد نقل کریں گے۔

مسئلہ ختمِ نبوّت اور مرزائی مغالطے

حضرات! ہم لوگ درس آلِ محمدؐ کے طالب علم ہیں۔ مبلّغ اعظم کے شاگرد ہیں۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ فنِ تقریر اور مناظرہ کے اصول بھی سیکھتے رہتے ہیں۔ سفر اور حضر میں بیان حکمت موعظہ حسنہ جدلِ احسن کے اصول سُنتے رہتے ہیں۔

قبل اس کے کہ وہ دلائل اور حقائق پیش کروں جو مبلّغ اعظم نے اس مرزائی مبلّغ کے سامنے پیش کئے۔ جن کا وہ تو کیا کوئی بھی مرزائی جواب نہیں دے سکتا۔ ختمِ نبوّت کی مُہر توڑنا، طلوعِ شمسِ نبوّت کے بعد مصنوعی نبوّت کی شمع جلانا کوئی آسان بات نہیں ہے۔ حضورؐ پر نبوّت ختم، نعمت تمام دین کامل شریعت پوری۔ قرآن کی حفاظت کا ذمہ خدا نے لے لیا۔ قرآن مجید کے اندر وہ تمام علوم واصول رکھ دیئے ہیں جو قیامت تک کے لئے پیش آئیں گے۔ حدیث نبوی میں قرآن مجید کے اجمال کی تفصیل ہو چکی ہے۔ آئمہ طاہرینؑ اسکی الہامی تفسیر فرما چکے ہیں علم الساعۃ کے طور پر آخری امام کے ظہور اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رجعی نزول کی تخصیص اور تعیین ہو چکی ہے۔

لہٰذا اجراءِ نبوّت کیسا، وحی جدید کیسی قرآن کے بعد اللہ کی اور کلام کیسی۔ آلِ محمدؐ کے سوا امام کیسا۔ مرزاؔ کا کلام اور بہاء اللہ کا بیان کیسا؟

اللہ کا قرآن آل محمدؐ کا امام تا حوضِ کوثر ساتھی وقرین رہیں گے۔ لن یتفرقا حتّٰی یردا علی الحوض۔ (ترمذی شریف ص۶۲۶ مشکواۃ شریف ص۵۶۹)۔

مبلّغ اعظم نے فرمایا کہ ختمِ نبوّت کا عقیدہ ضروریاتِ دین سے ہے۔ اس کے دلائل محکم اور متواتر ہیں برہان اور استقراء سب اس پر شاہد ہیں۔ ختمِ نبوّت حضور پُرنور کا خاصہ ہے۔ دیگر کسی نبی کے لئے خاتم النّبیّین کا لفظ قرآن مجید اور حدیث شریف میں نہیں آیا من ادعی فعلیہ البیان و لہ الانعام ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

"تیس دجال مدعیانِ نبوّت کاذبہ"

مبلّغ اعظم نے فرمایا کہ ختمِ نبوّت کی مُہر کیسے ٹوٹ سکتی ہے۔ بقول سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدعیانِ نبوّت کاذب اور دجّال ہوں گے۔

عن ثوبان فی حدیث قال قال رسول اللہ وانہ سیکون فی امّتی کذّابون ثلاثون کلھم یزعم انّہ نبی اللہ وخاتم النبیّین لا نبی بعدی ولا تزال طائفۃ من امّتی علی الحق ظاھرین لا یضرّھم من خالفھم حتّٰی یاتی امر اللہ۔ (رواہ ابوداؤد صـ۵۸۴ والترمذی صـ۵۵/۲ نقل از مشکواۃ شریف صـ۴۶۵ کتاب الفتن)۔

ترجمہ: حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ تحقیق میری اُمّت میں تیس جھوٹے مدعی ہوں گے سب دعوٰی کریں گے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں حالانکہ میں خاتم النّبیّین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ میری اُمّت کا ایک گروہ حق پر غالب رہے گا۔ جو لوگ ان کی مخالفت کریں گے ان کا نقصان نہ کر سکیں گے۔ حتّٰی کہ اللہ تعالیٰ کا امر آجائے گا۔

فوائد حدیث ہذا

پس معلوم ہوا کہ مدعیانِ نبوّت تیس کے قریب ہوں گے، جھوٹے ہوں گے۔ ان کے جھوٹے ہونے کی دلیل حضورؐ کا خاتم النبیّین ہونا ہے اور خاتم النّبیّین کا معنی بقول سرکارِ دوعالم لا نبی بعدی ہے۔ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور اُمّت میں سے

ایک گروہ حق پر قائم رہے گا۔ لوگ اس کی ہزار مخالفت کر کے بھی ان کو حق سے نہ ہٹا سکیں گے۔

شیعہ بمعنی گروہ کہنے والے لفظ طائفہ پر غور فرمائیں اور "الحق مع علی" کو یاد رکھ کے دیکھیں کہ وہ کونسا گروہ ہے حتّٰی کہ امر اللہ آجائے گا یعنی صاحب الامر کا ظہور ہوگا اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ

اس حدیث میں کاذب مدعیانِ نبوّت کی پیشگوئی خاتم النبیین کے معنی اور مذہب شیعہ کی حقانیّت سب ثابت ہوگئی اور حضرت حجت کی آمدِ ثانی بھی ثابت ہوگئی الحمد للہ علیٰ ذالک

تفصیل مغالطہ و تناقض

مبلّغ اعظم نے فرمایا۔ حضرات مسئلہ ختمِ نبوّت تو اپنی جگہ پر ایک مسلّمہ حقیقت ہے اور اس کے دلائل وہ پہاڑ اور حصار ہیں جن کو کوئی بڑے سے بڑا دجال نہ توڑ سکے گا اور مرزائی صاحبان جتنے دلائل اس باب میں دیا کرتے ہیں وہ سب باب مغالطہ کا اظہار اور امثال ہوتے ہیں۔ اس میں پھنسنے والے مغالطہ کا شکار ہوتے ہیں۔

اسباب مغالطہ

اگرچہ بہت ہیں مگر خلاصہ ان کا صرف دو امر ہیں۔ سوءِ فہم اور اشتباہ الکواذب بالصوارق۔ لہٰذا یہ مرزائی لوگ ان لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں جو سوءِ فہم کا شکار ہوتے ہیں دینیات کا فہم و ادراک نہیں رکھتے۔ قرآن و حدیث سے واقف نہیں ہوتے۔ سچ اور جھوٹ میں فرق نہیں کرتے۔ سچ کو جھوٹ، جھوٹ کو سچ سمجھ کے دھوکہ کھا جاتے ہیں۔

دوم:۔ حدیث کے مقابلہ میں ضعیف اور متواتر کے مقابلہ میں نوادر پیش کر کے سچ اور جھوٹ کو ملا دیتے ہیں اور لوگ دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ کبھی صحیح دلائل نہ پیش کر سکیں گے "عدم التمیز بین الشئ و شبہہ" سے دھوکہ دیتے ہیں یعنی شبہات پیدا

کرنے سے کام لیتے ہیں۔ لفظی اور معنوی غلطیوں سے فریب دیتے ہیں گاہے لفظ مشترک المعنی سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ گاہے حقیقت کو مجاز اور مجاز کو حقیقت بنانے میں تصریح کی بجائے استعارہ کنایہ سے کام لیتے ہیں۔ بعض اوقات ترکیب عبارت کا خیال نہیں رکھتے کہ غلام احمد کون ہے اور احمد کون۔ غلام کو حذف کر کے احمد کے مدعی ہو جاتے ہیں۔ اور اکثر معنویہ میں قید اور حیثیت کا خیال نہیں کرتے۔ دعویٰ کو دلیل بنانے سے دریغ نہیں کرتے۔ اکثر دلائل مصادرہ علی المطلوب پہ مبنی ہوتے ہیں۔

تناقض اور تعارض

میں ہشت وحدت در تناقض شرط داں کو نظر انداز کر کے سائل کو فریب دیتے ہیں وحدات ثمانیہ وحدۃ الموضوع، وحدۃ المحمول وحدۃ المکان وحدۃ الزمان، وحدۃ القوۃ والفعل وحدۃ الشرط الجزء والکل وحدۃ الاضافۃ۔

در تناقض ہشت وحدت شرط داں
وحدت موضوع و محمول و مکاں
وحدتِ شرط و اضافت جزو کُل
قوت وفعل است در آخر زماں

یہ تفصیل ہم نے اس لیے لکھی ہے تاکہ ناظرین مناظرہ ہذا کو مرزائیوں کے دلائل کی حقیقت معلوم ہو جائے کہ وہ دلائل نہیں ہوتے بلکہ شُبہات ہوتے ہیں اور مغالطے ہوتے ہیں۔

دلائل ختم نبوّت

مبلغ اعظم نے مرزائی مبلغ کے خارج از موضوع بنات ہو کر ختم نبوّت کے شبہات شروع کرنے پر مندرجہ ذیل دلائل قرآن اور حدیث سے پیش کئے اور شبہات کے

جوابات دیئے جن کا ذکر بعد میں آئے گا۔

ماکان محمد ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین پ ۲۲ احزاب

نہیں ہے محمدؐ باپ کسی کا مردوں تمہارے میں سے لیکن پیغمبر خدا کا ہے اور ختم کرنیوالا ہے تمام نبیوں کا۔ (ترجمہ شاہ رفیع الدین صفحہ ۳۸۲ پ ۲۲۔ احزاب)

محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں۔ (ترجمہ اشرفیہ صفحہ ۳۸۳ مطبوعہ تاج کمپنی)۔

ترجمہ آیت ہذا از مرزا غلام احمد صاحب قادیانی آنجہانی بھی انقطاع نبوت کا ہے۔

لفظِ ختم اور قرآن مجید

مبلّغ اعظم نے فرمایا کہ حضورؐ قرآن کریم میں لفظِ ختم بند کرنے کے معنی میں آیا ہے جیسے ختم اللہ علیٰ قلوبھم وعلیٰ سمعھم وعلیٰ ابصارھم غشاوۃٌ ولھم عذابٌ عظیم۔ پ ۱۔ رکوع ۱

یہاں ختم اللہ ہدایت بند کرنے کے معنی میں ہے۔ اسی لئے اللہ نے اس کا ترجمہ" ھم لایومنون" فرمایا کہ یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔

خود خدا نے فرمایا اور قرآن مجید میں آیا۔ اب اگر وہ ایمان لے آئیں تو کذب لازم آئیگا اور وہ نقص ہے" وھو محال علی اللہ" جب ختم کے بعد وہ ایمان نہیں لا سکتے۔ تو خاتم النبیین کے بعد نبی کیسے آسکتے ہیں۔ اسی لئے حدیث میں حضورؐ نے فرمایا" لا نبی بعدی" میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

دوسری دلیل آپ نے معنی ختم پر" الیوم نختم علی افواھھم" کہ ہم ان کے منہ پر قیامت کے دن مُہر کردیں گے وہ منہ سے بول نہ سکیں گے۔ اس پر مرزائی مبلّغ نے کہا کہ ہاں ایک ذریعۂ کلام ختم ہوگیا دوسرا شروع ہوگیا۔ تکلمنا ایدیھم۔ کہ ان کے ہاتھ پاؤں ہم سے کلام کریں گے۔ کلام جاری ذریعہ ختم ہوگیا۔ دوسرا شروع ہوگیا۔

مبلّغِ اعظم نے فوراً جواب دیا کہ ہاں حضورؐ دنیا سے کلامِ خدا کرنے کا جو ذریعہ ختم ہوا وہ ختمِ نبوت ہے کیونکہ خاتم النبیین ہے۔ لہٰذا یہ ذریعہ کلام اب دنیا میں نہ ہوگا۔

دوسرے ذریعہ امامت خلافت جاری ہیں مگر ان کا نام نبوت نہیں نبوت ختم کلام کا اصل ذریعہ صرف منہ ہے ہاتھ پاؤں کا یہ وظیفہ نہیں ان کی کلام قالی نہیں حالی ہے۔ دائمی نہیں وقتی ہے اصلی نہیں عارضی ہے۔ لہذا ہاتھ پاؤں کی کلام منہ کی کلام نہیں۔ لہذا خلفاء اور اولیاء کی کلام، کلام نبوت نہیں لہٰذا دلیل آپ کی ختم۔ خلاصہ مسک اس کی مہر کستوری کی ہے۔ مہر اگر ٹوٹ گئی تو شراب خالص نہ رہے گی۔

مرزائیوں نے نبوّت کی مہر توڑی اب ان کا دین اور مذہب خالص محمدی نہیں بلکہ اس میں مرزائی الہامات پیغامات اور دیگر ولیوں کی ملاوٹ ہے لہٰذا خالص اسلامی محمدی قرآنی نہیں کہلا سکتے۔

اور غیر خالص کا لینا کیا مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ دین اور مذہب اختیار کریں جس پر خاتم النّبیّین کی مہر سلامت ہو امامت کی شہادت ہو۔

"معنئ ختم نبوّت بانقطاع نبوت از مرزا صاحب"

مبلّغ اعظم نے فرمایا۔ خاتم النّبیّین کا ترجمہ خود مرزا صاحب نے انقطاع نبوّت کا فرمایا ہے جیساکہ فرماتے ہیں:۔

واما النّبوۃ التی تامّۃ کاملۃ جامعۃ لجمیع کمالات الوحی فقد آمنا بانقطاعنا من یوم نزل فیہ ما کان محمّد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیّین۔

کہ نبوت تامہ کاملہ اسی دن منقطع ہوگئی جس دن خاتم النّبیّین کی آیت اتری لو ختم بمعنی قطع ثابت ہوگیا۔ (توضیح المرام ص۲۰)

اللّٰھمّ صلّ علیٰ محمّد و آل محمّد

الغرض مرزائی مبلّغ قرآن کریم سے کوئی لفظ ختم نہ دکھلا سکا جس کے معنی بند کرنے کے نہ ہوں۔

خاتم المحدّثین یا خاتم الشعراء وغیرہ کے الفاظ سے جو مرزائی دھوکہ دیا کرتے ہیں۔ اوّل تو وہ لفظ کسی آیت یا حدیث کے نہیں۔ دوم بطور مبالغہ مجاز ہیں حقیقت نہیں۔ اور مرزائی مغالطہ کی یہ مثال مشہور ہے۔ کہ مجاز کو حقیقت بنا دیا کرتے ہیں۔

خاتم کے دو معنی ہیں یا۔ من ختمت علیہ الکمالات یا من لا یکون بعدہ نبی" حضورؐ پر دونوں صادق آتے ہیں۔ اگر کمالات ختم ہیں تو دوسرا نبی کیسا۔ اور "من لا یکون بعدہ نبی" کے بعد نبوت کیسی اور حضورؐ نے یہ ترجمہ لا یکون بعدی نبی" خود فرمایا ہے لیت ولعل کیسی ؟ جو حضورؐ کا خود کردہ ترجمہ نہ مانے وہ مسلمان کیسا ؟

"حدیث رسولِ کریمؐ اور لفظ خاتم النبیّین"

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہؐ قال مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل وبنیانا فاحسنہ واجملہ الا موضع لبنۃ من زاویۃ من زوایاہ فجعل الناس یطوفون بہ یتعجبون ویقولون ھلا وضعت ھذہ اللبنۃ قال فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیّین۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۵۰۱ باب خاتم النبیین، مسلم شریف ج ۲ ص ۲۴۸، ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۲۴، مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۱)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا میری مثال اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کی جو مجھ سے پہلے گذرے ہیں اس مرد کی سی ہے جس نے ایک گھر بنایا اور اس کو ہزار زیب و زینت سے آراستہ و پیراستہ کر دیا۔ احسن اور اجمل بنایا مگر ایک کونے میں ایک اینٹ نہ تھی۔ لوگ آتے تھے اور اس مکان کے گرد گھومتے تھے اور دیکھ کر تعجب کرتے تھے کہ یہ اینٹ کیوں نہیں لگائی گئی۔

حضورؐ نے فرمایا وہ اینٹ میں ہوں اور خاتم النبیّین میں ہوا۔ اور مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے:۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فانا موضع اللبنۃ جئت فختمت الانبیاء ص ۲۴۸۔ کہ حضورؐ نے فرمایا۔ اس اینٹ کا مقام میں ہوں میں آگیا پس میں نے انبیاء کو ختم کر دیا۔ اور مسلم شریف کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:۔

کمثل رجل ابتنیٰ بیوتا فاحسنھا واجملھا واکملھا الا موضع اللبنۃ من زاویۃ من زوایات۔ کہ حضور فرماتے ہیں میری مثال اور سابق انبیاء کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے کئی مکان بنائے، احسن بنائے، اجمل بنائے

اکمل بنائے مگر ایک زاویہ کی اینٹ نہ لگی تھی اور لوگ کہتے تھے یہ اینٹ کیوں نہ لگائی۔ تا کہ عمارت پوری ہو جاتی فقال محمدؐ فکنت انا اللبنۃ۔

حضورؐ فرماتے ہیں وہ مَیں ہُوں۔ لو جمال، کمال، حُسن تمام سب کچھ آگیا۔ مرزائی عذر بہانے کا فور حقیقت سے دُور نظر آتے ہیں۔

ختم نبوّت اَز کلام مرزا صاحب آنجہانی

حضرات! مسئلہ ختم نبوّت ایسا متواتر اور ضروریاتِ دین کا مسئلہ ہے کہ مرزائی نہ انکار کر سکتے ہیں نہ اقرار۔ اگر انکار کریں تو خطرۂ کفر ہے اگر اقرار کریں تو مرزا صاحب کی نبوّت کا کچھ نہیں رہتا۔ چنانچہ مرزا صاحب کے ایسے تصریحات موجود ہیں جن سے معنی ختم نبوّت ثابت ہوتے ہے چنانچہ خطبہ الہامیہ صـ۱۶۸ پر ویشابہ الخاتمۃ بالفاتحۃ تاکہ خاتمہ فاتحہ کے مشابہ ہو جائے معلوم ہوا کہ لفظ ختم فتح کی ضد ہے۔ ختم کے معنی بند فتح کے معنی کشادن۔ تریاق القلوب صـ۱۵۷ پر آخری خاتم الاولاد ہو گا۔ چنانچہ مرزا صاحب کے بعد کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا۔ لہٰذا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہو گا۔ اور خطبہ الہامیہ صـ۴۳ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاتم انبیاء بنی اسرائیل فرمایا ہے۔" وجعلہ خاتم انبیاء ھم " اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ کے بعد بنی اسرائیل ہیں کوئی نبی نہیں۔ چنانچہ مرزا صاحب نے " انتہا بعیسیٰ " کے ساتھ ترجمہ فرمایا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ مَیں خاتم النّبیّین کا بروز ہوں دیکھو صـ۱۶۷ خطبہ الہامیہ جب بروز کے بعد کچھ نہیں تو اصل کے بعد نبی کیسا۔ چنانچہ فرماتے ہیں مَیں خاتم الخلفاء ہُوں صـ۶۰ دونوں سلسلے ختم صـ۲ مسیح آخری اینٹ صـ۳ آخر الخلفاء صـ۲۷ مسیح پہ سلسلہ بنی اسرائیل ختم صـ۱۲۳ مرزا صاحب کے بعد قدم کی گنجائش نہیں صـ۱۵۹ مرزا صاحب کا وقت عصر ہے عصر کے بعد کوئی نماز نہیں صـ۱۶۲ خاتم دنیا و منتھی الایام صـ۱۷۱ تین زمانے مسیح موعود کے بھی فنا۔ تریاق القلوب صـ۱۵۶، زمانہ آخر و خلیفہ آخر صـ۱۸۲ الہامیہ۔

الغرض مبلّغِ اعظم نے مرزا صاحب کی کلام سے ہی ثابت کر دیا کہ ختم کے معنی آخری اور اتمام اور بند کے ہیں۔ الف سادس آخری اینٹ، نماز عصر سب خاتم کی معقول محسوس مثالیں ہیں۔ وقالوا ان ھذا الرجل یدعی النبوۃ واللہ یعلم ان قولھم

هذا کذب بحت لا یمازجہ شیٔ من الصدق و الا صل لہ اصلا وما غنوہ الا لیہجوا الناس علی التکفیر والسب واللعن والطعن بنھضوا ھم العناد و الفساد و یفرقوا بین المومنین و انی واللہ آمن باللہ ورسولہ آمن بانّہ خاتم النبیّین ۔ سلسلہ تصنیفات جلد ششم ص حمامۃ البشریٰ ۔ کہ میرا دعویٰ نبوت نہیں ہیں خاتم النّبیّین پر ایمان رکھتا ہوں ۔ اور ختم کے معنی انسداد نبوّت مانتا ہوں ۔ البتہ یہ کہتا ہوں کہ بالقوۃ محدث میں اجزاء ہوتے ہیں مگر بالفعل نہیں کیونکہ باب نبوّت ختم ہو چکا ہے لہٰذا خاتم النّبیّین کے بعد میری طرف جو دعوت بالفعل منسوب کرتے ہیں وہ جھوٹے ہیں ۔ فتنہ و فساد تفریق بین المومنین کے بانی ہیں ، مجھے کافر بنانا یا مشہور کرنا چاہتے ہیں ۔

مُعاملہ صَاف ھُوَا ؎

(۸۶)

تنظیمی

مُلّاؤں کا غلط وطیرہ

شرائط وضوابط

مناظرہ دو چک ذخیرہ

حضرت مبلّغ اعظم قبلہ کا بیان

حضرات!

مولوی عبدالستار صاحب کوئی خاص مناظر نہیں ہے۔ باگڑ سرگانہ کی روئیداد ہمہ تن جھوٹی ہے اور اس بزرگ کی گھر بیٹھ کر لکھی ہوئی ہے اور جن کتابوں کے اس میں حوالے دیئے گئے ہیں وہ تو ان کے پاس اس وقت موجود ہی نہیں تھیں اور چھ سال تو اس نے میرے مناظروں سے ڈر ڈر کر بھاگتے ہوئے گذار لئے اور باگڑ سرگانہ میں شکست کھا گیا اور گھر بیٹھ کر جھوٹی روئیداد لکھ دی۔ جس پر نہ کسی سنّی کی تصدیق ہے نہ شیعہ کی حتّٰی کہ ان علماء کی بھی تصدیق نہیں جو اس کے ساتھ شریک مناظرہ تھے۔ اب اسی لئے مکر اور بہانے سے جان بچا رہا ہے کہ میرے پرانے راز بھی نہ کھل جائیں۔ لہٰذا میں اس کو اجازت دیتا ہوں کہ جہاں چاہے شیعہ کے ایمان بالقرآن پر بحث کرے۔ شرائط مساوی ہوں گے۔ الزامی تحقیقی جواب کا حق دونوں کو حاصل ہوگا۔ دوسرا اس نے جو کتاب مختصر شافی کی روایت پیش کر کے حضرت امام حسین علیہ السلام کی بیعت کا شور مچا رکھا ہے۔ اگر وہ روایت صحیح ہو اور شیعہ کتب کی ہو اور سنّی کتب میں موجود نہ ہو اور اس کا وہی مطلب ہو جو یہ کہتا پھرتا ہے تو ہم اہلسنّت کو لکھ کر دے دیں گے کہ ہم ہار گئے۔ اور آئندہ کبھی میدانِ مناظرہ میں نہ آئیں گے۔ ورنہ ان کو سمجھاؤ کہ چار پیسے کیلئے کیوں خالی اور سُونے میدانوں میں نعرے لگاتا پھرتا ہے۔ جب میدان میں سوائے فرار کے کچھ نہیں جانتا اور میدانوں سے بھاگ دوڑ کر سنّیوں کو شیعہ بنا رہا ہے۔ چودہ آدمی اس کا فرار دیکھ کر بستی سیالکوٹ ضلع جھنگ میں شیعہ ہو گئے تھے اور ایک مولوی فتح محمد المعروف غلام مرتضٰے باگڑ سرگانہ میں شیعہ ہو گیا تھا اور آج اس کا فرار دیکھ کر مولوی کرم دین اور اس کے کئی ساتھی شیعہ ہو گئے ہیں۔ کیا یہ اہلسنّت کی توہین نہیں جو یہ بزرگ کروا رہا ہے۔

(مولانا) محمد اسماعیل

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَا مَانِعَ لِحُکْمِہٖ وَلَا نَاقِضَ لِقَضَائِہٖ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِ اَنْبِیَاءِہٖ وَعَلٰی عَلِیٍّ سَیِّدِ اَوْلِیَاءِہٖ اَلْمُعَارِضُ لِاَعْدَاءِہٖ ۝

حضرات!

مَیں نے آج تک تنظیمی مولویوں کی شکست و فرار کے قصے، اشتہارات، اخبارات میں تو متعدد بار پڑھے سُنے تھے مگر اَب تک علماءِ فریقین کو بالمشافہ مابہ النزاع مسائل پر گفتگو کرتے ہوئے دیکھنے اور سُننے کا موقعہ نہیں ملا تھا۔ اتفاقاً مجھے معلوم ہوا کہ مورخہ ۲۳ ۴/۶۳ کو موضع چک ۲ ذخیرہ متصل پنڈی بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ میں شیعہ و سُنّی مناظرہ ہو رہا ہے۔ مَیں بھی بصد جذبۂ اشتیاق وہاں پہنچا۔ علماءِ فریقین اپنے اپنے کتبخانہ سمیت، رائے سادے خان صاحب کی حویلی میں تشریف فرما تھے۔ علماءِ شیعہ میں سے مندرجہ ذیل حضرات قابلِ ذکر ہیں:-

مبلغِ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب آف لائل پور۔ مولانا محمد حسین صاحب پرنسپل دار العلوم محمدیہ سرگودھا۔ مولانا سیّد خادم حسین بخاری حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ۔ عمدۃ الواعظین سیّد محبوب علیشاہ ہمدانی اور خود راقم الحروف اور مولوی ناصر حسین صاحب ناصر شاگرد مبلغِ اعظم صاحب۔

اہلِ سُنّت مولوی صاحبان میں سے مولوی عبد الستار تونسوی۔ پروفیسر خالد محمود صاحب مولوی احمد شاہ اور مولوی منظور احمد چنیوٹی وغیرہم۔

یہ ظاہر و باہر ہے کہ باقتضاءِ الحق مع علی و علی مع الحق۔ حق ہمیشہ علیؑ کے ساتھ ہے اور مخالف علیؑ کے ساتھ کبھی نہیں ہو سکتا۔ مزے کی بات یہ ہے کہ مولوی عبد الستار اور خالد محمود کے جھوٹے اور مصنوعی وقار کا بھانڈہ چک مذکور کے جوہڑ کے کنارے کچھ اس طرح پھوٹا کہ احمد شاہ چوکیردی کا تعاون بھی بے حقیقت ہو کر رہ گیا۔ ہزار انکار اور فرار بھی کام نہ آیا۔ آخر مولوی کرم دین صاحب نے شیعہ ہونے کا اعلان کر کے کمزوری اور فرار کی تصدیق کر دی جس کی تفصیل آگے آئے گی۔

انعقادِ مناظرہ کی وجوہات

مولوی منظور احمد چنیوٹی کی امن سوز حرکات

رائے سادے خان صاحب (سابق سُنّی) چونکہ اپنے علاقہ کی ایک مقتدر شخصیت تھی

اور اَپنے نمانہ سُنّیت میں مولوی منظور احمد چنیوٹی کے آباء و اقرباء کی مالی امداد میں رائے صاحب کا کافی حصّہ ہوتا تھا جو آج سے چند سال قبل موصوف کے شیعہ ہو جانے سے ختم ہو چکا تھا۔ اسلئے مولوی منظور احمد چنیوٹی کے دل میں رائے صاحب کا شیعہ ہو جانا خارِ نوکدار کی طرح کھٹکتا رہا۔ چنانچہ ایک دن اِسی کھٹکے کو دل میں لئے ہوئے اور اپنی مولویانہ چال بازیوں سے کام لیتے ہوئے رائے صاحب کے جذبۂ غیرتِ ایمانی کو آن بھڑکایا اور مناظرے کا چیلنج دیدیا۔ اور اپنی شاطرانہ چالاکی سے حسبِ منشا معاہدہ نامہ لکھ کر رائے سادے خان کی سادگی سے دستخط کروا لیے اور بذاتِ خود اسی کا نام شرائط نامۂ مناظرہ رکھ لیا جسے، معاہدہ نامہ کی بجائے مکر و فریب نامہ کہیں تو زیادہ موزوں ہوگا۔ بلکہ مناظرہ سے جان چھڑانے کا سہارا کہیں تو انسب ہوگا

آغازِ مناظرہ

اور

مُلّاں خالد محمود کی چالاکیاں اور علمی کمزوریاں

چونکہ ضلع گوجرانوالہ میں دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ تھا۔ اس لئے مناظرہ کھُلے عام تو ہو نہیں سکتا تھا۔ چار دیواری کے اندر صرف چند مخصوص شیعہ و سُنّی حضرات سامعین کی صفوں میں بیٹھے تھے۔ منجانب شیعہ (۱) مولانا محمد اسمٰعیل مناظر، اور (۲) مولانا محمد حسین صاحب صدر (۳) مولانا سیّد خادم حسین بخاری معاون متعین ہوئے اور منجانب اہلسنّت مولوی عبدالستار تونسوی مناظر، مولوی احمد شاہ چوکیری معاون اور مولوی خالد محمود صدر مقرر ہوئے اور ٹھیک سوا بارہ بجے دن مناظرہ شروع ہوا تو مبلّغ اعظم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے فرمایا کہ پہلے اصول و شرائط مناظرہ طے ہونے چاہئیں۔ لیکن مولوی خالد محمود صاحب جھٹ سے کھڑے ہو گئے۔ کہ اصول و شرائط مناظرہ پہلے طے ہو چکے ہیں۔ چنانچہ ایک کاغذ پڑھنا شروع کیا جس پر مولوی منظور احمد صاحب چنیوٹی اور رائے سادے خاں صاحب کے دستخط تھے۔ مبلّغ اعظم نے فرمایا کہ مولوی صاحب! یہ کتنی بے انصافی ہے کہ اس کاغذ پر آپ کی طرف سے تو مولوی منظور احمد صاحب کے دستخط ہیں۔ لیکن ہماری طرف سے ایک ایسے آدمی کے دستخط ہیں جو اپنا نام بھی صحیح طور پر نہیں لکھ سکتا۔ حالانکہ شرائط

طے کرنا علماء کا کام ہے۔ اور پھر اس معاہدہ میں کئی ایک بنیادی اور فنی غلطیاں بھی ہیں۔ مثلاً اس میں موضوع لکھا ہے "ایمان بالقرآن"، جس میں مدعی اہل سنّت کو بنایا گیا ہے اور سائل شیعہ کو۔ حالانکہ ایمان بالقرآن کا لفظ مثبت ہے نہ کہ منفی۔ اس میں سنّی علماء کی جتنی بھی گفتگو ہوگی وہ من حیث النفی ہوگی اور شیعہ کی من حیث الاثبات۔ اور مدعی ہمیشہ وہ ہوتا ہے جو اثبات کی جہت سے کلام کرے۔ رشیدیہ موضوع نمبر۴ سے موازنہ کیا جائے۔ اس کے بعد مبلغ اعظم نے کتاب رشیدیہ صلا سے یہ عبارت پڑھی المدعی من نصب نفسہ لاثبات الحکم من حیث انہ اثبات الخ یعنی مدعی وہ ہوتا ہے جو اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے کھڑا ہو۔ اس حیثیت میں کہ وہ اثبات کر رہا ہے۔ لیکن اس معاہدہ میں اُلٹ ہے اثبات ایمان بالقرآن کا تو ہم نے کرنا ہے اور نفی مولوی عبدالستار نے۔ اور نفی کرنیوالے کو سائل کہتے ہیں۔

چنانچہ رشیدیہ کے ص۱۶۱ سے یہ عبارت پڑھی کہ والسائل من نصب نفسہ لنفیہ۔ یعنی سائل وہ ہے جو اس کی نفی کے لئے کھڑا ہو۔ اسلئے ضابطہ کی رُو سے ہم مدعی ہیں اور مولوی عبدالستار سائل۔ لیکن عبدالستار، خالد محمود اور احمد شاہ جیسے علم کے دعویدار اس دیدہ و دانستہ غلطی کو بھی تسلیم کرنے سے گریز کر کے اہلِ حق کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو گئے۔

اس کے جواب میں مولوی خالد محمود نے احمد شاہ چوکیروی کی مدد سے ان الفاظ میں اظہارِ بے علمی کیا، کہ نفی کرنے والا بھی مدعی ہوسکتا ہے اور رشیدیہ سے یہ عبارت پڑھی:۔ ان المدعی من تصدی نفسہ لاداۃ مطابقۃ النسبۃ الخبریۃ للواقع الخ۔

مبلّغ اعظم نے اس کے جواب میں فرمایا، حضرات! ذرا اپنے مناظرین کی علمیّت ملاحظہ فرمائیے کہ رشیدیہ کی معمولی عبارت کو سمجھنے کی بھی اہلیّت نہیں رکھتے۔ حالانکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ مدعی کی وہ تعریف ہے جو ملّا عصام نے اپنے رسالہ عضدیہ کی شرح میں کی ہے، اور یہ ناقص ہے۔ کیونکہ صاف لکھا ہے کہ فیہ نظر، یہ تعریف محلِ نظر ہے۔ لیکن یہ سُنّی علماء صحیح کو چھوڑ کر عمداً غلط پیش کر رہے ہیں۔ اور دُوسرا نسبت خبریہ میں دو احتمال ہوتے ہیں۔ نفی اور اثبات۔ اور رشیدیہ کا اصل متن کہتا

ہے کہ مدّعی وہ ہے جو من حیث الاثبات کلام کرے۔

اس کے بعد مولوی خالد محمود صاحب فنّ مناظرہ کے ضابطہ کے تحت کوئی علمی جواب تو نہ دے سکے البتہ ایک نئی اُپج آنکالی کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ بھی تو ایک دعویٰ ہے جس کے مسلمان مدّعی ہیں۔ حالانکہ اس سے بھی نفی اللہ مقصود ہے"۔

مبلّغ اعظم نے اس کے جواب میں فرمایا کہ یہ دعویٰ نہیں بلکہ مشرکوں کے دعاوی کی ردّ ہے۔ الغرض مدّعی کی تعریف میں بھی علماء اہل سنّت کوئی علمی جواب نہ دے سکے اُلٹا شور مچانا شروع کر دیا کہ نہیں نہیں ہم تو اُسی پہ مناظرہ کریں گے جو کاغذ پہ لکھا جا چکا ہے ورنہ ہم جاتے ہیں۔ مبلّغ اعظم نے فرمایا کہ حضرات اس طرح فرار کے بہانے نہ بنائیے۔ کیونکہ میرا سابقہ تجربہ شاہد ہے کہ آپ لوگ صحیح طور پہ اصول و شرائط طے کر کے شیعہ سے مناظرہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ مذہب شیعہ قرآن اور اہل بیت کا مذہب ہے اس پہ اعتراض کرنا کارے دارد۔

اس کے بعد کافی اصرار کیا گیا مگر علماء اہلِ سُنّت صحیح شرائط طے کرنے پر تیار نہ ہوئے کیونکہ اُن کو اپنی کمزوریاں نظر آ رہی تھیں۔ جب سُنّی علماء راہِ فرار اختیار کرنے والے ہی تھے کہ مبلّغ اعظم مدّظلہٗ نے انتہائی فراخدلی کا ثبوت دیتے ہوئے۔ بہ بانگِ دُہل اعلان کیا کہ اگرچہ یہ نہ تو کوئی شرائط نامہ ہے اور نہ ہی ہماری طرف سے طے کرنے والا کوئی عالم تھا۔ لیکن ان بزرگوں کے فرار کو روکنے کے لئے میں اس فریب نامہ ہی کے مطابق **مناظرہ کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن ہماری ایک بات مان لی جائے کہ فریقین کو تحقیقی جوابات دینے کے ساتھ ساتھ الزامی جوابات دینے کا بھی حق حاصل ہوگا** جسے فریقین نے قبول کر لیا اور ٹرن اوّل دس دس منٹ اور بعد کی پانچ پانچ منٹ کی مقرر ہونے کے ساتھ ہی مناظرہ شروع کیا۔

(۱) اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ **لَحٰفِظُوْن** (قرآن مجید) یعنی جس خدا نے قرآن کو نازل کیا ہے وہی اس کا حفاظت کنندہ ہے۔

(۲) اصول کافی میں ہے کہ جبریلؑ جو قرآن لایا تھا، اُس کی سترہ ہزار آیتیں تھیں۔

۳- دیباچہ ترجمہ مقبول میں ہے کہ ہمارے ہاتھوں میں پورا پورا قرآن نہیں ہے اور سورۃ احزاب سورۃ بقر سے زیادہ تھی۔ لہٰذا اگر مولوی محمد اسماعیل جواب دینا چاہیں تو شیخ

مرتضیٰ، طوسی، شیخ صدوق وغیرہ علماء کا کلام ثبوت میں پیش نہ کریں۔ صرف اقوالِ معصومین ہی سے ثبوت دے سکتے ہیں جیسا کہ ہیں نے اقوالِ معصومین سے ثبوت دیا ہے۔

۴۔ علامہ کلینی تحریف کا قائل تھا۔ پھر بلا ثبوت تقریر شروع کر دی کہ موجودہ قرآن صحابہ نے دیا ہے اور شیعہ صحابہ کرام کو مانتے نہیں حضرت علیؓ نے صدیق اکبر کی بیعت کر لی۔

نوٹ:۔ اس پر مبلغ اعظم نے ٹوکا کہ مولوی صاحب! مناظرہ کا موضوع ایمان بالقرآن ہے نہ کہ خلافتِ ثلاثہ۔ اگر قصۂ بیعت وغیرہ پر نازہو تو خلافتِ ثلاثہ کا موضوع رکھ لو تمہیں خود ہی آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائے گا۔ چنانچہ مولوی خالد محمود نے عبدالستار کو "یہ بات خلافِ موضوع ہے" کہہ کر روک دیا تاکہ خلافت کے باب میں سُنّیت کی رُسوائی نہ ہو۔

اسکے بعد مبلغ اعظم جوابی تقریر کے لئے کھڑے ہوئے اور خطبہ مسنونہ کے بعد ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ الآیۃ کو عنوان کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرات! یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ پھر فرمایا کہ مولوی عبدالستار صاحب کا پیش کردہ ثبوت اور استدلال دونوں غلط ہیں۔ کیونکہ موضوع کا عنوان ہے ایمان بالقرآن۔ چنانچہ ضابطہ کے مطابق عبدالستار صاحب کو پہلے ایمان کی تعریف اور پھر قرآن کی تعریف کرنا چاہیئے تھی۔ اور پھر ثابت کرنا چاہیئے تھا کہ ایمان کن چیزوں سے ثابت ہوتا ہے اور کن چیزوں سے کفر لازم آتا ہے اور پھر یہ ثابت کرنا چاہیئے تھا کہ جو روایات اصول کافی وغیرہ میں سے پیش کیں وہ اس معیار پر فٹ بھی آتی ہیں یا نہیں۔

بعدہٗ مبلغ اعظم نے ایمان کی یہ تعریف فرمائی کہ ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے اور وہ قطعیات اور یقینیات سے حاصل ہوتا ہے اور قطعیات کیلئے آیت محکم اور خبر متواتر کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد مبلغ اعظم نے قرآن مجید کی یہ تعریف کتب فریقین سے پڑھی۔

۱۔ اَلْقُرْاٰنُ الْمُنَزَّلُ عَلَى الرَّسُوْلِ الْمَكْتُوْبُ فِى الْمَصَاحِفِ نَقْلًا مُتَوَاتِرًا بِلَا شُبْهَةٍ (حسامی صـ۲؎۔ نور الانوار صـ۹ وغیرہما) کہ قرآن وہ ہے جو رسولِ خداؐ پر نازل کیا گیا ہے اور دُنیا بھر کے مکتوب قرآنوں میں لکھا ہوا ہے نقل متواتر کے ساتھ بغیر کسی شبہ کے۔ پھر شیعہ کی کتاب:۔

۲۔ قوانین الاصول جلد اوّل صـ۴۰۳ سے یہ عبارت پڑھی کہ اَلْقُرْاٰنُ مُتَوَاتِرٌ فَمَا

نُقِلَ اٰحَادًا لَیْسَ بِقُرْاٰنٍ لِاَنَّہٗ مِمَّا یَتَوَفَّرُوْا الدَّوَاعِیْ عَلٰی نَقْلِہٖ وَمَا ھُوَ کَذٰلِکَ فَالْعَادَۃُ تَقْتَضِیْ بِتَوَاتُرِہٖ......

یعنی قرآن مجید متواتر ہے اور جو چیزیں اخبار احاد سے نقل کی گئی ہیں وہ قرآن نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ قرآن منقول بالتواتر ہے۔ کیونکہ اس کی نقل کے اسباب کثیر تھے۔ اور جو ایسا ہو پس عادت اس کے تواتر کا تقاضا کرتی ہے اور متواتر بھی طبقاتی ہے۔

۳۔ پھر مبلغ اعظم نے تواتر کی اقسام مقدمہ فتح الملہم جلد ۱ صہ ۵ سے یوں پیش کیں کہ تواتر چار قسم پر منقسم ہے:۔

اوّل:۔ تواتر اسناد دوم:۔ تواتر طبقہ سوم:۔ تواتر عمل چہارم:۔ تواتر معنوی۔ یہ تواتر کی سب سے گھٹیا قسم ہے۔ لیکن مولوی عبدالستار صاحب نے جتنی روایات پیش کی ہیں وہ ضعیف، موضوع اور مؤول ہیں۔ اگر ان میں سے کسی کو صحیح مان بھی لیا جائے تو خبر واحد سے آگے نہیں بڑھتیں جن سے زیادہ سے زیادہ تواتر معنوی ثابت ہوگا اور قرآن مجید تواتر طبقاتی ہے۔ اب اہل علم حضرات انصاف سے بتائیں کہ جب تواتر معنوی بھی تواتر طبقاتی کے مقابلہ میں کوئی شئے نہیں ہے تو اخبار احاد کی کیا حقیقت ہے جن کو مولوی عبدالستار بغل میں دبائے ہوئے رینگ رینگ کر اپنے عقل دشمن جہلا کو گمراہ کئے پھرتے ہیں۔

مبلغ اعظم نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ بحث موجودہ قرآن مجید میں ہے کہ کس کا اس پہ ایمان ہے اور کس کا نہیں۔ رہا مولوی عبدالستار کا قرآن مجید کے متعلق آئمہ معصومین علیہم السلام کی تصدیق کا مطالبہ۔ سو میں آئمہ معصومینؑ کے فرامین قرآن موجودہ کے متعلق پیش کرتا ہوں۔ سنیئے!

تصدیق قرآن اور آئمہ معصومینؑ

اوّلاً:۔ نہج البلاغہ جلد دوم صہ ۶ پہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:۔
اِنَّا لَمْ نُحَکِّمِ الرِّجَالَ وَاِنَّمَا حَکَّمْنَا الْقُرْاٰنَ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ اِنَّمَا ھُوَ

خَطٌّ مَسْطُوْرٌ بَیْنَ الدَّفَّتَیْنِ الخ۔ یعنی ہم نے بندوں کو حکم نہیں بنایا بلکہ قرآن کو حکم بنایا ہے اور یہ قرآن وہی ہے جو بین الدّفتین مسطور ہے۔ اس میں قرآن مجید کی تصدیق بھی ہے اور موجودہ قرآن کی تعریف بھی ہے اور تجدید بھی۔ اور حضرت علی علیہ السّلام کا یہ کلام حکمین کے بارے میں ہے اور حکمین کا معاملہ علیؑ اور معاویہ کے درمیان تھا اور اس میں لفظ ہٰذا اسم اشارہ بھی موجود ہے جو محسوس مبصر کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس سے وہی قرآن مُراد ہو سکتا ہے جو حکمین کے درمیان موجود اور مسلّم ہو۔ پس ثابت ہوا کہ یہ فرمان قرآن موجودہ کے متعلق ہے جو بین الدّفتین ہے۔

ثانیاً:۔ اس کے بعد احتجاج طبرسی صفحہ ۲۳۴ سے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کا فرمان پیش کیا۔ قَالَ اَبُو الْحَسَنِ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدِ نِ الْعَسْکَرِیُّ اِجْتَمَعَتِ الْاُمَّۃُ قَاطِبَۃً لَا اخْتِلَافَ بَیْنَہُمْ فِیْ ذَالِکَ اَنَّ الْقُرْاٰنَ حَقٌّ لَا رَیْبَ فِیْہِ عِنْدَ جَمِیْعِ فِرَقِہَا فَہُمْ فِیْ حَالَۃِ الْاِجْتِمَاعِ عَلَیْہِ مُصِیْبُوْنَ وَعَلٰی تَصْدِیْقِ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ مُہْتَدُوْنَ۔ یعنی حضرت امام علی نقی علیہ السّلام نے فرمایا کہ تمام اُمت اس بات پر مجتمع ہوگئی ہے اور اُن میں کوئی اختلاف نہیں کہ تحقیق یہ قرآن مجید حق ہے۔ اور اُمّت کے تمام فرقوں کے نزدیک اس میں کوئی شک نہیں اور اس بات پر اجماع کرنے میں بیشک مصیب اور درست ہیں اور مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ کی تصدیق کرنے میں ہدایت یافتہ ہیں۔

اس پر مبلّغ اعظم صاحب نے فرمایا کہ بیجئے مولوی صاحبان! میں نے اس موجودہ قرآن مجید کی جو تمام اُمّت کے پاس ہے۔ اپنے آئمہ معصومین سے تصدیق بھی پیش کردی ہے کہ یہی قرآن واجب العمل والاعتقاد ہے جو تمام اُمّت کیلئے ہے کیونکہ اس روایت میں عند جمیع فرقھا کا لفظ موجود ہے جو موجودہ قرآن پر دال ہے۔

تکذیب روایات تونسوی از آئمہ معصومینؑ

اس کے بعد مبلّغ اعظم صاحب نے فرمایا کہ جو روایات مولوی عبدالستار صاحب

نے پیش کی ہیں اُن کا جواب ہمارے آئمہ معصومینؑ نے یُوں ارشاد فرمایا ہے۔

جواب روایات از آئمہ معصومینؑ

اوّلاً:۔ اصول کافی صفحہ ۵۴ سے حضرت امام رضا علیہ السّلام کا یہ قول پڑھا۔ فَقَالَ اَبُو الْحَسَنِ اِذَا کَانَتِ الرِّوَایَاتُ مُخَالِفَةً لِّلْقُرْاٰنِ کَذَّبْتُهَا۔ یعنی حضرت امام رضا علیہ السّلام نے فرمایا کہ جب روایات قرآن مجید کے مخالف ہوں۔ میں اُن کی تکذیب کرتا ہوں اور اُن کو جھوٹا سمجھتا ہوں۔

ثانیاً:۔ اصول کافی صفحہ ۶ سے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام کا یہ فرمان پڑھا:۔

اطلقه العالم علیہ السلام اعرضها علی کتاب اللہ ما وافقه فخذوه وما خالف کتاب اللہ فردوه۔ یعنی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام نے فرمایا کہ جب روایات میں اختلاف ہو تو ان کو اللہ کی کتاب پر پیش کرو۔ پس جو کتاب اللہ کے موافق ہو وہ لے لو اور جو مخالف کتاب اللہ ہو اُسے ردّ کر دو۔

ثالثاً:۔ اصول کافی صفحہ ۳۹ سے حضرت امام جعفر الصادق سے یہ روایت پڑھی:۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السّلام قال قال رسول اللہ ان علی کل حق حقیقة وعلی کل صواب نورا فما وافق کتاب اللہ فخذوه وما خالف کتاب اللہ فدعوه۔ یعنی حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تحقیق ہر حق پر ایک حقیقت ہوتی ہے اور ہر درستی پر ایک نُور ہوتا ہے۔ پس جو کتاب اللہ کے موافق ہو وہ لے لو اور جو مخالف کتاب اللہ ہو اُسے چھوڑ دو۔

رابعاً:۔ مبلّغ اعظم نے کتاب احتجاج طبرسی صفحہ ۲۳۴ سے حضرت امام علی نقی علیہ السّلام کا یہ ارشاد پڑھا۔ قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَاِذَا شَهِدَ الْکِتَابُ بِتَصْدِیْقِ خَبَرٍ وَتَحْقِیْقِهٖ فَاَنْکَرَتْ طَائِفَةٌ مِّنَ الْاُمَّةِ وَعَارَضَتْهُ بِحَدِیْثٍ مِّنْ هٰذِهِ الْاَحَادِیْثِ الْمُزَوَّرَةِ فَصَارَتْ بِاِنْکَارِهَا وَدَفْعِهَا الْکِتٰبَ کُفَّارًا ضُلَّالًا وَاَصَحُّ خَبَرٍ مَّا عُرِفَ تَحْقِیْقُهٗ مِنَ الْکِتٰبِ۔

ترجمہ:- یعنی حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کتاب اللہ کسی حدیث کی تصدیق اور تحقیق کرے اور اُمت کا کوئی گروہ پھر بھی اس کا انکار کرے اور جھوٹی حدیثوں سے اس کا مقابلہ کرے تو کتاب اللہ کو چھوڑنے اور حدیث کا انکار کرنے سے کافر اور گمراہ ہو جائے گا اور سب سے صحیح حدیث وہی ہوتی ہے جس کی تصدیق کتاب اللہ سے پہچانی جائے۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ میں نے اپنی مختصر تقریر میں آئمہ طاہرینؑ کے کلام سے قرآن مجید کی تصدیق اور مولوی عبدالستار کی پیش کردہ ضعیف اور مجہول روایات کی تکذیب بھی پیش کر دی ہے۔ اب ایسی پختہ اور ناقابلِ تردید آئمہ معصومینؑ کی تصدیقات اور تصریحات کے بعد عبدالستار کے پیش کردہ رطب ویابس کی کیا حقیقت رہ گئی ہے۔ مگر یہ شمع ہدایت تو اہلِ ایمان اور سلیم القلب حضرات کے لئے ہی ہو سکتی ہے۔ خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ کے مصداق تو ضد اور تعصبیت کی وجہ سے ابوجہل اور ابولہب کو بھی پیچھے چھوڑ جائیں گے۔ اور یہی جواب ایسے روایات کا اہل السنّت کے محققین علماء تسلیم کر چکے ہیں۔ شرح مواقف ص۶۸۴

الجواب:- ان ما نقل منه احاد المردود۔ ص۲۲ پر یہ ہے:- ان الاحاد لا تعارض القاطعه۔ یزید ان اختلاف الصحابة فی بعض سورة القرآن مروی بالاحاد المفیدة للظن و مجموع القرآن منقول بالتواتر المفید للیقین الذی یضمحل الظن فی مقابلة فتلك الاحاد مما لا یلتفت الیه۔

ایسے روایات کا جواب یہ ہے کہ جو بطور احاد نقل ہوا وہ مردود ہے۔ کیونکہ اخبار احاد قطعیات کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرام نے جو قرآن کی بعض سورتوں میں اختلاف کیا وہ بطور اخبار احاد مروی ہے جو صرف مفید ہوتے ہیں اور قرآن مجید منقول بالتواتر ہے۔

مولوی عبدالستار اور خالد محمود کی تو کیا حقیقت پوری تنظیمی دنیا کے مُلّاں مل کر بھی قیامت تک میری پیش کردہ روایات اور استدلال کا جواب نہیں دے سکتے۔

اس کے بعد آپ نے قوانین الاصول جلد۱ ص۴۰۳ مطبوعہ ایران سے یہ عبارت

پڑھی تواترالقرآن فی جملتہ وجوب العمل بما فی آیاتہ الیوم فما لا شک فیہ ولا شبھۃ تعتریہ الخ یعنی قرآن مجید جو آج کے دن تک ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے اس کا تواتر فی الجملہ ثابت ہے اور اس پر عمل واجب ہے۔ لہٰذا اس میں کوئی شک نہیں اور نہ کوئی شبہ داخل ہو سکتا ہے۔

اب میں مولوی عبدالستار اور اس کے حواریوں کو اجازت دیتا ہوں کہ وہ ہماری کسی کتاب سے یہ ثابت کریں کہ شیعہ کو موجودہ قرآن شریف کی کسی آیت یا سورت میں شک ہے اور وہ کسی آیت یا سورہ کے منکر کو کافر نہیں سمجھتے تو مولوی عبدالستار منہ مانگا انعام حاصل کرلے اور ہم اپنی شکست تسلیم کرلیں گے۔

اہلسنّت کے موجودہ قرآن پر ایمان کی حقیقت

اس کے بعد مبلغ اعظم نے فرمایا کہ لیجئے حضرات! اب میں اہل سنّت حضرات کی کتابوں سے ثابت کرتا ہوں کہ یہ لوگ موجودہ قرآن مجید پر ایمان نہیں رکھتے اور اس کو کامل و مکمل نہیں سمجھتے۔ فرمایئے اس قرآن پر ان کا ایمان کیسے رہ سکتا ہے جبکہ ان کو شبہات ہیں۔ مبلغ اعظم نے اپنے دعویٰ کی دلیل میں مندرجہ ذیل کتب سے حوالہ جات پیش کیے۔

اولاً ا۔ نورالانوار صہ ۹ مطبوعہ مجتبائی۔ قولہ بلا شبھۃ احتراز عن التسمیۃ لان فیھا شبھۃ ولذا لم یکفر جاحدھا ولم تجز الاکتفاء بھا فی الصلوٰۃ ولم تحرم تلاوتھا للجنب الحائض والنفساء والاصح انھا من القرآن وانما لم یکفر جاحدھا بوجود الشبھۃ الخ

بلا شبہ کہ تعریف قرآن میں جو قول قرآن ہے۔ یہ احتراز ہے۔ بسم اللہ سے کیوں کہ اس میں شبہ ہے۔ اسی لئے اس کے منکر کو کافر نہیں کہا جاتا۔ اور اس پر نماز میں اکتفا جائز نہیں۔ اور اس کی تلاوت جنب حائض اور نفساء پر حرام نہیں۔ زیادہ صحیح یہی ہے۔ کہ بسم اللہ قرآن کی جزء ہے۔ اور اس کے منکر کو کافر اس لئے نہیں کہا جاتا کہ باوجود صحیح ہونے کے اس میں شبہ ہے۔

شبہ پھر بھی موجود ہے

لیجیے حضرات! ایمان بالقرآن کے دعویداروں کو بسم اللہ میں ہی شبہات شروع ہو گئے۔ اب اختتام قرآن کے متعلق بھی سن لیجیے۔ کہ قرآن کی آخری سورتیں معوذتین یعنی سورہ فلق اور سورۂ والنّاس ہے اور دونوں کے متعلق سُنّی مذہب کے فتاوی قاضی خاں صد ۸۱۲ پر یہ فتاویٰ موجود ہے۔

۲۔ مَنْ زعم ان المعوذتین لیستا من القرآن ذکر فی النوازل انہ لا یکون کافراً۔

کہ جس شخص نے یہ زعم کیا۔ کہ قرآن مجید کی آخری دو سورتیں سورہ فلق اور سورۂ والناس قرآن نہیں ہیں۔ امام محمد شاگرد رشید امام ابو حنیفہ نے کتاب نوازل میں ذکر کیا ہے کہ "کافر نہیں ہے"

پس سنی کتب سے یہ دونوں روائتیں پیش کرنے کی دیر تھی کہ خالد محمود اور عبد الستار نے قصر سُنّیت کو تزلزل سے بچانے کے لئے شور مچانا شروع کر دیا۔ اور سمجھ گئے کہ اگر کچھ دیر مناظرہ اور جاری رہا تو لوگوں پر سنیوں کے ایمان بالقرآن کی حقیقت پورے طور پر کھل جائے گی۔ بخاری مسلم سے قرآن جلانے کے قصے، سنن ابن ماجہ سے بکریوں کو چرانے کے واقعات الفخری سے قرآن مجید کو نیزوں پر بلند کرنے کی داستانیں مروج الذہب سے قرآن کو نیزوں کا نشانہ بنانے کی کہانیاں اور فتاویٰ قاضی خاں سے قرآن مجید کو خون اور پیشاب سے لکھنے کے جواز کے فتوے سامنے آجائیں گے۔ اور مناظرہ باگڑ سرگانہ کی خود نوشت داستان بے تصدیق اور خانہ ساز روئیداد کے مجموعہ کا بھانڈہ بھی پھوٹ جائے گا! چالاکی سے کام لیتے ہوئے ضد لگا کر بیٹھ گئے کہ اگر الزامی جواب دو گے تو ہم مناظرہ نہیں کرینگے۔

مُلّاں خالد محمود کی تقریریں اور انکے جوابات

ملاں خالد محمود نے اس پر بہت شور مچایا۔ کہ یہ دوسرا موضوع ہے۔

مبلغ اعظم نے فرمایا کہ دوسرا موضوع تو اس صورت میں ہو سکتا ہے۔ کہ جب مسئلہ بھی دوسرا اور الگ ہو۔ اگر مسئلہ ایک ہی ہے۔ یعنی ایمان بالقرآن۔ تو اختلاف موضوع کیسا آپ کو شیعوں پر اعتراض کرنے کا تب حق ہے جب کہ اپنی پوزیشن صاف کر لیں۔

اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم و انتم تتلون الکتاب افلا تعقلون؟

یعنی ملاں خالد کے لئے یہ مصیبت بن گئی۔ کہ اگر حقائق کو تسلیم کرے تو مذہب ختم ہوتا ہے۔ بس ضد اور ہٹ دھرمی کی پناہ میں ہی خیریت سمجھی۔ حالانکہ جہاں دنیا بھر کے مناظرین مذاہب ہمیشہ سے تحقیقی الزام دیتے آئے ہیں۔ الزام سنتے بھی آئے ہیں۔

ہم آج بھی چیلنج کرتے ہیں

کہ اگر تمام دنیا کے مناظرین میں سے کوئی بھی منصف مزاج مناظر یہ کہدے کہ شیعہ مناظر کا مطالبہ خلاف اصول مناظرہ تھا۔ تو ہم ان کو منہ مانگا انعام دینے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن سنی ملاؤں کی ہٹ دھرمی۔ اصول مناظرہ کی خلاف ورزی اور ملاں منظور چنیوٹی کی چالاکی۔ رائے ساں خان صاحب کی سادگی سے فائدہ اٹھانے کی ناجائز کوشش ثابت ہو جائے۔ تو خالد محمود اور عبدالستار تونسوی کو دوبارہ مناظرہ منظور کر کے اپنی پوزیشن صاف کر لینی چاہیئے۔ یا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنی جہالت کا اعتراف کر کے صف مناظرین سے پیچھے ہٹ جانا چاہئے۔ کیونکہ عندالمحققین مسلمہ اصول مناظرہ سے اُن کا فرار اور ان کی شکست پہ مہر تصدیق ثبت ہو چکی ہے۔

اس کے بعد ملاں خالد محمود نے الزام کی تعریف میں بہت بری طرح منہ کی کھائی اور الزام کی تعریف بسیار تلاش کے باوجود بھی پیش نہ کر سکا۔

مبلغ اعظم نے رشیدیہ صہ ۱۲ سے الزام خصم دکھایا اور بحسلہ عن الزام الغیر ۱ ماہ پڑھ کر پوچھا کہ حضور! یہاں لفظ الزام سے کیا مراد ہے؟ کیا الزام بمعنیٰ اعتراض سے بچنے کے نہیں اگر ایسا ہی ہے تو فلاں ضابطہ مناظرہ سے پہلوتہی کر کے ہٹ دھرمی کے چور دروازے سے فرار کیسا؟ اور اگر فرار ہی مقصود ہے تو کھلے بندوں بھاگ جاؤ۔

ملاں خالد محمود کی دھاندلی کے جواب میں شیعہ کے صدر مناظرہ مولانا محمد حسین صاحب پرنسپل دارالعلوم محمدیہ سرگودھا نے سُنی صدر مناظرہ خالد محمود کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ آپ کے نزدیک ... ضابطگی کا نام مناظرہ ہے۔ تو مجادلہ اور مکابرہ کی تعریف کیا ہے؟ آخر عوام الناس کے آپ علم دین ہیں۔ آپ کو علم اصول اور ضوابطہ اخلاق کی سختی سے پابندی کرنی چاہیئے۔ لیکن یہاں تو ہیں نے عجیب ہی منظر دیکھا۔ ے

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

اس کے بعد موصوف نے قرآن وحدیث سے اخلاقیات کے موضوع پر انتہائی مختصر اور جامع اصلاحی تقریر کی جس کا عامۃ الناس پر بہت اثر ہوا۔ اور سب مان گئے۔ کہ سُنی صدر مناظرہ سے شیعہ صدر مناظرہ علم واخلاق۔ شرافت اور تہذیب میں بلند پایہ۔ اور سنی صدر سوائے دھاندلی کے کچھ نہیں جانتا۔ حتیٰ کہ ملاں خالد محمود کو بھی مولانا کے علم وفضل اور شرافت کا اعتراف کرنا پڑا۔

اس کے بعد ملّاں خالد محمود نے پھر وہی پرانا راگ الاپنا شروع کر دیا۔ اور کہا کہ حضرات یہ الزامی جواب نہیں ہو سکتا۔ یہ دوسرا موضوع ہے۔ جب اس پر گفتگو ہو گی۔ تو ہم کتابوں کے طبقات اور مراتب کی تفتیش کریں گے۔ اور پھر اس پر گفتگو کرنے کا حق دیں گے۔ تو مبلغ اعظم نے فرمایا کہ شیعہ پر الزام اور اعتراض دیتے وقت کیا آپ نے کتابوں کی تفتیش اور مراتب وطبقات کی تحدید کر لی تھی۔ اور آپ کے فریب نامہ میں کوئی شرط کتب کے مراتب طے کرنے کی ہے۔ میں جانتا ہوں۔ کہ آپ یہ شور کیوں مچا رہے ہیں۔ تاکہ یہ نہ پتہ چل جائے کہ تمہاری اوّل درجہ کی کتابوں میں قرآن جلانے کے قصّے۔ صحیح بخاری ص۷۴۶ موجود ہیں اور طبقہ اوّل کی کتاب ابن ماجہ ص۱۴۱ میں بکری کے قرآن کھا جانے کے قصّے موجود ہیں اور مبلغ اعظم نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ تمہاری کتاب اتقان ص۷۲ میں حضرت عمر کی زبانی قرآن مجید منزل کا دس لاکھ حرف لکھا ہے۔ اسی لئے اپنی کتابوں کی شکل دیکھ کر چلاتے ہو اگر تمہاری کتابیں ان الزامات سے پاک ہیں۔ تو صرف دس منٹ تو پڑھ سن لو۔ بس پھر کیا تھا خالد محمود تاب نہ لا کر راہ فرار اختیار کر گیا۔

اور سب لوگ حیران تھے کہ جب شیعہ مولوی اپنی کتابوں کی صفائی دیتا ہے تو یہ کیوں اعتراض اور الزام نہیں سنتے کہ برابر کی چوٹ ہو جائے۔

کہیں ملاں خالد محمود کا اونٹ کس کل سیدھا بیٹھتا ہے یا الٹا۔ چنانچہ جب لوگوں نے دیکھا کہ سُنی مناظر مختلف حیلوں بہانوں سے فرار کرنا چاہتے ہیں تو اہل دانش ان کی بے ضابطگی کو بھانپ گئے۔ سُنی عوام بے چارہ اگرچہ اپنے مذہب کی رسوائی کی وجہ سے کلمہ حق کہہ تو نہیں سکتے تھے۔ لیکن بدل منزور ہو گئے سنی ملّاؤں کا چور دروازہ سے فرار دیکھ کر ایک سُنی مولوی مسمی کرم الدین ولد میاں علاوَل سکنہ حسو کے ڈاک خانہ برالہ تحصیل سمندری ضلع لائل پور جو محض تحقیق حق کے لئے بہزار مشقت چک نمبر ۲ ذخیرہ پہنچا تھا۔ نے عین میدان مناظرہ میں ہی شیعہ

ہونے کا اعلان کر دیا۔ اس کا اعلان ہونے ہی سنیوں میں بوجہ شکست ندامت و شرمساری صف مناظرہ لپیٹنے والا کوئی نہ رہا۔ لیکن شیعوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اور مومنین نے بڑے تپاک سے مولوی کرم دین صاحب کی زیارت کی۔ مصافحے کئے گلے مل مل کر مبارک بادیاں دیں۔ اور استقامت علی الحق کے لئے دعائیں کی گئیں۔ حتیٰ کہ مولوی صاحب کا مبلغ اعظم مدظلہ اور مولانا سید خادم حسین بخاری راقم الحروف (تاج الدین حیدر عفی عنہ) کے ساتھ گروپ فوٹو بھی لیا گیا اور یہ سب منظر مولوی خالد محمود، عبدالستار تونسوی اور احمد شاہ چوکیروی وغیر ہم نے خود آنکھوں سے دیکھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

وقال الذین کفروا لا تسمعوا لھٰذا القرآن والغوا فیہ لعلکم تغلبون۔ (پ۲۴)

مناظرہ گھنگ شریف ضلع لاہور میں مذہب شیعہ کی فتح مبین

اور مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب کے ہاتھوں بریلوی ملاؤں عنایت اللہ سانگلوی، عبدالرشید جھنگوی، عبدالتواب اچھروی کی شکست اور توہین

حضرات! میں مدت سے شیعہ سنی اختلاف کی تحقیق میں تھا گھنگ شریف متصل کاہنہ نو ضلع لاہور میں ۱۵ر اپریل ۱۹۷۵ء کو مناظرہ سننے کا اتفاق ہوا۔ شیعہ علماء کا علم و استدلال صحیح بیان اصول مناظرہ کی پابندی اور سنی بریلوی مولویوں کی دھاندلی بے اصولی اور خلافت اصحاب ثلاثہ کے ثبوت میں کمزوریاں، غلطیاں اور بے انصافیاں دیکھ کر شیعہ ہو گیا ہوں۔ میرے حق میں دعا کرو اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔ میرے ساتھ اس علاقہ کے اور بھی بہت سے لوگ شیعہ ہو گئے ہیں جن کی فہرست عنقریب شائع ہو گی اور کچھ پہلے بھی شیعہ کے

اشتہار میں شائع ہو چکی ہے۔ یہ سب ان کی مذہبی کمزوری اور شور و دھاندلی دیکھ کر شیعہ ہو گئے ہیں۔ دیکھو لوگ شیعہ ہو رہے ہیں اور یہ اپنی فتح کے اشتہار چھاپ رہے ہیں۔ شرم کہاں ہے، حیا کس مقام میں رہتا ہے۔ اگر بریلویت اِنہی تین چار مُلّاؤں کے سہارے زندہ ہے تو اللہ مالک ہے۔

گر ہمیں مکتب است و ایں مُلّاں
کارِ طفلاں تمام خواھد شد

حضرات ناظرین! حقیقت الامر یہ ہے کہ بریلوی مولوی یہ مناظرہ اصول و قواعد کی پابندی سے کرہی نہیں سکے ہر طرح ہار گئے ہیں۔ اصولِ مناظرہ کی پابندی نہ کرنے میں اصحاب ثلاثہ کے خلافتِ راشدہ کا ثبوت نہ دینے میں اور خلافت بلا فصل کے حوالوں پہ خاموشی کرنے میں ہار گئے ہیں۔

اوّل:۔ اُنہوں نے شیعہ بانیٔ مناظرہ سے دھوکہ کیا۔ چنانچہ وہ غریب انتظام نہ کر سکا۔ مکرو امکو الله وَاللهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ۔ اللہ نے ان کو اس مکر کی یہ سزا دی کہ شیعوں کی طرف سے خود انتظام کرا دیا، عالم آگئے لاؤڈ سپیکر لگ گیا۔ شیعہ کے مبلّغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب موقعہ پر پہنچ گئے۔

دوئم:۔ اُنہوں نے دھاندلی اور شور سے لوگوں کو مناظرہ سُننے نہ دیا فاستمعوا لہ وانصتوا کے خلاف چلتے رہے یعنی شور کر کے مناظرہ سے بچنا چاہتے تھے حالانکہ حکمِ قرآن یہ ہے کہ خاموشی سے قرآن سُنو اور سُناؤ کیونکہ شبیرِ پاکستان سے اصولی مناظرہ کی ان کو طاقت کہاں؟ بنچ میں آگئے تھے چیختے چلّاتے رہے۔

سوم:۔ اصحاب ثلاثہ کی خلافت راشدہ اور حکومتِ جابرہ میں فرق ہی نہ کر سکے چنانچہ ملوکیت جابرہ کے ایسے آیات پڑھنے لگے جن سے نمرود، شدّاد، فرعون یزید، مروان، ولید وغیرہ سب کی خلافتیں ثابت ہوتی ہیں دیکھو تفسیر جلالین ص ۱۳۵ اگر اسی ملوکیّت کا نام خلافتِ راشدہ ہے تو شیعہ کو اس سے انکار نہیں۔

مبلّغ اعظم نے جو خلافت اصحاب ثلاثہ کی نفی کے دلائل پڑھے کہ خدا اور رسولؐ نے ان کو خلیفہ راشد بنایا ہی نہیں۔ بقول عمرؓ لم یستخلف رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم بخاری شریف ج ۲ ص ۱۰۷۲ صحیح مسلم ص ۱۲۰ ج ۲۔ ترمذی شریف ص ۳۷ اہل بیت اور حضرت علی علیہ السلام نے

اُن کو ماناہی نہیں بلکہ مخالفت کی۔ چنانچہ دیکھو خالف عنا علی باب رحم الحبلی ص۱۰۰۹ ج ۲
اور اس کا ترجمہ الفاروق ص۱۰۱ ج ۱۔ سے صاف دکھلا دیا کہ حضرت علیؓ نے ابوبکر
کی مخالفت کی اور ان کی پارٹی نے بھی مخالفت کی۔ اسی سنت پر شیعہ اب تک قائم ہیں۔
جن کو حضرت علیؑ نے مانا ان کو مانتے ہیں جن کو نہیں مانا ان کو نہیں مانتے۔ فغضبت
فاطمۃ بنت رسول اللہ فھجرت ابا بکرٍ فلم تزل مھاجرتہ حتی توفیت
بخاری شریف ص۴۳۵ ج ۱۔ مطبوعہ اصح المطابع کہ بی بی فاطمہؑ اُن پر غضبناک
ہوئیں اور تا وفات غضبناک رہیں اور فوت ہوگئیں۔ اب فرماؤ جن پر خاتونِ جنت
ناراض ہوں اُن پر شیعہ کیسے راضی ہوجائیں، اس کا جواب نہ دے سکے۔ آئمہ اثنا
عشر حضرت علیؑ سے لیکر مہدی ہادیؑ تک کی امامت خلافت کے دلائل جو شیعہ مناظر
نے پڑھے لایزال ھذا الدین عزیزاً منیعاً الیٰ اثنا عشر خلیفۃً۔
بخاری شریف ص۱۰۷۲ ج ۲۔ صحیح مسلم ص۱۱۹ ج ۲ ترمذی شریف ص۳۶۹، اس کا
جواب ان کو آیا ہی نہیں۔ ہم اس وقت شیعہ نہ ہوتے تو اور کیا کرتے کیونکہ شیعہ
کے جنتی ہونے کی سند خود کتب اہلِ سنت میں موجود ہے "یا علیؑ انت و
شیعتک فی الجنۃ" تفسیر فتح القدیر ص۴۶۲ ج ۵۔ تفسیر فتح البیان
ص۳۲۳ ج ۱۔ تفسیر ابن جریر ص۱۴۶ ج ۳۔ تفسیر درِّ منثور ص۳۷۹ ج ۶

عبدالتواب اچھروی نے ازراہِ جہالت یہ آیات پڑھیں

جو شیعہ وغیرہ کی خلافت پر دال ہیں یہ ہے اصحاب ثلاثہ پر ان بریلوی مناظروں کا
احسان معاذاللہ۔ کاش کوئی اہلحدیث یا دیوبندی مناظر ہوتا تو یہ بے علمی کی باتیں
نہ کرتا کیونکہ وہ پڑھے لکھے لوگ ہوتے ہیں۔ قرآن و حدیث سے واقف ہوتے ہیں
اور یہ میلاد خوانیوں اور عرسوں میں مشغول رہتے ہیں علم نہیں رکھتے مناظرہ کیا کریں۔

پہلی آیت:۔ سورۂ اعراف پ۸ آیت ۶۹ ترجمہ مقبول ص۳۱۵ سے
پیش کی وہ یہ ہے۔ واذکروا اذ جعلکم خلفاء من بعد قوم نوحٍ و
زادکم فی الخلق بصطۃً۔

ترجمہ:- اور تم یاد کرو جبکہ خدا نے بعد قوم نوح کے تم کو خلیفہ بنایا ہے زمین کا اور اپنی مخلوق میں تم کو قوت اور قامت میں زیادہ کیا۔ یہ آیت شداد کی خلافت کے متعلق ہے دیکھو تفسیر جلالین ص۱۳۵، تفسیر بیضاوی ص۱۶۶، تفسیر ابی سعود علی حاشیہ کبیر ص۴۰۶ فان شداد بن عاد ممّن ملک معمورۃ الارض کہ یہ آیت شدّاد کے متعلق ہے جو زمین کا خلیفہ بن بیٹھا تھا۔ سبحان اللہ یہ ہے ثبوت خلافتِ راشدہ کا جو بریلوی مناظر نے کھنگ شریف میں پیش کیا۔ آیت شداد کی خلافت اصحاب کی۔ سبحان اللہ ایسی خلافت کا تو شیعہ کو انکار نہیں وہ تو بقول خدا اور رسولؐ خلافت راشدۂ الٰہیہ کا ثبوت مانگتے تھے جو یہ پیش نہ کر سکے اور اب اشتہارات سے شعفت مٹا رہے ہیں حالانکہ وہاں علم و اخلاق کا دیوالیہ نکال بیٹھے۔

دوسری آیت:-

پ۸ سورۂ اعراف ترجمہ مقبول ص۳۱۶ آیت ۷۴

واذکروا اذ جعلکم خلفاء من بعد عادٍ و بوّاکم فی الارض۔

ترجمہ:- اور اس کو یاد رکھو کہ قوم عاد کے بعد (خدا نے) تم کو مالک بنایا ہے اور تم کو اس زمین میں آباد کیا ہے یعنی عاد کے بعد شداد خلیفہ ہوا تفسیر جلالین ص۱۳۵، تفسیر بیضاوی ص۱۶۶، تفسیر ابی سعود بر حاشیہ کبیر ص۴۰۶ ج۴ سبحان اللہ یہ آیت بھی شدّاد کیلئے ہے اور ثبوت خلافتِ راشدہ کا دیا جا رہا ہے یہ ہے محمد عمر اور اس کے لڑکے کا علم جن کو حکومت شدّاد اور نمرود، فرعون اور خلافتِ راشدہ کا فرق بھی معلوم نہیں۔ نا معلوم بریلویوں کے پاس کوئی پڑھا لکھا مناظر کیوں نہیں ہوتا۔ یہ آیات پیش کر کے تمام پاکستان میں اہل سنّت کو بدنام کر دیا گیا ہے۔ اہل حدیث، دیوبندی اور دیگر پڑھے لکھے علماء ان کے اسی مناظرہ کو صحابۂ کرام کی توہین سمجھ رہے ہیں اور اصحاب ثلاثہ کی گرامی ہستیوں پر ایک حملہ تصوّر کرتے ہیں۔

تیسری آیت:-

ثمّ جعلناکم خلٰئف فی الارض من بعد ھم لننظر کیف تعملون پ۱۱ سورہ یونس آیت، ترجمہ مقبول ص۴۱۶

پھر اُن کے بعد ہم نے تم کو اس زمین میں خلیفہ قرار دیا تھا تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ یہ آیت بھی کفّار کے متعلق ہے۔ اس سے اگلی پچھلی آیات

دیکھو۔ تفسیر جلالین صٓ ۱۷۱ ، تفسیر خازن صٓ ۱۷۱ ج ۲ ، تفسیر معالم التنزیل صٓ ۱۷۱ ج ۲ علی حاشیۂ خازن ۔ ثمّ جعلناکم یا اھل مکّۃ خلٰئف جمع خلیفہ ۔ سبحان اللہ یہ آیت اُن کفّار کے متعلق ہے جنہوں نے رسالتمآبؐ کو پتھر مارے ہجرت کرادی ۔ دیکھو تفسیر کبیر صٓ ۵۵۳ ج ۴ ، بیضاوی صٓ ۲۰۶ اور محمّد عمر آنجہانی اور اس کے بیٹے اس کو اصحاب ثلاثہ کی خلافتِ راشدہ پر فٹ کر رہے ہیں ۔ کیا ان کو بھی ایسا خلیفہ ثابت کرنا چاہتے ہیں ۔ اگر ہے تو ان کی ایسی خلافت سے شیعہ کو انکار نہیں وہ تو خلافتِ راشدہ کا ثبوت مانگتے ہیں ۔ بقولِ خُدا اور رسُولؐ مثل حضرت آدم علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام یا الخلافۃ ثلاثون سنۃ کی تصدیق مانگتے ہیں ورنہ ملک عضوض تو شیعہ کو انکار نہیں ۔

چوتھی آیت :- جو پیش کی جس پر بہت زور دیا جا رہا ہے اور اشتہار میں بھی نقل کی ہے وہ یہ ہے :-

وھو الّذی جعلکم خلٰئف فی الارض و رفع بعضکم فوق بعضٍ درجٰت لیبلوکم فی ما اٰتاکم انّ ربّک سریع العقاب و انّہٗ لغفورٌ رحیم ۶؎ سورۂ انعام آیت ۱۶۵ صٓ ۲۹۷ ترجمہ مقبول ۔

ترجمہ :- اور وہ (خدا) وہی تو ہے جس نے تم کو زمین کا متصرف بنایا اور تم میں سے بعض کو بعض پر درجوں میں فوقیت دی تاکہ جو نعمت تم کو دی ہے اُس میں تمہاری آزمائش کرے ۔ بیشک تمہارا پروردگار عذاب دینے والا اور بیشک وہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے ۔ یہ آیت بھی کفّار مکّہ کے متعلق ہے ۔ دیکھو تفسیر کبیر صٓ ۱۷۷ ج ۴ یا پھر یزید وغیرہ سب اس میں داخل ہیں ۔

مبلّغ اعظم نے فرمایا حضورؐ اس آیت سے اصحاب ثلاثہ کی خلافت راشدہ کہاں ثابت ہوتی ہے اور اس آیت سے وہ نبی کریمؐ کے منصوص خلیفے کہاں بنتے ہیں ۔ موعود من اللہ کہاں ثابت ہوتے ہیں آمنوا و عملوا الصّٰلحٰت کی قید کہاں ہے ۔ جمہور اہل سُنّت والجماعت کے نزدیک خلافت نصّی کب ہوتی ہے یہ تو بریلوی مولویوں کی جدّت سمجھئے یا بدعت ۔ کیونکہ خلافِ سُنّت کہنا اور کرنا ان کی بیخ و بنیاد میں داخل ہے ۔ ان کو عدم استخلاف کے خلیفے کی

کیا خبر صحابہ کرام کے اختلاف کی کیا خبر۔ اہل بیتؓ کے مذہب اور دعویٰ کی کیا خبر۔ دانا دربار میں چڑھاوے آتے ہیں، کھاتے ہیں، موج اڑاتے ہیں۔ استدلال اور علم ان کی بلا سے ——————

ایک ہزار روپے کا انعام

ان مناظرہ بار کے دھاندلی مچانے والوں نے اپنے اشتہار میں یہ جھوٹ بھی لکھا ہے کہ مناظر اہل سنت نے یہ آیت پڑھی ھو الذی جعلکم خلٰئف فی الارض ورفع بعضکم فوق بعض درجٰت اور شیعہ کے مستند ترجمہ مقبول اور اس کے حاشیہ سے ثابت کیا کہ اس آیت کے مصداق خلفاء اربعہ حضرت ابوبکر، حضرت عمرؓ، حضرت عثمان اور حضرت علی المرتضیٰ لکھے ہیں۔

تو ہمارا چیلنج ہے

کہ وہاں مناظرہ میں تو یہ دکھلا نہیں سکے۔ اب بھی اگر اس آیت کے حاشیہ مقبول میں یہ لکھا ہوا دکھلا دیں کہ اس کے مصداق یہ خلفاء اربعہ ہیں تو ہم ان بریلوی مولویوں کو **ایک ہزار روپے نقد انعام دیں گے** اور دوبارہ سُنی ہو جائیں گے ورنہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کس کی قسمت میں لکھا ہے خلافت راشدہ کے لئے اعمال صالح ایمان کامل کی شرط ہے۔ خلافت حضرت آدم علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کی مثل ان کے استخلاف کے لئے نص ضروری ہے۔ جو خلافت پڑھ رہے ہیں یہ تو یہود و نصاریٰ کی قوموں کی خلافت ہے۔ جیسے مولانا مقبول احمد صاحب نے لکھا ہے خلائف الارض اس کے معنی ہیں وہ گروہ جو پہلے گروہ کا قائمقام نیک ہو یا بد۔ مگر بریلوی مولوی اس کو نبی کریمؐ کی جانشینی اور خلافت ثابت کر رہے ہیں۔ ان کو ملوکیت اور خلافت راشدہ میں فرق معلوم ہی نہیں حالانکہ اس میں یزید، ولید سب ثابت کئے گئے۔ یہی تمام سُنی شیعہ تفسیروں میں لکھا ہے دیکھو تفسیر جلالین ص۱۲۹ خلائف الارض جمع خلیفہ ای یخلف بعضکم بعضاً فیہا ورفع بعضکم فوق بعض درجٰت بالمال والجاہ وغیر ذالک کہ فوقیت درجات سے مراد مال وجاہ

کے مراتب ہیں نہ کہ علم و فضل کے درجات کی فوقیت اور یہی تفسیر مظہری ص۳۶۲ ج ۳ تفسیر خازن ص۱۷۱ ج ۲، معالم التنزیل ص۲۷۱ ج ۲، موضح القرآن ص۱۳۸، تفسیر ابی سعود ص۳۴۲ ج ۴، تفسیر کبیر ص۱۷۷ ج ۴، تفسیر بیضاوی ص۱۶۰ مصری اور یہی تفسیر کشاف ص۴۸۷ میں لکھا ہے دیکھو شیعہ کی تفسیر مجمع البیان ص۳۹۳ ج ۳۔ کہ بقول خواجہ حسن بصری اور سدی اور ایک جماعت اس خلافت سے مراد ہر زمانہ والوں کی خلافت لیتی ہے کہ ہر زمانہ اپنے پہلے زمانہ کا خلیفہ ہوتا ہے۔ اس طرح اُمت محمدیہ بھی اگر اپنے سے پہلے زمانہ کے لوگوں کی خلیفہ بنے، تو اس میں قیامت تک کی تمام اُمت داخل ہے۔ جس میں یزید پلید بنی مروان بنی عباس وغیرہ۔ تاریخ الخلفا سیوطی ص۱۲، صواعق محرقہ ص۱۸ کے سب خلیفے داخل ہیں۔

اسی حساب سے شمر و یزید پلید مروان بنی مروان حجاج ظالم سب خلیفہ بن گئے۔ یہ موعود خلافت کہاں ہے آمنوا وعملوا الصّٰلحٰت کی مصداق اس میں مثل حضرت آدم علیہ السّلام انّی جاعل فی الارض خلیفہ مثل خلافت حضرت داؤد علیہ السّلام انّا جعلناک خلیفۃً فی الارض اور مثل حضرت ہارون علیہ السّلام اذ قال موسیٰ لاخیہ ھارون اخلفنی قول خدا یا قول رسولؐ کی نص کہاں ہے۔ اگر اصحاب ثلاثہ کو عام جابر بادشاہ ثابت کرنا ہے تو ع

چشم ما روشن دل ما شاد

مگر پھر خلافت راشدہ نہ کہنا الخلافۃ ثلاثون سنۃ کی حدیث نہ پڑھنا ایسے خلیفے قابیل اور شداد سے لے کر فرعون، ہامان، مروان اور یزید سب ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے جو عند الامتحان فیل ہو گئے اور جیسے پہلے بادشاہ اور خلیفے انبیأ کا انکار اور قتل کر کے فیل ہو گئے۔ اسی طرح اُمت محمدیہ کے خلیفے اہل بیتؑ پر ظلم اور قتل و کشت کر کے برباد ہو گئے اور امتحان میں فیل ہو گئے۔

تفسیر قمیؔ سے استدلال اور اس کا جواب

بریلوی مناظر نے تفسیر قمیؔ ص۶۸۷ سورۂ تحریم کی تفسیر سے یہ عبارت پیش کی قال ان ابا بکر یلی الخلافۃ من بعدی ثمّ ابوک کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق ابو بکر خلافت پر میرے بعد قبضہ کرے گا۔ پھر تیرا

باپ کیونکہ وہ بی بی کے فاعل خود شیخین ہیں۔ نہ اللہ نہ ان کا رسولؐ بلکہ علم غیب کی خبر دے رہے ہیں۔

الجواب مبلّغ اعظم صاحب نے فوراً فرمایا

حضورؐ یہاں خلافت بمعنی مثل سابق بادشاہت جابرہ ہے اور راز کی بات ہے علم غیب کا مسئلہ ہے جس کا چھپانا واجب ہے، اظہار پر توبہ کرانے کا حکم ہے اس روایت میں زہر دینے کی پوری سازش کا ذکر ہے۔ خلافت راشدہ الٰہیہ کی نفی کہاں پوری سورۂ تحریم پڑھو۔

چنانچہ حضورؐ کے الفاظ موجود ہیں :۔ انا افضی الیک سرًّا کہ یہ ایک پوشیدہ راز ہے جو میں تجھ کو پہنچاتا ہوں۔ تاکہ تیرا امتحان ہو کہ ظاہر کرتی ہو یا راز کو راز سمجھ کر چھپاتی ہو لیکن فخانتھما پرانی قمیؐ میں ان اخبرت فعلیک لعنۃ اللہ والملا ئکتہ ہے۔ نئی قمیؐ غلط چھپ گئی ہے ورنہ خود قرآن کریم میں موجود ہے ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما۔ پ ۲۸ تحریم اگر تم توبہ کرو تو بہتر ورنہ تم دونوں کے دل ٹیڑھے ہو چکے ہیں۔ اگر توبہ نہ کرو اور رسول اللہ کے خلاف مظاہرے کروگی تو اس کا اللہ مولی ہے اور جبرئیل اور صالح المومنین اور باقی فرشتے اس کے مددگار ہیں۔ پوری سورۂ تحریم میں اسکی رد ہے فان اللہ مولاہ سے من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی تصدیق ہو جاتی ہے۔

مبلّغِ اعظم نے فرمایا! جب اس راز کو ظاہر کرنے پر توبہ کرنی پڑتی ہے تو ماننے والوں کا کیا حال ہوگا۔ اس خلافت پر مناظرے کرنے والے اگر بغیر توبہ مر گئے تو کیا ٹھکانہ ہوگا۔ کیونکہ اس سورۃ سے تو یہ خلافت رسول اللہ کے برخلاف پوری سازش ثابت ہوتی ہے۔ بس پھر کیا تھا مولوی عنایت اللہ صاحب سانگلوی بولے خلاف موضوع جا رہے ہو۔ یہ علم غیب کی بات ہے۔

مبلّغِ اعظم نے فرمایا! خلافِ موضوع کیا، پہلی آیت تم نے پڑھی دوسری میں نے پڑھ دی مخالفت موضوع کیسی۔ بس پھر کیا تھا جب سمجھے کہ سورۂ تحریم اس خلافت کے سب راز کھول کر رکھ دے گی تو سب شور ڈالنے لگے کہ خلافِ موضوع ہے۔ بس اس پر اللہ مولیٰ اور علی مولیٰ کی ولایت بھی ثابت ہو گئی۔ اور

خلافتِ جابرہ کا راز بھی کھُل گیا اور توبہ کا حکم بھی ہو گیا اور حضرت علیؑ کی خلافت بلافصل کا ثبوت فتح الباری شرح صحیح بخاری صـ ۲ ج ۶، معنی عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۶ ص ۳۰ اور فتح القدیر شرح ہدایہ کتاب "ولا" سے دو طرح سے پیش کیا گیا۔

اوّل :- حدیث منزلت سے یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی ہیں من اتصالیہ ہے جس کے معنی فتح الباری عمدۃ القاری اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ سے صاف "انت متصل" بی بالخلافۃ دکھلا دیئے کہ اے علیؑ تو میرا بلا فصل خلیفہ ہے درمیان میں کوئی فصل نہیں۔ تیری خلافت میری نبوت سے متصل اور بلا فصل ہے۔

حدیث دوم :- ھو ولیّ کلّ مومن من بعدی ترمذی شریف صـ ۶۱۶ کہ علیؑ تو ہر مومن کا ولی ہے میرے بعد بلا فصل۔ کیونکہ بعدیت حقیقی ہے نہ اضافی ہے نہ عرفی اور ولایت کا معنی فتح القدیر "کتاب الولا" سے من غیر فصل صاف دکھلا دیا گیا کہ ولی عہد کے معنی ہی بلا فصل خلیفہ کے ہوتے ہیں۔ جب خلافت بلا فصل علی علیہ السلام کے حوالے دیئے گئے تو نہ کتابیں دیکھ سکے نہ جواب دے سکے بلکہ آدھ گھنٹہ خاموشی نہ جواب نہ کتاب بلکہ اپنا وقت چھوڑ کر بیٹھ گئے۔

شیعیانِ حیدرِ کرّار بلا فصل کے ثبوت سن کر نعرے لگاتے ہوئے فتح کے شادیانے بجاتے ہوئے فاتحانہ شان سے جا رہے تھے۔ بریلوی اب پروپیگنڈہ سے اس شکست کی خفت کو مٹانا چاہتے ہیں۔ مگر کجا جگہ جگہ لوگوں کے شیعہ ہو جانے کی خوشی میں شیعیانِ حیدرِ کرّار جلوس نکال رہے ہیں اور دیوبندی، اہلِ حدیث اور دیگر اسلامی فرقے ان چند بریلوی مولویوں کی جہالت کو رو رہے ہیں۔ کیونکہ خلافتِ راشدہ کا مسئلہ مشترکہ تھا جس کو بے علمی کی وجہ سے لیکر بیٹھ گئے۔ وہ ان کے خلاف ملامت کے ریزولیوشن پاس کر رہے ہیں کہ صحابہ کرام کی توہین ہو گئی۔ اگر صحیح ثبوت نہیں دے سکتے تھے تو مناظرہ نہ کرتے۔ اصل بات یہ ہے کہ عنایت اللہ مناظرہ جتیہ ضلع گجرات کا شکست خوردہ تھا اور مولوی عبدالرشید سوہادہ متصل منڈی بہاؤالدین میں مولانا تاج دین حیدری سے مار کھا چکا تھا لہٰذا وہ کھڑے نہ ہو سکے اور بے علم بچہ تھا مار کھا گیا اور مناظرہ نہ کر سکا

لوگ شیعہ ہو گئے ۔

نئے شیعہ ہونے والوں کے نام یہ ہیں :-

۱ - فقیر حسین کھوکھر گھنگ شریف - ۲ - سیدا گھنگ شریف -
۳ - چوہدری محمد نواز گھنگ شریف - ۴ - چوہدری محمد نواز باجوہ شیخوپورہ -
۵ - فرزند علی چک بوٹا - ۶ - لیاقت علی چک بوٹا بقول پسر چوہدری نذر داد
آف گھنگ شریف -

المشتہر

مولوی غلام حسین کلاچی نو

مناظرہ
باگڑ سرگانہ تحصیل کبیر والا
ضلع ملتان

اپنی عادت کے مطابق چیلنج بازی کا شوق تونسوی صاحب کو بدستور دامنگیر رہا۔ سنی سرگانہ برداری میں اپنی علمیت کا پرچار کرنے لگے وہ بیچارے ان کے پھندے میں آ گئے۔ اور شیعہ سرگانہ برادری سے مناظرہ طے کرلیا۔ یہ مناظرہ تین روز رہا۔ اس میں ایسی شکست فاش کھائی کہ سوائے مذموم حرکات کے کچھ نہ بن سکا۔ سُنی سرگانے آپ کو بلا کر سخت شرمسار ہوئے۔ تحریف القرآن کے موضوع میں تو انہوں نے صاف تسلیم کرلیا۔ کہ مولوی عبدالستار صاحب اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہیں۔ اور شیعہ کا ایمان بالقرآن صحیح اور درست ہے۔ اس بحث کی طولانی اور الزامی جواب کی پیش بندی کے باوجود بھی کامیاب نہ ہوسکا۔ اور

خلافتِ علی علیہ السلام میں مبلغِ اعظم نے اسّی ۸۰ دلائل پیش کئے

- خلافتِ مطلقہ کا جزوِ ایمان اور داخل اعتقاد ہونا دکھلایا۔
- قرآن مجید سے امامت اور خلافت کو مختص باہل بیت ہونا دکھایا۔
- خلافت علی علیہ السلام من بعد رسول خدا بلافصل منصوص خلیفہ ہونا دکھایا لفظ خلیفہ دکھایا من بعدی دال بر بلافصل دکھلایا۔
- دستار بندی دکھلائی خلیفہ بنانا دکھلایا۔ مگر حضرت کسی بھی دلیل کو توڑ نہ سکے اور وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا کی ترکیب نحوی نہ کرسکے۔ علی علیہ السلام کو علم مراد لینے پر کوئی استحالہ معنوی اور لفظی نہ پیش کرسکے اور امام جعفر الصادق علیہ السلام سے جب اس آیت کی تفسیر پیش ہوئی تو تونسوی صاحب کھسیانے ہو کر رہ گئے اور آخر یہ خلافتِ ثلاثہ میں وقت بھی

گھٹایا۔ مگر پھر بھی ثابت نہ کر سکے۔ مثلاً آیت استخلاف میں جواب نہ دے سکے کہ اگر اصحاب ثلاثہ اس آیت کے مصداق ہیں۔ تو ان کی خلافت نصی اور قرآنی ہوئی۔ اجماعی نہ ہوئی۔ اور نصِ قرآن کا منکر کافر ہے۔ پھر اہل السنت کے نزدیک منکر ثلاثہ اور مخالف خلافت ثلاثہ کافر کیوں نہیں؟ اور ان کی خلافت کا ماننا داخل ایمان اور اعتقاد کیوں نہیں؟ **مبلّغ اعظم** کے طرز بیان سے حاضرین محو حیرت ہو رہے تھے۔ اور سنّی سٹیج پر ایک ہیبت کا سماں طاری تھا آپ نے فرمایا! آیۂ استخلاف اصحاب ثلاثہ کی خلافت پر قطعی الدّلالت ہے یا ظنی الدلالت؟ اگر قطعی الدلالت ہے تو نص قطعی کا منکر کون ہے۔ اگر ظنی الدّلالت ہے تو آپ پیش کیا کر رہے ہیں؟ حق کے مقابلہ میں باطل کی کیا حقیقت اور ظن سے ثابت شدہ خلافت کیسی؟ اجماع اور شوریٰ کے مقابلہ میں یزید پر مہاجرین اور انصار کا اجماع کثرت دکھلایا گیا۔ اور مغیرہ بن شعبہ کا سنگ بنیاد خلافت یزید رکھنا اور خلیفہ زادہؑ

حضرت عبد اللہ بن عُمر کا یزید کی بَیعت کرنا

دکھایا گیا تو بجائے تحقیقی جواب کے الزامی جواب دینے کی کوشش کی اور وقت چھوڑ کر میدان سے بھاگ گئے۔ جیسا کہ ان کے اشتہار کی آخری سطر اس پر شاہد ہے۔ مثلاً پہلے آپ نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا یزید کی بیعت کرنا پیش کرنا چاہا (نعوذ باللہ) انا عبد لک مکرہ روضہ کافی سے پیش کیا۔ اور خود ہی ترجمہ یہ کر دیا کہ میں جبراً اور کرہاً غلام بنایا گیا ہوں. مبلغ اعظم نے دریافت فرمایا کہ حضرت اس میں لفظ بیعت کہاں ہے اور مکرہ کا ترجمہ کیا ہے۔ پس پھر آپ نے اس کو چھوڑ کر دوسری طرف ہاتھ مارا اور پہاڑوں سے بھی بڑا دعویٰ کیا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے یزید کی بیعت کی (نعوذ باللہ) اس پر آپ نے سہ مرتبہ شکست خوردہ مولوی اللہ یار چکڑالوی کی ایماء سے تلخیص شافی سے ایک مجہول السند مبہم روایت پیش کی۔ جس کے

الفاظ یہ تھے ۔

کیف یقال اِنہٗ علیہِ السلام القیٰ بیدہٖ الیٰ التّھلکہ وقد روی اِنّہ علیہ السلام قال لعمر بن سعدِ اختار ومنّی اما الرجوع اِلیٰ لمکان الّذی اَقْبَلْتُ منہ اوان وضع یدی علیٰ یدِ یزیدٍ فھو ابن عمّی لیرای فی رایہ واما ان لیسر وابی اِلیٰ ثغرٍ من ثغور المسلمین تلخیص شافی ص۴۷

ترجمہ :۔ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام پر یہ اعتراض ہرگز نہیں ہوسکتا کہ آپ نے دانستہ اپنے آپ کو بدستِ خود ہلاکت میں ڈالا کیونکہ یہ روایت کیا گیا ہے ۔ کہ آپ نے عمر بن سعد سے فرمایا کہ مجھ سے تین باتوں میں ایک جو چاہو اختیار کر دو یا مجھے واپس مدینے جانے دو یا مجھے یزید کے پاس لے چلو۔ میں اپنے آپ کو اس کے حوالے کر دوں گا ۔ اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دوں گا۔ وہ اپنی رائے کے مطابق جو چاہے گا خود فیصلہ کرے گا ۔ یا مجھے مسلمانوں کی سرحدوں میں سے کسی سرحد کی طرف نکال دو مگر انہوں نے کچھ بھی منظور نہ کیا بلکہ حضرت کو بلا وجہ بے جرم و خطا قتل کر دیا ۔

اس پر حضرت مبلغ اعظم صاحب نے مندرجہ ذیل سوالات کئے جن کا جواب مولوی عبدالستار صاحب نہ دے سکے ۔

۱ :۔ فرمائیے ! یہ آپ کے اعتراض پر خود کشی حسین علیہ السلام کا الزامی جواب ہے کہ نہیں ۔

۲ :۔ اس میں لفظ بیعت کہاں ہے ؟

۳ :۔ وضع الید علیٰ فلاں کا ترجمہ بیعت کس لغت کی کتاب میں ہے ؟

۴ :۔ اگر یہ بیعت تھی تو یہ بیعت لیرای فی رائہٖ کہ یزید اپنی رائے کے مطابق فیصلہ کرے گا بیعت کے بعد یزید کی رائے اور فیصلہ کی کیا ضرورت ؟

۵ :۔ اس روایت کا ماخذ کتب شیعہ ہیں یا کتب اہلسنت ؟ اگر کتب شیعہ

ہیں تو شیعہ کی کس کتاب سے یہ سند ہے یا یہ روایت ماخوذ ہے اس کا حوالہ دو؟

رہی تلخیص شافی سو وہ نہ کتب تاریخ سے ہے نہ کتب حدیث سے البتہ مناظرہ کی کتاب ضرور ہے جس میں آپ کی روایات کے مسلمات سے آپ کو الزام اور جواب دیا گیا ہے چنانچہ آپ کی کتابوں میں اگر یہ روایت آپ کے مسلّمات سے نہ ہوتی تو آپ کے اعتراض کے جواب میں کیوں پیش کی جاتی؟ چنانچہ اس کے بعد مبلغ اعظم نے اس کا ماخذ کتب اہل سنت سے یوں پیش کیا

فلمّا رھقۂ السلاح عرض علیھم الاستسلام والرجوع و المضی الی یزید فیضع یدہ فی یدہ فابوا الا قتلہ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۳۴)

کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو ہر جانب سے تلواروں اور ہتھیاروں نے ڈھانپ لیا تھا۔ اور فوجیں آپ پر غالب ہو گئیں تو آپ نے بطور اتمام حجت صلح کی شرطیں پیش کیں منجملہ ان کے رجوع الی الوطن کرنا چاہا اور یزید کی طرف جانا اور اپنے آپ کو اس کے حوالے کرنا اور اس کے ہاتھ میں ہاتھ پکڑانا چاہا مگر ان ظالموں نے ہر چیز سے انکار کر کے حضرت کو بے گناہ قتل کر دیا۔

اس کے بعد آپ نے دوسرا ماخذ امامت و سیاست از ابن قتیبہ دینوری ص۶ مطبوعہ مصر سے دکھلایا۔ قال الحسین ؑ یا عمر واختر منّی ثلاث خصال اما ان تترکنی ارجع کما جئت قال اتیت ھذہ فاخری سیّرتی الی الترک اقاتلھم حتّٰی اموت او تسیّرنی الی یزید فاضع یدی فی یدہ فیحکم فیّ بما یرید۔

کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اے عمر بن سعد! مجھ سے تین باتیں منظور کر یا مجھے چھوڑ دے جیسے آیا ہوں ویسے ہی لوٹ جاؤں۔ یا مجھے ترک کی طرف چلا دو تاکہ میں ان سے لڑتا رہوں حتی کہ میں مر جاؤں یا مجھے یزید کے پاس لے چل تاکہ میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں پکڑا دوں۔ پس وہ میرے باب میں جو چاہے گا حکم دے گا۔

مبلّغ اعظم نے بڑے زور سے یہ ثابت کر دیا کہ یہ روایت بھی سُنّی کتب کی روایت ہے۔ ہماری کتاب میں یہ آپ کے جواب میں الزامی طور پر نقل ہے اور پھر اس کے معنی بیعت کرنے کے نہیں۔ اگر بیعت کے معنی ہیں تو پھر بعد بیعت حکم کیسا؟ یہ عالمِ نزع کی روایت ہے۔ اس سے بیعتِ امام کہاں ثابت ہوتی ہے؟ اگر ہوتی ہے تو تمہاری ان کتابوں کا کیا جواب ہے۔ پھر عبداللہ بن عمرؓ کی روایت سے ذرا اس کو ملایئے اور ہماری کسی کتاب میں یزید چھٹا خلیفہ دکھلایئے، اس کا جنّتی ہونا دکھلایئے، مومن ہونا دکھلایئے یا برضا و رغبت ہمارے کسی امام کا اس کی بیعت کرنا دکھلایئے۔ صرف لفظ مکرہ اور اتمام حجت کے مجمل الفاظ سے نہ ٹرخایئے۔ بخاری شریف سے جب حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا لفظ بایعنا دکھلایا گیا تو

مولوی عبدالستار کے ہوش اُڑ گئے

اور جب فتح الباری سے عبداللہ بن عمرؓ کا لاکھ روپیہ لیکر بیعت کرنا ثابت کیا گیا تو مبہوت ہو کر رہ گئے اور سٹیج سے ہی اتر پڑے مبلّغ اعظم نے فرمایا! کتاب لاؤ میں آپ کو اس کا مطلب سمجھاؤں اور آپ اپنی صحیح بخاری کا مطلب سمجھائیں۔ مہاجر اور انصار کے بتائے ہوئے خلیفہ کو اپنا خلیفہ مانو۔ سُنّی سرگانے سمجھ چکے تھے اور پورے تین دن عبدالستار کا ہر مسئلہ میں لاجواب ہونا دیکھ چکے تھے۔ "تحریف القرآن" کے موضوع میں ان کی ناکامی آشکارا تھی اور "خلافتِ علیؓ" میں پھر حاجی قاسم صاحب سوال کر کے مبلّغِ اعظم سے اپنی تسلّی کر چکے تھے اور در باب "خلافت ثلاثہ" مولوی عبدالستار صاحب کا متضاد بیان سُن چکے تھے کہ :-

ثلاثہ کو اللہ و رسُول نے نام لیکر خلیفہ نہیں بنایا

اس کا یہ کہنا کہ میں پھر بھی قرآن اور حدیث سے ان کی خلافت کو

ثابت کرتا ہوں۔ سُنّی سرگانے حیران تھے کہ ایں چہ بوالعجبی است! جب اللہ تعالےٰ اور حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دربارِ خلافت میں کبھی ان کا نام ہی نہیں لیا تو اب مولوی عبدالستار صاحب قرآن اور حدیث سے کیسے ثابت کریں گے اس پر انہوں نے کہا:۔

عبدالستار صاحب جائیے بحث ختم

آپ لفظِ بیعت نہیں دکھلا سکے طُول طویل تاویلوں کا کچھ فائدہ نہیں۔

بس پھر کیا تھا مولوی عبدالستار صاحب تونسوی کی جان چھوٹی۔ اپنا آخر وقت چھوڑ کر عبدالحکیم کے ریلوے اسٹیشن پر دم لیا۔ سُنّی سرگانے آج تک شرمسار نظر آرہے ہیں کہ ہم نے کیا کیا اور کیسا مولوی بُلایا جو تحریف کی متواتر طبقاتی روایت پیش نہیں کر سکا اور کُتب اہلِ سُنّت کے پیش شدہ روایات کا حل نہیں کر سکا۔

خلافتِ علی علیہ السّلام کے باب میں مبلّغِ اعظم کے ۸۰ حوالجات کا جواب نہ دے سکا۔ ازالۃ الخفاء سے جب روایاتِ احراق کی سند پیش ہوئی تو لاجواب ہو گیا۔ خلافتِ ثلاثہ نہ قرآن سے ثابت کر سکا نہ حدیث سے۔ رہا مہاجرین و انصار کا اجماع تو جب اس میں یزید کو شریک دِکھلایا گیا تو جامع مانع اجماع نہ کر سکا اور

یزید کو خارج از خلفاءِ خود نہ کر سکے

حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام اور حضرت امام حسین علیہ السّلام کے لفظوں میں لفظ بیعتِ یزید نہ دکھلا سکا۔ الغرض تنظیم کا یہ آخری مناظر بھی پورے تین دن مناظرہ کر کے شکستِ عظیم کھا گیا اور صفِ مناظرین سے ہمیشہ کے لئے نام کٹوا گیا۔ اب انشاءاللہ سُنّی حضرات ان کی خدمات سے پھر استفادہ نہ کریں گے۔ اس مناظرہ کے نتیجہ میں اکثر لوگ اور خصوصاً حضرت مولانا غلام مرتضیٰ

سند یافتہ خیر المدارس ملتان شیعہ ہو گئے اور تنظیم کے آخری مناظری شکست پر مہر تصدیق ثبت کر گئے۔ چنانچہ آجکل آپ بہاولپور شیعہ مسجد میں.... خطیب ہیں۔ خیر المدارس کی سند موجود ہے۔

اس دور کی سنیت کے ٹھیکیدار احمد شاہ چوکیردی کے انکار کی کوئی حقیقت نہیں تھی وہ تو ہر چیز سے ہی انکار کرتے چلے آرہے تھے۔ ان کے نزدیک زہری شیعہ، شافعی شیعہ، نسائی شیعہ مولانا مہدی حسن مفتی دار العلوم دیوبند شیعہ اگر ان کی یہی رفتار رہتی تو ایک دن اپنی امامت کی کرامت سے صفحۂ ہستی سے سنیت کا خاتمہ کر کے ہی دم لیتے۔

مناظرہ باگڑ سرگانہ کی اصل حقیقت

از قلم مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل قدس سرہ

اس مناظرہ میں تین مسئلے زیر بحث تھے (۱) تحریف القرآن (۲) خلافت علی علیہ السلام (۳) خلافت ثلاثہ۔ پورے دو دن مسئلہ تحریف القرآن پر بحث ہوئی جس میں سنی سرگانے تسلیم کر گئے کہ شیعہ کا ایمان بالقرآن صحیح ہے۔ مگر بے علم و فضل سے کورا بیچارہ ملاں سنی کتب سے الزامی حوالہ جات میں ایسا الجھا کہ سوائے شیعہ تفسیر مجمع البیان کے اپنا ایمان بالقرآن نہ ثابت کر سکا۔

خلافت حضرت علی علیہ السلام

اس مسئلہ میں جب بیسیوں آیات قرآنی پیش ہوئیں اور حضرت علیؑ کی خلافت منصوص من اللہ ثابت کی گئی تو حاجی محمد قاسم نے اٹھ کر فرمایا کہ میرا سوال حل ہو گیا اب تیسرے موضوع پر بحث کیجئے۔

خلافتِ ثلاثہ

اس موضوع میں تونسوی صاحب کو آیت حدیث تو نہ مل سکی اجماع مخالفتِ اہل بیتؓ کی وجہ سے صحیح نہ رہا۔ اقوالِ صحابہ، عملِ صحابہ خلافت یزید سے معارض ہو کر قابلِ وثوق نہ رہے۔ صحیح بخاری اور مسلم سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور دیگر صحابہ کرام کے اقوال بیعت یزید کی نسبت پیش ہوئے تو تونسوی صاحب اور ان کے حواریین بہت سراسیمہ ہوئے۔ بخاری و مسلم کی روایات کا کوئی جواب نہ بن پڑا تو نبراس ص۵۵۳ سے شرح عقائد کی ایک عبارت پیش کی اور کہا کہ ہم متفقہ طور پر یزید کو لعنت کے قابل سمجھتے ہیں۔ مگر اُسی وقت اُسی نبراس کے ص۵۵۴ سے صاف دکھلایا گیا کہ ولا یخفی ان الشارع بنی کلام جواز لعن الفاسق وان لم یتحقق موتہ علی الکفر وھذا اخلاف التحقیق کہ شارع عقائد نے اپنے کلام کی بنیاد فاسق پر لعنت کرنے کے جواز پر رکھی ہے۔ اگرچہ اس کی موت کفر پر ثابت نہ ہو مگر یہ خلاف تحقیق ہے یعنی یزید پر لعنت کرنا اہلِ سنّت کے نزدیک خلافِ تحقیق ہے اور پھر اسی نبراس ص۵۵۵ سے یہ حوالہ پیش کیا گیا و بھذا اظھر ان استدلالھم علی اللعن یزید بالنصوص العامۃ غیر صحیح کہ اس سے ظاہر ہُوا کہ اس کا استدلال یزید کی لعنت پر نصوص عام پر صحیح نہیں اور قصیدہ امالی سے جب فلم یلعن یزید بعد موت، سوی المکثار فی الاغوا عفائی۔ پڑھ کر سُنایا گیا تو تونسوی کے اتفاق پر لعنت یزید کی کرکری ہو گئی لیکن تونسوی صاحب سے جب بخاری و مسلم کی روایات کا تحقیقی جواب آخری دم تک نہ ہو سکا تو پھر کتبِ شیعہ سے الزامی جواب دینے کی طرف لپکے اور کہا کہ حضرات اکتب شیعہ میں لکھا ہے کہ امام زین العابدینؑ نے یزید کی بیعت کر لی اور اس کو اپنا امام مان لیا روضہ کافی سے یہ عبارت پیش کی۔ قد اقررت لک بما سئلت انا عبد مکرہ لک کہ میں نے سوال کا اقرار کر لیا۔ کیونکہ میں زبردستی غلام بنایا گیا ہوں جب تونسوی صاحب کی توجہ انا عبد مکرہ کی طرف مبذول کرائی گئی کہ حضرت!

اسمیں لفظ "مکرہ" ہے اور جو چیز اکراہ سے کی جائے وہ دین اور شرع میں سند نہیں ہے۔ لا اکراہ فی الدین آیت قرآنی ہے اور اس عبارت میں لفظ بیعت بھی نہیں ہے تو تونسوی صاحب نے مولوی الہ یار کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھا اور کانا پھوسی کرنے کے بعد ایک چھلانگ اور لگا دی کہ چلو نہ سہی ہم حضرت امام حسینؓ کا یزید کی بیعت کرنا کتب شیعہ سے ثابت کرتے ہیں۔ چنانچہ شیعہ مناظرہ کی کتاب تلخیص شافی سے یہ حوالہ پیش کیا گیا۔ اختاروا فی اما الرجوع الی المکان الذی اقبلت او ان اضع یدی علی ید یزید فهو ابن عمی یری فی رأیہ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے کہا کہ میری طرف سے تین چیزوں میں سے ایک چیز اختیار کرو۔ یا تو مجھے اس مکان کی طرف جانے دو جہاں سے میں آیا ہوں یا مجھے یزید کے پاس لے چلو میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دوں گا۔ پس وہ میرا چچا زاد ہے تاکہ وہ میرے بارے میں بہتر رائے ظاہر کرے۔

حضرات! یہ ہے باگڑ سرگانہ ہیں ملاں تونسوی کا آخری تیر جس پر تمام فتح کا ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے۔ اب ذرا اس کی حقیقت سُن لیجئے اور پھر سوچئے کہ یہ تونسوی کس علمیت اور قابلیت کا مالک ہے اور تنظیم اہلِ سُنّت میں علم کا کتنا فقدان ہے۔

الجواب

تلخیص شافی مذہب شیعہ کے ایک مناظرہ کی کتاب ہے۔ اور یہ عبارت بطور الزام کُتب اہلِ سُنّت سے نقل کی گئی ہے اور اہلِ سُنّت کی تمام تاریخوں میں موجود ہے۔ آپ الزام سے ہمیں الزام نہ دیجئے۔ یہ شیعہ کی کسی تاریخ یا حدیث کی کتاب میں باسند موجود نہیں۔ ذرا کتب اہلِ سُنّت میں عبارت دیکھ لیجئے۔ تاریخ ابنِ کثیر ص۱۷۰ ج ۸ ملاحظہ فرمائیے۔ فقال له الحسین یا عمر اختر منی احدی ثلاث خصال اما ان تترکنی ارجع کما جئت فان

ابیت ھذہ فتسیرنی الی الترک فاقاتلھم حتی اموت۔ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے عمر بن سعد سے کہا کہ اُے عمر! میری طرف سے تین باتوں میں سے ایک بات ضرور منظور کر دو۔ یا تو مجھے چھوڑ دو کہ میں واپس لوٹ جاؤں اگر یہ نہ کر سکو تو مجھے یزید کے پاس لے چلو۔ میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پہ رکھ دُوں گا۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو تُرک کی طرف جانے دو۔ میں ان سے جہاد کر کے مر جاؤں گا۔

حضرات قارئین یہ ہے اہلِ سُنت کی معتبر کتاب کا حوالہ جس پر تونسوی صاحب شیعہ کو الزام دے رہے ہیں۔

حوالہ تاریخ طبری

قالوا انہ قال اختاروا منی خصالاً ثلاثاً اما ان ارجع الی المکان الذی اقبلت منہ د اما ان اضع یدی فی ید یزید بن معاویہ فیری فیما بینی و بینہ وانہ و اما ان تسیروابی الی ثغر من ثغور المسلمین شئتم فاکون رجلا من اھلہ لی مالھم وعلی ما علیھم۔ تاریخ طبری ص ۲۳۵ ج ۶۔ کہ بعض محدثین کہتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے لشکرِ یزید سے کہا کہ میری طرف سے تین باتیں اختیار کر و یا مجھے اس مکان کی طرف جانے دو جہاں سے میں آیا ہوں یا مجھے یزید کے پاس جانے دو۔ اس کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھ دُوں گا۔ وہ میرے اور اپنے درمیان خود بہتر فیصلہ کرے گا۔ یا مجھے کسی سرحد کی طرف نکل جانے دو۔ جہاں تم چاہو میں وہاں کے لوگوں سے ہو جاؤنگا۔ ان کے حقوق مجھے دے دو۔

تاریخ الخلفاء سیوطی

فلما رھقہ السلاح عرض علیھم الاستسلام والرجوع

والمضی الی یزید فیضع یدہ فی یدہ فابوا الا قتلہ فقتل کہ جب سید الشہداء کو تیر تلواروں سے ہر طرف سے گھیر لیا تو آپ نے صلح کے شرائط پیش کئے۔ ایک واپس جانا، دوم یزید کی طرف جانا چاہا۔ تاکہ اس کے ساتھ خود تصفیہ کریں۔ تیسری شرط مذکور نہیں۔ مگر انہوں نے آپ کے قتل کے سوا سب کا انکار کیا، پس آپ شہید ہو گئے۔

کتاب الامامت والسیاست

قال الحسین یا عمر اختر منی ثلاث خصال اما تترکنی ارجع کما جئت فان ابیت ھذہ فاخری سیرنی الی الترک اقاتلھم حتی اموت او تسیرنی الی یزید فاضع یدی فی یدہ فیحکم لی بما یرید۔ (جلد دوم ص۶ مطبوعہ مصر) کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے کہا کہ اے عمر تین خصلتوں میں سے ایک منظور کر۔ یا مجھے چھوڑ دے کہ میں واپس ہو جاؤں جیسے کہ میں آیا ہوں یا مجھے یزید کے پاس بھیج دے میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دونگا۔ وہ میرا فیصلہ خود کریگا، جو چاہے گا۔

جہالت تونسوی

حضرات قارئین! یہ تھی تونسوی کی جہالت کہ اپنے گھر کی خبر نہیں کہ ہماری کتابوں میں بھی یہ حوالہ جات موجود ہیں مگر شیعہ کی الزامی نقل سے شیعہ پر اعتراض کر رہے تھے ذرا اس کی جہالتیں ملاحظہ فرماتے چلئے تاکہ آپکو معلوم ہو جائے کہ تنظیم کا یہ گھر اذا فاتك الحیاء فافعل ما شئت کا مصداق ہے۔

شرائط صلح کی وجہ سے تیس آدمی حسین کیساتھ ہو گئے

اہل سنت کی کتب میں یہ بھی وضاحت موجود ہے کہ ان شرائط کا یہ اثر ہوا

کہ تیس آدمی حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ایماندار ہو کر شہید ہو گئے ملاحظہ فرمایئے تاریخ ابنِ کثیر ص۱۷۰ ج ۸، الامامت والسیاست ص۶ ج ۲۔

وکان مع عمر بن سعد من قریش ثلاثون رجلا من اھل الکوفۃ فقالوا یعرض علیکم ابن بنت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ثلاث خصال لا تقبلون واحدۃ منھا فتحولوا مع الحسین فقاتلوا۔

ترجمہ:۔ عمر بن سعد کے ساتھ قریش سے کوفہ کے رہنے والے تیس آدمی تھے۔ انہوں نے عمر بن سعد سے کہا کہ نواسۂ رسول نے تمہارے سامنے تین شرطیں پیش کی ہیں لیکن تم لوگ کچھ بھی نہیں مانتے۔ چنانچہ وہ تیس آدمی ادھر سے بدل کر حضرت امام حسینؑ کے ساتھ ہو گئے اور آپ کی رکاب میں لڑ کر شہید ہو گئے۔ رحمۃ اللّٰہ علیہم یہ ہے ابنِ رسولؐ کی سیاستِ ایمانی کا اثر۔

اِس روایت کا ضعف

عرض کیا گیا تھا کہ یہ روایت کتبِ شیعہ کی نہیں۔ تلخیص شافی ص۴۷ پر سُنّیوں کے ایک اعتراض کا جواب خود ان ہی کے مسلّمات سے دیا گیا ہے۔ حسبِ قاعدۂ مناظرہ کہ الزامی جواب مسلّمات خصم سے ہوتا ہے۔ اگر کتبِ شیعہ کا حوالہ ہوتا تو اہلِ سُنّت پر حجت نہیں تھا۔ پس ان کے لئے جواب کیسے ہو سکتا ہے۔ چنانچہ دیکھئے تلخیص شافی پہلے اعتراض نقل ہے پھر جواب:۔

فکیف یقال انہ علیہ السلام القی بیدہ الی التھلکۃ وقد روی انہ علیہ السلام قال لعمر بن سعد اختاروا منی اما الرجوع الی المکان الذی اقبلت منہ او ان اضع یدی علی ید یزید فھو ابن عمی یری فی رأیہ و اما ان تسیروا بی الی ثغر من ثغور المسلمین فاکون رجلا من اھلہ لی مالہ وعلی ماعلیہ۔ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام۔

یہ اعتراض کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ نے جان بوجھ کر اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیا اور آیت لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ کا خلاف کیا کیوں کہ اعتراض کرنے والوں کے ہاں روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے عمر بن سعد سے کہا کہ میری طرف سے تین باتوں میں سے ایک منظور کرو۔ یا مجھے اُس مکان کی طرف جانے دو جہاں سے میں آیا ہوں یا مجھے یزید کی طرف جانے دو تاکہ میں اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دُوں وہ خود میرا فیصلہ کرے گا۔ کیونکہ وہ میرا چچا زاد ہے (یعنی بنی ہاشم اور بنی اُمیہ اوپر سے ملتے ہیں تم دخل نہ دو) یا مجھے سرحد کی طرف جانے دو تاکہ میں وہاں کا شہری بن جاؤں۔ میرے وہی حقوق ہوں گے جو وہاں کے باشندوں کے ہیں الخ

لیجئے حضرات! تلخیص شافی سے سُنّیوں کا اعتراض اِنہی کی روایت سے رَد کر دیا ہے اور الفاظ بھی وہی نقل ہیں جو اُوپر تاریخ طبری سے نقل کئے گئے ہیں۔ اَب تونسوی صاحب سے پُوچھئے کہ یہی فتح ہے کہ تمہیں اپنے گھر کی بھی خبر نہیں ہے کہ یہ الفاظ ہماری روایات کے ہیں اور کُتب شیعہ میں بطور الزام نقل ہیں۔ دوسرا اس شافی کی روایت میں لفظ روی صیغہ ماضی مجہول میں ہے جو اس روایت کے ضعف کی طرف اشارہ کرتا ہے اور تاریخ طبری سے بھی اس کا ضعف ثابت ہوتا ہے۔

ان الفاظ کا تاریخ طبری سے رَدّ

" قال ابو مخنف فاما عبد الرحمٰن بن جندب فحدثنی عن عقبہ ابن سمعان قال صحبت حسینا فخرجت معه من المدینة الی مکّة و مکّة الی العراق ولم افارقه حتّٰی قتل ولیس من مخاطبة النّاس کلمة بالمدینة ولا بمکّة ولا فی الطّریق ولا بالعراق ولا فی عسکر الی یوم مقتله الا وقد سمعتها الّا باللہ ما اعطاھم

مابتذاکر الناس ومایزعمون من ان یضع یدہ فی ید یزید بن معاویۃ وان یسیروہ الی ثغر من ثغور المسلمین ولکنہ قال دعونی فلاذھب فی ھذہ الارض العریضۃ حتی ننظر مایصیر امر الناس"

ابو محنف نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن جندب نے مجھے عقبہ بن سمعان سے حدیث سنائی ہے کہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی صحبت میں ہر وقت رہا ہوں۔ میں آپ کے ساتھ ہی مدینہ سے نکل کر مکہ آیا اور مکہ سے عراق گیا۔ میں آپ کی شہادت تک آپ سے ہرگز جدا نہیں ہوا۔ میں نے آپ کی ہر بات سُنی جو کہ آپ نے مدینہ یا راستہ عراق میں یا لشکر میں لوگوں سے کہی، میں نے سب سُنیں، یوم قتل تک۔ مگر خدا کی قسم، جو لوگ ذکر کرتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے یزید کے ہاتھ میں ہاتھ رکھنے یا سرحد کی طرف جانے کا ذکر کیا ہے میں نے بالکل نہیں سُنی، بلکہ یہ بات لوگوں نے خود بنائی ہے۔ آپ نے تو یہ کہا تھا، مجھے چھوڑ دو میں کسی وسیع زمین میں چلا جاؤں گا۔ حتیٰ کہ میں دیکھوں کہ لوگوں کا کیا حال ہوتا ہے۔ یعنی ان الفاظ کا دارومدار تحقیق کے بجائے افواہِ عام پر ہے۔ دیکھئے تاریخ طبری ص۲۳۵

قد تحدث الناس بذلك وشارع فیھم من غیر ان یکون سمعوا من ذلك شیئا ولا علموہ۔

ترجمہ:۔ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اور عمر بن سعد نے جب رات کے وقت کافی دیر تک خفیہ میٹنگ کی تو واپسی پر لوگوں نے یہ باتیں کرنی شروع کر دیں کہ حضرت امام حسین نے عمر بن سعد سے یہ کہا کہ یزید کے پاس چلیں اور میں اس کے ہاتھ میں ہاتھ دوں، وہ خود فیصلہ کرے گا، اور یہ بات لوگوں میں مشہور ہوگئی۔ حالانکہ لوگوں نے یہ بات حضرت امام حسین علیہ السلام سے نہ کی اور نہ سُنی نہ جانی۔ لیجئے! یہ روایت جو مؤرخین اہلِ سنّت ہر جگہ ٹھونستے جا رہے ہیں بے تحقیق اور افواہِ عام سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ یہ تو تھا تونسوی صاحب کی فتح کا حال کہ روایت بھی اہلِ سنّت کی کتب کی اور وہ بھی بے تحقیق اور الزام شیعہ کو دے

رہے ہیں۔ خوب! جہالت اس کو کہتے ہیں، حماقت ایسی ہی ہوتی ہے۔

ہاتھ میں ہاتھ رکھنے کا مطلب

مَیں نے اس وقت جواباً تین دعوے کئے تھے جن پر اَب تک مصر ہُوں اَوّلاً کہ یہ روایت اہلِ سُنّت کی ہے۔ تلخیص شافی میں بطور الزام نقل ہے۔ دوم، یہ ضعیف ہے۔ جس پر صاحب شافی نے ردی بصیغہ مجہول تمریض ظاہر کی ہے۔ سوم، اس کا مطلب بیعتِ یزید نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مَیں اَپنے آپ کو یزید کے حوالے کر دیتا ہُوں، وہ خود فیصلہ کرے گا کہ مَیں واجب القتل ہُوں یا کہ قید و بند کے قابل! یا مجھے بغیر بیعت اپنے حال پر رہنے دیا جائے۔ مگر تونسوی نہ اس وقت کوئی جواب دے سکا، نہ قیامت تک دے سکے گا۔ ہاں اس وقت بھی عالمِ شور میں میری سُنے بغیر قلندرانہ رقص فرما رہا تھا۔ شاید جہل مرکب سے ساری عمر کہتا رہے گا مگر جواب نہ دے سکے گا۔

تین شرائط والی عبارت کا ترجمہ

دیکھئے! جو ترجمہ مَیں نے کیا تھا، وہی اُبوالکلام آزاد امام اہلسنّت کر رہے ہیں۔ اَب تو تونسوی کی جہالت کھل کر رہ گئی۔ (از مولانا ابوالکلام آزاد)

تین شرطیں اور حضرت امام حسینؑ

اس کے بعد بھی تین چار مرتبہ باہم مُلاقاتیں ہوئیں۔ آپ نے تین صُورتیں پیش کی تھیں:-

۱۔ مجھے وہیں لوٹ جانے دو جہاں سے آیا ہُوں۔

۲۔ مجھے خود یزید سے اَپنا معاملہ طے کر لینے دو۔

۳۔ مجھے مسلمانوں کی کسی سرحد پر بھیج دو، وہاں کے لوگوں پر جو گذرتی ہے وُہی

مجھ پر گذرے گی۔ (شہادت امام حسینؑ۔ ابوالکلام آزاد)۔

اصل حقیقت

یہ ہے کہ تونسوی صاحب کو کتاب الجہاد کی تفصیل معلوم نہیں۔ کیونکہ جنگ میں تین صورتیں ہوتی ہیں یا اصل مطالبہ منظور اور جنگ بند! دوم، شرائط صلح، سوم، جنگ۔ اصل مطالبہ بیعتِ یزید تھی وہ آپ نے منظور نہ کیا۔ دوم: اس کے علاوہ شرائط صلح پیش کئے۔ ان میں ایک شرط یہ تھی کہ میں اپنے آپ کو ابن زیاد کے حوالے نہیں کرتا بلکہ یزید کے حوالے کرتا ہوں کہ وہ خود فیصلہ کرے۔ چنانچہ ابنِ کثیر ص۱۷۰ ج ۸ میں ہے انا نتا شدھم اللہ والاسلام ان یسیرہ الی امیرالمومنین یزید فیضع یدہ فقالوا الا ان تنزل علی حکم ابن زیاد۔ کہ آپ نے اُن لوگوں کو اللہ اور اسلام کا واسطہ دیا کہ مجھے یزید کی طرف جانے دو کہ میں خود اپنا فیصلہ اس کے ساتھ طے کروں گا۔ مگر انہوں کہا نہیں، ابنِ زیاد کے حکم پر اُتر آؤ۔ شاید تونسوی صاحب کو پتہ نہیں کہ جنگ میں نزال کس کو کہتے ہیں اور اس کا مطلب کیا ہے؟ اور تاریخ طبری ص۲۳۶ ج ۸ میں ہے کہ شمر نے ابنِ زیاد سے کہا، لئن رحل من بلدك ولم یضع یدہ فی یدك لیکون اولی بالقوۃ والعز وتکونن اولی بالضعف والعجز فلا تعطہ ھذہ المنزلۃ فانھا من الوھن ولکن لینزل علی حکمك ھو واصحابہ فان عاقبت فانت ولی العقوبۃ وان غفرت کان ذالك: الخ۔

کہ جب عمر بن سعد کا خط مشتمل بر شرائط ثلاثہ ابنِ زیاد کے پاس آیا تو وہ امام حسینؑ کو یزید کے حوالے کرنے پر تیار ہو گیا۔ مگر شمر نامراد نے اُٹھ کر کہا کہ اگر امام حسین علیہ السّلام تیرے شہر سے چلے گئے اور تیرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر تیرا فیصلہ تسلیم کرنے پر راضی نہ ہوئے تو تجھ سے قوت اور عزت میں بڑھ جائیں گے۔ تو ضعیف اور عاجز ہو جائے گا، ان کو یہ حق نہ دے، یہ کمزوری

ہے۔ لیکن ان کو چاہیئے کہ تیرے حکم پر اُتر آئیں اور تیرا حکم اور فیصلہ منظور کر لیں۔ وہ بھی اور ان کے اصحاب بھی اپنے فیصلہ میں اگر تُو ان کو عذاب دے تو تُو عذاب کا وَلی ہے اور اگر معاف کرے تو تجھ کو یہ حق ہے۔

دیکھئے حضرات! یہ ہے ہاتھ پر ہاتھ رکھنے کا مطلب کہ ان کے فیصلہ کو منظور کرنا چاہیئے۔

عذاب کریں یا معاف کریں: اگر اس کا مطلب بیعت ہو تو بیعت کے بعد عذاب یا عتاب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ الغرض یہ تونسوی جاہل ہے۔ علم کی باتیں اس کے دماغ اور عقل کا کام نہیں مگر باوجود ایں ہمہ اگر قلندرانہ رقص اور شور دیکھو تو آپ حیران ہو جائیں۔ مناظرہ باگڑ سرگانہ میں نہ خلافتِ ثلاثہ ثابت کر سکے نہ صحابہ کی بیعت بایزید کا جواب دے سکے۔ الزامی جواب میں ایسے پھنسے کہ قیامت تک بھی جواب نہ دے سکیں گے۔ باوجود ایں ذلت اور خواری روئیداد مناظرہ باگڑ سرگانہ میں جو بے معنی شیخیاں ماری ہیں ان کو ذرا ملاحظہ کر لیجئے تاکہ اس شیر پشمین کا حال معلوم ہو جائے مناظرہ باگڑ سرگانہ کی روئیداد ص ۲۰۸ پر لکھتے ہیں کہ مناظرِ اعظم اہلِ سُنّت علّامہ تونسوی نے فرمایا، مَیں مولوی اسماعیل کی پرانی عادتوں سے واقف ہوں یہ کتاب پھاڑ ڈالے گا چنانچہ سر پرست اہلِ سُنّت اپنی ذمّہ داری سے وہ کتاب تلخیص شیعہ مناظر کے پاس لے گئے مگر اس وقت مولوی اسماعیل کی بدحواسی کا عالم یہ تھا کہ حوالہ کو ادھر اُدھر سے توڑتا تھا مگر وہ خاص عبارت پڑھنے سے گریز کرتا تھا۔ ادھر علّامہ تونسوی فرما رہے تھے کہ مولوی صاحب ذرا ہوش سنبھال کر درمیان سے پڑھو۔ مولوی اسماعیل کا چہرہ خوفزدہ تھا اور حواس باختہ تھے اور اس کے چیلے شور مچا رہے تھے اور مولوی اسماعیل کی بدحواسی پہ پردہ ڈالنا چاہتے تھے۔ مگر تمام حاضرین شیعہ و اہلِ سُنّت پر شیعہ مناظر کی شکستِ فاش اور بدحواسی واضح ہو چکی تھی اور کتاب پہ شیعہ مولویوں کا جمگھٹا بن گیا، اور علّامہ تونسوی کو یہ خطرہ ہوا کہ یہ کتاب کو پھاڑ ڈالیں گے، تو آپ نے فوراً ہی کتاب ان سے واپس لے لی۔ اس کے بعد شیعہ سرپرستوں کو یہ حوالہ

دکھایا گیا جس سے وہ بہت متاثر ہوئے۔ شیعہ مولوی گلاب شاہ نے بھی یہ حوالہ دیکھنا چاہا تو کتاب پھاڑنے کے خوف سے علامہ تونسوی نے ان کے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر حلف دے کر یہ حوالہ اس سے پڑھوایا، تاکہ وہ صحیح صحیح عبارت پڑھ کر تمام لوگوں کو سُنا دے۔ اسی صورت سے مولوی ضمیر الحسن اور مولوی امیر محمد قریشی سے بھی یعنی ان کے دونوں ہاتھ پکڑ کر حوالہ پڑھایا گیا، جس کو پڑھ کر شیعہ مولوی اتنے بدحواس و مبہوت ہوئے کہ لاجواب ہونے کی وجہ سے کتاب پھاڑنے پر آمادہ تھے۔ مناظر اعظم اہل سُنّت کے ابھی تین منٹ باقی تھے کہ سرپرست شیعہ مہر حق نواز صاحب نے علامہ تونسوی صاحب مدظلہٗ کے پاس آکر نہایت ادب سے عرض کیا کہ آپ اپنی تقریر ختم کیجئے ہم کو زیادہ رسوا نہ کیجئے۔ شیعوں کے اصرار سے معززین سرگانہ اہل سُنّت نے حضرت علامہ تونسوی کی خدمت میں عرض کیا کہ حق واضح ہو چکا ہے دعائے خیر فرما کر ختم کیجئے۔

لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن

حضرات! یہ عبارت پڑھ کر ذرا اندازہ لگائیے کہ یہ دیوانے کی بڑ ہے شیخ حلّی مرحوم کی روح مُلّاں تونسوی میں بول رہی ہے کہ شیعہ علماء کتاب پھاڑ رہے تھے لہٰذا علامہ تونسوی حوالے دکھانے میں لیس و پیش کر رہے تھے۔ حضرات آپ نے تلخیص شافی کی عبارت کا حال پڑھ لیا ہے کہ یہ کتب اہل سُنّت کی عبارت ہے۔ مگر تونسوی صاحب کو اپنی جہالت کی وجہ سے ممکن ہی نہیں اور اس کا مطلب بھی علمائے اہل سُنّت کی زبانی تحریری پڑھ لیا ہے۔ اب فرمائیے یہ تونسوی صاحب کا اُچھلنا کودنا، شور و غوغا، قلندرانہ رقص سب کچھ جہالت کا نتیجہ ہے یا کچھ اور۔ یہ ہیں تنظیم اہل سُنّت کے مناظر جن کے مقابلہ میں مجبوراً حاضر ہونا پڑتا ہے ورنہ ایسے بے علموں سے تو بات کرتے ہوئے بھی شرم محسوس ہوتی ہے۔ خداوندا! جن کے علماء کا یہ حال ہو اُنکے عوام کا کیا حال ہوگا۔ رہا مہر حق نواز صاحب کی نسبت بُہتانِ عظیم اس کا فیصلہ ان کا

بیان پڑھ کر کر لیجئے۔

فیصلہ مہر حق نواز صاحب سرگانہ

حضرات مناظرہ باگڑ سرگانہ میں ہم نے اہلِ سنّت کو ہر قسم کی رعایت دی۔ اُنکی ہر کڑی سے کڑی شرط کو منظور کیا مگر تاہم مولوی عبدالستار تونسوی کامیاب نہ ہوسکے اور اِس مناظرہ میں حضرت مبلّغِ اعظم ہر طرح کامیاب رہے۔ اِس میں کوئی رعایت ہے نہ ملمع! یہ ایک حقیقت ہے اور مناظرہ باگڑ سرگانہ کی رُوئیداد میں عبدالستار نے بہت جھوٹ لکھے ہیں اور میری نسبت جو کچھ اس نے لکھا ہے وہ میں نے بالکل نہیں کہا یہ میرا فیصلہ ہے (حق نواز سرگانہ بقلم خود)۔